وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا

# تکمیل حج

و

## زیارۃ الحرمین الشریفین

از

محمد سلیمان کیلانی عفی عنہ

ناشر

مکتبۃ السلام - وسن پورہ - لاہور

قیمت

# اِنتساب

ان مقبولین بارگاہ خداوندی کے نام۔ جن

کو اللہ تعالٰے زیارت حرمین شریفین (زادہما

اللہ عزاً و شرفاً) کی توفیق عطا فرماویں۔

محمد سلیمان۔

# پیش لفظ

۱۹۵۵ء میں خداوند قدوس الجلال والاکرام نے اپنے اس ناچیز بندے کو زیارت الحرمین الشریفین (زادہما اللہ عزاً ورفعتہً) کی توفیق عطا فرمائی تو اس سلسلہ میں اسکے مالک حقیقی نے اور بھی بہت سے انعامات فرمائے۔ بہترین ساتھی۔ نیک دل میزبان۔ اور ہمدرد معلم بھی مجھے مل گئے۔ البتہ ایک چیز کی تلاش میں مجھے کافی تکلیف ہوئی۔ وہ یہ کہ مجھے کوئی جامع کتاب نہ مل سکی۔ کہ میں اس سے کماحقہ فائدہ اٹھا کر ہر چیز سے بے نیاز ہو جاتا۔ اسلئے مختلف مضامین کی چودہ کتابیں مجھے خریدنا پڑیں کسی کتاب میں صرف مناسک حج کی تشریح تھی۔ کسی میں مکہ مکرمہ کے تاریخی حالات تھے۔ کسی میں مدینہ منورہ کے آثار کی تاریخ تھی۔ کسی میں حرم شریف (مکہ مکرمہ) کی تاریخ تھی۔ کسی میں حرم شریف مدینہ منورہ کے حالات تھے۔ کسی میں خاص مسجد الحرام کے حالات درج کئے گئے تھے۔ اور کسی میں خاص مسجد نبوی (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کی تاریخ تھی۔ علیٰ ہذا القیاس مختلف معلومات کیلئے بہت سی کتابوں کی ورق گردانی کرنا پڑی۔ تب کہیں جا کر میں اپنے اس سفر سے کماحقہ فائدہ اٹھا سکا۔ اس وقت دل میں خیال آیا کہ کاش کوئی ایسی کتاب ہو جس میں تمام معلومات کو یکجا آدمی دیکھ سکے۔

جب میں فریضہ حج سے فارغ ہو کر واپس آیا تو دوست۔ احباب ہاں کے حالات پوچھنے لگے ہر ایک آدمی کو فرداً فرداً حالات بتانا چونکہ بہت مشکل تھا۔ اسلئے تجویز ہوئی کہ جامع مسجد مرکزی کے لاؤڈ سپیکر پر یہ حالات نشر کئے جائیں۔ چنانچہ کچھ دن تک یہ سلسلہ چلتا رہا۔ پھر بعض احباب نے تقاضا شروع کر دیا۔ کہ ان معلومات کو اسی تفصیل کیساتھ اگر قلمبند کر دیا جائے تو بہت بہتر ہو۔ لیکن میرے ذاتی حالات اسکی اجازت نہ دیتے تھے۔ مزید برآں پھر اس کتاب کی طباعت کے اخراجات کے لئے بھی روپیہ درکار تھا۔ لہٰذا میں نے انکار کر دیا۔

چند دن کے بعد اس قصبہ (علی پور چٹھہ) کے ایک نیک دل رئیس جناب مستری فضل کریم صاحب آرہ مستی تشریف لائے اور آپ نے بھی اس کتاب کے متعلق فرمایا میں نے اپنی معذوری ظاہر کی تو آپ نے مبلغ سات سو روپیہ کی کثیر رقم نکال کر پیش کر دی اور کہا کہ میں اس رقم کے نسخے آپ سے خرید لونگا اسکے بعد مجھے انکار کی گنجائش نہ رہی پہلے بھی ایک جامع کتاب لکھنے کا خیال تو آتا تھا لیکن مجبوری نے اس آرزو کو دبا رکھا تھا مستری صاحب کی اس ہمت افزائی کے بعد وہ جذبہ بھی بیدار ہوا۔ اور حجاج کرام کی مشکلات کو مدنظر رکھ کر ایک جامع نسخہ تحریر کر دیا گیا۔

میں مستری فضل کریم صاحب کی اس ہمت افزائی کا مشکور ہوں۔ گو وہ اس کے محتاج نہیں ہیں۔ ان کی ہر دلعزیزی نیک دلی۔ اور دینداری قصبہ بھر میں مشہور ہے۔ میں دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالےٰ مستری صاحب کو بیش از بیش نیکی کرنے کی توفیق عطا فرمائیں اور ان کی نیکیوں کو از راہ لطف قبول فرمائیں اور انہیں بھی حج کی سعادت سے مشرف فرمائیں۔ اور انکی زلات اور خطیات کو وہ پردہ پوشی اپنے لطف و کرم سے روز قیامت معاف فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔

جو ذی علم حضرات حج کی سعادت سے مشرف ہو چکے ہیں۔ وہ بخوبی جانتے ہیں کہ آج کل فریضہ حج کی ادائیگی میں معلمین حضرات سنت کی ذرا بھی پرواہ نہیں کرتے۔ بلکہ بعض اوقات واجبات تک کو ترک کر جاتے ہیں۔ میں نے اس کتاب میں مسنون طریقہ کو بڑی اچھی طرح واضح کر دیا ہے تاکہ حجاج کرام صحیح سنت طریقہ پر حج ادا کر سکیں۔

آخر میں۔ میں اپنے آقا و مولا اپنے مالک حقیقی رب العالمین کی بارگاہ میں دست بدعا ہوں کہ وہ میری اس ناچیز تحریر کو قبول فرمائے۔ اور اسے میری بخشش کا وسیلہ بنائے۔ آمین۔

بندۂ ناچیز محمد سلیمان کیلانی عفی عنہ

# جن کتب سے استفادہ کیا گیا

| نمبر شمار | نام کتاب | نام مصنف یا مؤلف |
|---|---|---|
| ۱ | قرآن مجید | |
| ۲ | صحیح بخاری | امام المحدثین محمد بن اسمٰعیل بخاری |
| ۳ | صحیح مسلم | مسلم القشیری |
| ۴ | ابوداؤد | ابوداؤد سجستانی |
| ۵ | مسند احمد | امام احمد بن حنبل |
| ۶ | روض الانف | سہیلی |
| ۷ | ارشاد الساری | ملاں علی قاری |
| ۸ | طراز المحرہ | نواب صدیق حسن خاں |
| ۹ | وفاء الوفا | سید عبداللہ سمہودی |
| ۱۰ | آثار مدینہ | عبدالقدوس انصاری |
| ۱۱ | رحلۃ الحجازیہ | محمد لبیب بک بتنونی مصری |
| ۱۲ | کیف تطوف و تسعیٰ | خالد بسیونی |
| ۱۳ | مشکوٰۃ شریف | محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی |
| ۱۴ | سیرۃ النبویہ | ابن ہشام |
| ۱۵ | تعریف بما انست الہجرۃ من معالم دار الہجرۃ | علامہ مطری |
| ۱۶ | مرآۃ الحرمین | ابراہیم پاشا رفعت |
| ۱۷ | "المحرم" | عباس مکی |
| ۱۸ | "الحج" | عباس مکی |
| ۱۹ | ذاتی مشاہدے اور تجربے | |

# فہرست مضامین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

# فرضیت حج

اسلام کے پانچ بنیادی احکام میں سے ایک حج ہے۔ انہیں "ارکان اسلام" بھی کہتے ہیں چنانچہ خداوند تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ

وَلِلّٰهِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا ط — کہ جو شخص بیت اللہ شریف تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہو اس پر بیت اللہ شریف کا حج کرنا فرض ہے۔

اور رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ۔

"بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ" — کہ "اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی ہے سب سے پہلے اس بات کی شہادت اور اقرار کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کے بندے اور رسول ہیں اور نماز کا پابند رہنا اور زکوٰۃ ادا کرنا اور حج کرنا اور رمضان شریف کے روزے ... رکھنا

"عبداللہ بن عمر کی اس حدیث کو امام بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

اور مسلم میں ابوہریرہ کی روایت کے یہ لفظ ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک خطبہ میں فرمایا کہ "اے لوگو تم پر حج فرض کیا گیا ہے تم حج کیا کرو" اور کبھی ان کی ترغیب ان الفاظ سے بیان فرمائی کہ ایک عمرہ دوسرے عمرے تک کے گناہوں کا کفارہ ہے اور وہ حج خالص "کی جزا سوائے جنت کے اور کوئی چیز نہیں ہو سکتی (بخاری و مسلم)

اور کبھی ان الفاظ میں لوگوں کو حج پر آمادہ کیا "کہ جو شخص خالص نیت سے خدا تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے حج کرے اور حج کے دوران میں کسی بے حیائی کا ارتکاب نہ کرے۔ اور کسی طرح بھی اللہ کی نافرمانی نہ کرے تو وہ حج سے جب واپس آتا ہے تو گناہوں سے اس طرح پاک صاف ہوتا ہے کہ گویا وہ آج ماں کے پیٹ سے باہر آیا ہے" (بخاری و مسلم)

کبھی آپ نے عمرہ کی ترغیب ان الفاظ سے دی کہ رمضان شریف میں عمرہ کرنے کا ثواب حج کے برابر ملتا ہے (بخاری و مسلم)

ایک دفعہ ایک آدمی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا کہ سب سے بہترین عمل کونسا ہے تو آپ نے فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لانا۔ اس نے سوال کیا کہ اس کے بعد کونسا عمل بہتر ہے تو آپ نے فرمایا کہ خدا تعالےٰ کے راستہ میں جہاد کرنا اس نے پوچھا کہ اس کے بعد کونسا عمل بہتر ہے تو آپ نے فرمایا کہ "خالص حج" (بخاری مسلم)

اور یہ حج کی فرضیت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے بہت پہلے اللہ تعالےٰ کی طرف سے مقرر ہو چکی تھی چنانچہ آج سے ساڑھے چار ہزار سال پہلے اللہ تعالےٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم فرمایا تھا کہ۔

وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ — کہ لوگوں کو آواز دو کہ آکر خانہ کعبہ کا حج کرو

اور اس زمانہ سے بدستور حج ہر سال ہوتا رہا۔ ایام جاہلیت میں قریش بھی حج کیا کرتے تھے۔ حالانکہ وہ اس وقت مشرک اور کافر تھے"

اسلام نے اس فرضیت کو اور زیادہ مؤکد کر دیا اور باوجود استطاعت کے

اس کے چھوڑنے والے کو ان الفاظ میں تنبیہ فرمائی کہ۔

"جس شخص کے پاس حج کے اخراجات کے لئے روپیہ ہو اور اسے سواری بھی میسر آسکے اور پھر بھی وہ حج نہ کرے یا نہ کر کے مرے تو اللہ کو اس کی کوئی پرواہ نہیں کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر کیونکہ خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ

"لوگوں پر فرض ہے کہ وہ اللہ کے لئے بیت اللہ شریف کا حج کریں بشرطیکہ ان کے پاس زادراہ اور سواری ہو اور جو شخص اسکی بے فرمانی کرے گا تو اللہ کافروں سے بے نیاز ہے" (سورۃ آل عمران)

اس حدیث کو امام ترمذی نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے۔

اور مسند احمد اور دارمی اور بیہقی نے ابوامامہ سے یہ الفاظ روایت کئے ہیں کہ "جو شخص تندرست بھی ہو اور غنی بھی ہو اور راستہ بھی صاف ہو اور پھر بھی وہ حج کئے نہ مرے تو اس کی موت اسلام کی موت نہیں خواہ وہ یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر۔

عمارۃ بن حزم کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے فرض کیا ہے جو شخص ان میں سے تین ادا کرے گا اور چوتھی کو چھوڑ دیگا تو وہ تینوں اسکے کچھ کام نہ آئیں گی وہ چار چیزیں یہ ہیں نماز۔ زکوٰۃ۔ روزے اور حج (مسند احمد)

(حج کو اتنی وقعت کیوں دی گئی یہ اگلے بیان میں ذکر کیا جائے گا)

بلکہ اسلام نے یہاں تک اس کی تاکید کی ہے کہ اگر کسی آدمی پر حج فرض ہو جائے اور وہ کسی عذر کی وجہ سے حج نہ کر سکے اور مر جائے تو اس کے ورثا پر فرض ہے کہ وہ اس کی طرف سے حج کریں۔ اور اس کے لئے تقسیم ورثہ سے پہلے اس کے مال میں سے روپیہ رکھ لیا جائے۔

اور اگر کوئی آدمی بوڑھا ہو یا بیمار ہو اور وہ حج نہ کر سکے تو بھی اس کے لئے حکم ہے کہ وہ اپنی طرف سے کسی اور کو حج کرا دے۔

چنانچہ بنو خثعم کی ایک عورت کا واقعہ حدیث شریف میں بیان کیا گیا ہے کہ ایک عورت نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اللہ تعالےٰ کا فریضہ حج میرے باپ پر اس وقت فرض ہوا ہے کہ وہ اب سواری پر بیٹھ بھی نہیں سکتا کیا میں اسکی طرف سے حج کروں؟ تو آپ نے فرمایا ”ہاں“ (متفق علیہ)

اور ایک آدمی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میری ہمشیرہ نے حج کی نذر مانی تھی اور اس کے ادا کرنے سے پہلے فوت ہو گئی ہے اب کیا کیا جائے تو آپ نے فرمایا کہ اگر تیری ہمشیرہ پر قرض ہوتا تو تم اس کو ادا کرتے یا نہیں؟ تو اس نے عرض کیا کہ ہاں تو آپ نے فرمایا کہ اللہ کا قرضہ سب سے پہلے ادا ہونا چاہیئے (متفق علیہ)

ابو رزین عقیلی نے اپنا واقعہ بیان کیا ہے کہ میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرا باپ بہت بوڑھا آدمی ہے وہ حج اور عمرہ ادا نہیں کر سکتا تو اس کے متعلق کیا حکم ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ تم اپنے باپ کی طرف سے حج اور عمرہ ادا کرو (ترمذی۔ ابو داؤد۔ نسائی)

اور اس کی حدیث ہے کہ ایک آدمی کی عورت حج کے لئے جا رہی تھی اور وہ خود ایک ”جنگ“ میں جا رہا تھا۔ تو آنحضرت (صلے اللہ علیہ وسلم) نے خطبہ فرمایا کہ کوئی عورت بغیر محرم یا خاوند کے حج کے لئے نہ جائے تو اس نے اٹھ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ میری عورت حج کے لئے جا رہی ہے اور میں جہاد پر جا رہا ہوں تو اب کیا کیا جائے آپ نے فرمایا کہ تم جنگ پر نہ جاؤ اور اپنی عورت کو حج کرانے کے لئے چلے جاؤ (بخاری ومسلم)

# حج کیوں فرض ہے

حج کی فرضیت میں اور بے شمار منافع کے علاوہ سب سے پہلے باعث فرضیت خداوند تعالٰے کا حکم ہے۔ کہ اس سے خدا تعالٰے کے ساتھ بندے کا تعلق گہرا ہوجاتا ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ بیت اللہ شریف میں جو انوار و برکات نازل ہوتے ہیں وہ دنیا کے اور کسی مقام پر حاصل نہیں ہو سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے شب ہجرت مکہ مکرمہ کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ تو اللہ کی زمین سے بہترین جگہ ہے اور سب سے زیادہ اللہ کو محبوب ہے اگر مجھے مجبور کر کے یہاں سے نکال نہ دیا جاتا تو میں یہاں سے کبھی نہ نکلتا اس حدیث کو امام احمد ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ نے عبد اللہ بن عدی سے روایت کیا ہے۔

اور تیسری وجہ یہ ہے کہ اسلام کے علاوہ دنیا میں جتنے بھی مذاہب پائے جاتے ہیں یا جتنے بھی فرقے موجود ہیں ان میں "حیات اجتماعی" اور "انفرادی زندگی" کے متعلق کچھ بھی ہدایات نہیں دی گئی ہیں اور نہ ہی از خود کسی فرقے نے انفرادی اور اجتماعی زندگی کے متعلق کچھ لوگوں کو بتانے کی کوشش کی ہے۔

اس کے برخلاف اسلام نے نہایت سختی کے ساتھ اجتماعی نظام حیات کے متعلق احکام صادر فرمائے ہیں۔ اور انفرادی زندگی کو صرف یہ نہیں کہ پسند نہیں فرمایا بلکہ یکسر اسلام اس کا قائل ہی نہیں اور نہ ہی اسلام بحیثیت مسلمان ہونے کے کسی آدمی کو چند سیکنڈ کی زندگی بھی انفرادی طور پر گذارنے کی اجازت دیتا ہے۔

آپ اسلام کی عبادات کا ایک مختصر جائزہ لے لیں کہ ہر ایک آدمی تنہائی اور علیحدگی

میں بھی نماز ادا کر سکتا تھا لیکن اسلام نے جماعت کو لازمی قرار دیا اور فرمایا کہ جماعت سے نماز پڑھو گے تو پچیس گنا ثواب پاؤ گے یہ محلہ وار اجتماع ہے جو ہر روز پانچ وقت ہوتا ہے۔

اس کے بعد جمعہ ہے جو ہفتہ وار سالہ شہر کا اجتماع ہے اور اس کے بعد سالانہ مقامی اجتماع دو دفعہ سال میں منعقد ہوتے ہیں جنہیں عیدین کا نام دیا جاتا ہے اس میں شہر کے علاوہ ملحقہ دیہاتی آدمی بھی شامل ہوتے ہیں اس کے بعد سب سے بڑا سالانہ اجتماع مکہ مکرمہ میں ہوتا ہے جسے حج کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اس اجتماع میں ساری دنیا کے مسلمان شامل ہوتے ہیں۔ گویا یہ اسلامی ممالک کی سالانہ کانفرنس ہے۔ اس کی شمولیت کے لئے کوئی پابندی نہیں۔ چاہے کوئی کالا ہو یا گورا عربی ہو یا عجمی بڑا ہو یا چھوٹا حاکم ہو یا محکوم جوان ہو یا بوڑھا تعلیم یافتہ ہو یا ناخواندہ ہاں اگر کوئی معیار ہے تو صرف یہ ہے کہ جو آدمی بھی ہاں جاتے وہ تقویٰ اور پرہیزگاری کے زیور سے آراستہ ہو اب غور فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے منکر کو کافر کیوں کہا ہے۔

وہ صرف اس لئے کہ اسلام جس نظام اجتماعی کا قائل ہے اور جس کے بغیر اسلام کسی زندگی کا سرے سے قائل ہی نہیں اس کا اس نے انکار کر دیا گویا اس نے اسلامی زندگی سے انکار کر دیا۔ چونکہ حج اسلامی نظام زندگی کا سب سے بڑا مظہر ہے اس لئے اسے فرض قرار دیا ہے۔

اجتماعی زندگی کا سب سے بڑا مظہر حج ہے اور سب سے چھوٹا نمونہ اس کا یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جب تم دو آدمی سفر کو نکلو تو ایک کو اپنا امیر بنا لو یہی اجتماعی زندگی اسلام کی روح ہے جس کے متعلق قرآن مجید میں جا بجا ارشادات موجود ہیں ؎

# حج کی حکمتیں

یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ اسلام کے تمام احکام اور تمام عبادات انسان کے اپنے فائدہ کے لئے ہیں۔ ان احکام کی تعمیل میں خدا تعالےٰ کا کوئی فائدہ نہیں ہے اور نہ ان کے انکار یا عدم تعمیل میں خدا تعالےٰ کا کوئی نقصان ہے اللہ تعالےٰ ان ہر دو چیزوں سے بے نیاز ہے۔

اور اسی طرح یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اسلام نے کوئی حکم بغیر مصلحت یا حکمت کے نہیں دیا یہ علیحدہ بات ہے کہ اس حکمت تک ہمارے ذہن کی رسائی ہو یا نہ ہو کیونکہ ہمارا ذہن ایک نہایت ہی تنگ دائرہ میں محدود ہے اسی لئے اسلام نے سب سے پہلے یہی سکھلایا ہے کہ تم کو جو بھی احکام دیئے گئے ہیں ان کی تعمیل خدا تعالےٰ کا حکم سمجھ کر کرو خواہ اس کی مصلحت تمہاری سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔

اسی اصول کے ماتحت خداوند تعالیٰ نے حج کے متعلق بھی فرمایا ہے کہ اس میں تمہارے بہت سے فائدے مضمر ہیں چنانچہ سورۃ حج میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ۔

| | |
|---|---|
| لِیَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِیْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ فَكُلُوْا مِنْهَا وَ اَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ ہ | کہ لوگ اپنے منافع کے لئے یہاں آئیں اور اللہ تعالےٰ نے جو چارپائے جانوران کے لئے حلال کئے ہیں ان پر مقررہ دنوں میں اللہ کا نام لے کر ان کو ذبح کریں پھر اس میں سے خود بھی کھائیں اور بھوکے محتاج لوگوں کو بھی دیں۔ |

اس آیت سے معلوم ہوا کہ حج میں اللہ تعالےٰ نے بہت سے منافع رکھے ہیں وہ منافع حسب ذیل ہیں۔

(۱) سب سے پہلے یہ کہ جب آدمی حج کے سفر کے لئے گھر سے روانہ ہوتا ہے تو خدا تعالےٰ کی وسیع دنیا دیکھ کر اس کے دل میں عبرت پیدا ہوتی ہے۔ کہیں اونچے اونچے سر بفلک پہاڑ دیکھتا ہے۔ کہیں میلوں گہرا اور ہزاروں میل لمبا چوڑا سمندر اس کی نظروں سے گذرتا ہے۔ کہیں سرسبز اور شاداب وادیاں اور میدان اس کے مشاہدہ میں آتے ہیں۔ تو کہیں خشک اور بنجر علاقے اس کی نگاہ میں عبرت کا سامان پیدا کرتے ہیں۔ ان چیزوں سے انسان کو بہت سے سبق ملتے ہیں۔

یہی چیزیں ہیں جن کی طرف قرآن مجید نے بار بار انسان کی توجہ مبذول کرائی ہے اور دنیا کی سیر و سیاحت کی ترغیب دلائی ہے اس کے علاوہ بے شمار قسم کی مخلوق انسان کی نگاہ سے گذرتی ہے۔ اور مختلف رنگ مختلف زبان اور مختلف عادات و خصائل کے انسانوں سے اس کا تعارف ہوتا ہے۔ ان کے جذبات و عقاید سے واقفیت ہوتی ہے۔

(۲) اس کے بعد دوسرا جو سب سے اہم اور سب سے بڑا فائدہ ہے وہ یہ ہے کہ مسلمانوں کا سب سے بڑا اجتماع حج کے موقعہ پر ہوتا ہے جس میں اسلامی ممالک کے نمائندے شامل ہوتے ہیں ان سے ملنے کا اتفاق ہوتا ہے خدا تعالےٰ نے حج کے لئے ایک ہی دن اسی لئے مقرر کیا ہے کہ سب ایک وقت میں اکٹھے ہوں ایک دوسرے کے حالات سے واقف ہوں۔ مسلمان اپنی تکلیفوں کا مل کر کوئی حل تلاش کریں۔ ایک دوسرے سے سیاسی اور اقتصادی تعلقات پیدا ہوں۔ محبت بڑھے۔ ایک دوسرے سے تعاون کریں۔ دل متحد ہو جائیں۔ آواز ایک ہو جائے اور اپنی طاقتوں کو سدھار سکیں۔

(۳) ایک فائدہ اس کا یہ ہے کہ حج کے موقعہ پر چونکہ بہت بڑا اجتماع ہوتا ہے

جس سے بعض دقتیں بھی پیدا ہوتی ہیں اور مشکلیں بھی پیش آتی ہیں اور اس کے بعد اللہ تعالےٰ نے خصوصًا ان دنوں میں امن امان سے رہنے کی تلقین کی ہے۔ لڑائی جھگڑا ویسے بھی حرام ہے لیکن حج کی قبولیت کے لئے ایک یہ بھی شرط رکھی ہے کہ کسی سے لڑائی جھگڑا نہ کیا جائے فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِی الْحَجِّ ہر ایک حاجی کے لئے ہدایت ضروری ہے اور مسلسل دو تین مہینے اس طرح کی مشق کرانے سے آدمی کی طبیعت میں حوصلہ۔ صبر۔ تواضع۔ تعاون اور شفقت جیسے اخلاق حمیدہ عادت راسخہ کی طرح پیدا کر دیتے جاتے ہیں گویا آدمی کے نفس کا تزکیہ کیا جاتا ہے۔

(۴) ایک فائدہ اس کا یہ ہے کہ آدمی دو تین مہینے کے لئے بالکل یکسو ہو کر عبادت خداوندی میں مصروف ہو جاتا ہے۔ یہ وہ دن ہوتے ہیں جن میں آدمی کو دنیا کے تفکرات تنگ نہیں کرتے۔ آدمی ہر وقت عبادت میں رہ سکتا ہے اور حج کے اذکار و اوراد بجالانے سے آدمی کو خدا کی رضا حاصل ہوتی ہے۔ گناہ معاف ہوتے ہیں۔ جنت نصیب ہوتی ہے علےٰ ہذالقیاس حج کے اور بھی بہت سے فوائد ہیں۔

## "حج افضل ترین عبادت ہے"

اسلام کے ارکان خمسہ میں سے شہادتین کے بعد جیسا کہ صحیح بخاری اور مسلم کی روایت میں پہلے گذر چکا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حج کو بہترین عمل فرمایا ہے یہ افضلیت دو وجہ سے ہے۔ ایک وجہ تو یہ ہے کہ نماز روزہ اور زکوٰۃ میں سے ہر ایک عبادت انفرادی حیثیت رکھتی ہے۔ مثلًا نماز روزہ صرف بدنی عبادت ہے اور زکوٰۃ صرف مالی لیکن ان کے برخلاف حج کی عبادت میں ایک جامعیت ہے۔ اس

میں مالی عبادت بھی پائی جاتی ہے اور بدنی بھی اور اس کے علاوہ اس میں وقت کی قربانی بھی شامل ہے جو نماز کے علاوہ کسی عبادت میں نہیں پائی جاتی۔

علاوہ ازیں اس کے اثرات بہ نسبت دوسری عبادات کے بہت زیادہ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ تمام عبادات دو قسم سے باہر نہیں یا تو ان کے وجوب کی عبودیت کا حق ہے یا اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے شکریہ کے طور پر واجب کی گئی ہیں۔ حج میں یہ دونوں چیزیں پائی جاتی ہیں اس میں اظہار عبودیت بھی ہے اور شکر نعمت

اظہار عبودیت کی دلیل یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے بندے کو حج میں ترک آرام عیش کا حکم دیا ہے اس میں پریشانی کا اظہار بھی ہے اس میں میاں بیوی کے تعلقات انقطاع بھی ہے علاوہ ازیں حالت احرام میں آدمی نہایت ذلت اور خضوع کی حالت میں ہے اور دوسری بات کی دلیل یہ ہے کہ بعض عبادتیں صرف مالی ہیں اور بعض صرف بدنی اور کی عبادت میں یہ دونوں چیزیں پائی جاتی ہیں کیونکہ فریضہ حج ہر بالغ عاقل پر فرض نہیں وقتیکہ اس کے پاس مال بھی کافی نہ ہو اور اس کے علاوہ بدن کی صحت بھی ہو اس لئے سے صحت بدن اور مال کثیر کی نعمتوں کا اس میں شکریہ بھی پایا جاتا ہے۔

چونکہ حج میں کافی روپیہ کافی مشقت کافی وقت درکار ہے اس لئے شریعت اسے ساری عمر میں ایک ہی دفعہ فرض قرار دیا ہے اور اگر حج کے تمام احکام کو ملحوظ رکھا جائے اور صحیح طور پر حج کر لیا جائے تو ساری عمر کے لئے اتنی ٹریننگ کافی دوبارہ اس کی ضرورت بھی باقی نہیں رہتی ہاں اگر کسی شخص کو خدا تعالیٰ توفیق بخشے ایک سے زیادہ حج کر لے تو وہ اس کے نفلی حج ہوں گے ویسے عام اجازت فرض صرف ایک حج ہے۔

# حج کی فضیلت

حج کوئی معمولی سا عمل نہیں اس کے متعلق آپ پہلے پڑھ چکے ہیں کہ اس کی جزا جنت کے سوا اور کوئی چیز نہیں اور یہ بھی کہ خالص نیت سے حج کرنے والا اس طرح واپس آتا ہے جیسا کہ وہ آج پیدا ہوا ہے۔ ان کے علاوہ حج کے متعلق ایک مفصل حدیث سن لیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منیٰ کی مسجد میں بیٹھا ہوا تھا (یہ مسجد خیف ہے یہ مسجد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں تعمیر ہوئی تھی۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے اس جگہ کو مسجد سے اس لئے تعبیر کیا کہ بعد میں اس جگہ مسجد بن گئی ورنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں یہاں مسجد نہیں تھی)

کہ آپ کے پاس ایک انصاری اور ایک بنو ثقیف کا آدمی آئے اور سلام کہا اس کے بعد عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ ہم آپ سے کچھ پوچھنے کے لئے آئے ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے تمہارے سوال سے اطلاع دے دی ہے اگر کہو تو میں بیان کر دوں۔ انہوں نے عرض کیا کہ اب آپ ہی فرمائیں تو آپ نے انصاری کی طرف توجہ کر کے فرمایا کہ تو مجھ سے بیت اللہ شریف کے حج اور طواف کے بعد کی دو رکعتوں اور صفا مروہ کی دوڑ اور وقوف عرفات اور کنکریوں کے مارنے اور قربانی کرنے اور سر منڈانے اور بیت اللہ شریف کا طواف کر لے کے متعلق دریافت کرنے آیا ہے کہ ان چیزوں میں مجھے کیا کیا اجر ملے گا۔

تو اس نے عرض کیا کہ خدا کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا میں اسی کے متعلق آپ سے سوال کرنا چاہتا تھا۔ تو پھر آپ نے فرمایا کہ جب تو بیت اللہ شریف کا حج کرنے کے ارادہ سے اپنے گھر سے نکلے تو تیری اونٹنی کے ہر قدم کے بدلے جو وہ اس راستہ میں رکھے گی تجھ کو ایک نیکی ملے گی اور ہر قدم کے بدلے تیرا ایک گناہ بھی معاف ہوگا۔ اور طواف کے بعد کی دو رکعتوں کا اجر تجھے اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ملے گا اور صفا مروہ کی دوڑ کا اجر ستر غلام کے آزاد کرنے کے برابر ملے گا۔

باقی رہا عرفات میں ٹھہرنے کا اجر تو اس روز اللہ تعالےٰ قریب کے آسمان تشریف لاتے ہیں اور ان حاجیوں کو دکھا کر فرشتوں سے اللہ تعالےٰ فخر کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ میرے بندے نہایت پریشان حالت میں دنیا کے ہر گوشے سے امنڈ آئے ہیں انہیں میری جنت کی آرزو ہے۔ پھر اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ اے میرے بندو! اگر تمہارے گناہ ریت کے ذروں کے برابر بھی ہوں۔ یا بارش کے قطروں جتنے یا سمندر کی جھاگ کے برابر بھی ہوں تو بھی میں نے تم کو معاف کر دیا۔ اے میرے بندو تم اپنے گھروں کو بخشے ہوئے واپس چلے جاؤ میں نے تم کو بھی معاف کر دیا اور جس کے لئے تم دعا کرو گے میں اس کو بھی بخش دوں گا۔

اور کنکر مارنے کا اجر یہ ہے کہ ہر کنکری کے ساتھ تیرا ایک ایسا گناہ معاف کر دیا جائے گا جو تجھے ہلاک کر دینے کیلئے کافی ہو۔

اور تیری قربانی کا اجر تیرے لئے آخرت کا ذخیرہ ہے۔

اور سر منڈانے کا اجر یہ ہے کہ سر کے ہر بال کے عوض اللہ تعالےٰ تجھے

ایک نیکی عطا فرمائیں گے اور ہر بال کے عوض تیرا ایک گناہ بھی بخش دیں گے۔

اور اس کے بعد جو تو بیت اللہ شریف کا طواف کریگا (طواف افاضہ یا طواف زیارت) تو تو اس حال میں طواف کریگا کہ تیرے ذمہ کوئی گناہ نہ ہوگا۔ اور فرشتہ تیرے دونوں کندھوں کے درمیان ہاتھ رکھ کر کہیگا کہ اب آئندہ اعمال کا خیال رکھنا پچھلے تیرے گناہ تو اللہ تعالے نے معاف فرمائے۔ اس حدیث کو طبرانی نے کبیر میں اور بزار نے کئی ایک طرق سے روایت کیا ہے۔ اس کے علاوہ ابن حبان نے بھی اسے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

اور ایک حدیث کے یہ لفظ ہیں کہ جب آدمی حجر اسود کو بوسہ دیتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کہہ کر بوسہ دے کر طواف میں چلتا ہے تو اللہ اسے ہر قدم کے بدلے ستر ہزار نیکی عطا فرماتے ہیں اور جب تک وہ طواف میں رہتا ہے اللہ تعالے کی رحمت اس پر سایہ کئے رہتی ہے۔

معلوم ہونا چاہیئے کہ جس حج کی اتنی فضیلت ہے وہ وہ حج ہے جو خالص نیت سے کیا جائے اور سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مطابق ادا کیا جائے اگر یہ دونوں چیزیں نہ ہوں یا ان میں سے ایک بھی نہ ہو تو حج کا کچھ بھی اجر نہیں ملتا حج کیا کسی بھی عمل کا کچھ نہیں ملتا اس لئے نہایت ضروری ہے کہ جو شخص حج یا عمرہ کے ارادہ سے گھر سے نکلے وہ حج اور عمرہ کے احکام بھی ضرور سیکھے۔ کیونکہ جاہل آدمی خدا تعالے کی عبادت صحیح طریقہ سے ادا نہیں کر سکتا۔

اور اللہ تعالے نے قرآن مجید میں یہ حکم بھی فرمایا ہے کہ

فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۔ کہ اگر تمہیں کسی چیز کا علم نہ ہو تو اس کے متعلق علم والوں سے پوچھ لیا کرو۔

اس امر (حکم) کو اکثر نے وجوب کے لئے کہا ہے اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ قیامت کے دن بے عمل عالم سے یہ سوال ہوگا کہ تو نے اپنے علم کے مطابق عمل کیوں نہ کیا؟ اور جاہل سے یہ سوال کیا جائے گا کہ تو نے علم کیوں نہیں حاصل کیا تھا؟

اور یہ ایک اصولی مسئلہ ہے کہ جس چیز پر عمل کرنا واجب ہے اس کا علم سیکھنا بھی واجب ہے۔ اور یہ بھی خیال رہے کہ حج جیسی دولت ہر روز میسر نہیں آسکتی شاید قسمت سے ایک دفعہ وہاں جانا نصیب ہو جائے۔ لہٰذا کوشش یہ کرنی چاہیئے کہ آپ کا حج بالکل صحیح طریقہ سے ادا ہو جائے اللہ تعالےٰ ہر مسلمان کو اسکی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

# "حج فوراً فرض ہے"

حج ساری عمر میں ایک دفعہ فرض ہے۔ ہمارے ملک میں عام طور پر لوگ حج کے فریضہ کو پیچھے ڈالتے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب بوڑھے ہو جاتے ہیں تو حج کا ارادہ کر لیتے ہیں۔ اور پھر بعض تو کمزوری اور تبدیلی آب و ہوا سے بیمار ہو کر قبل ادائے فریضہ ہی فوت ہو جاتے ہیں۔ اور بعض کو موت بڑھاپے تک کی مہلت ہی نہیں دیتی۔ اسی طرح انکا یہ فریضہ رہ جاتا ہے جس کی قیامت کے روز ان سے پرسش ہو گی۔

"عام لوگوں کی زبانی یہ سنا جاتا ہے کہ جی حج ابھی مجھ پہ فرض نہیں ہوا کیونکہ ابھی مجھے اولاد کی شادیاں کرنی ہیں۔ یہ شیطان کا ایک بہت بڑا دھوکہ ہے۔

اول تو اولاد کے نکاح کے لئے بلوغت سے پہلے کوئی پابندی نہیں۔ اور بلوغت کے بعد بھی نکاح کے لئے ہزاروں روپے خرچ کرنا آخر شریعت کا کونسا حکم ہے؟ شرعی نکاح پر تو چند پیسے بھی خرچ نہیں آتے۔ ان بہانوں

۷۳۸۹

ے فریضۂ حج کو ٹالنا شیطانی خیال ہے۔ آپ یہ خیال فرمائیں کہ امام ابوحنیفہ۔ امام مالک
م احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم کا متفقہ فیصلہ یہ ہے کہ شرائط کے پورا ہو جانے کے بعد
ج فوراً فرض ہو جاتا ہے۔ جس طرح حج فرض ہے اسی طرح اولیں فرصت میں حج کرنا
ی فرض ہے۔ اگر اس میں تاخیر کرے گا تو فوراً حج کرنے کا فریضہ ضائع ہو جائے گا
ر اس کا گناہ اس پر باقی رہے گا۔ گو وہ کسی وقت میں حج بھی کر لے۔
امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک فوراً حج کرنا فرض نہیں لیکن تاخیر سے
ناہگار ضرور ہوگا۔
اور اس کے بعد یہ بھی خیال رہے کہ کسی آدمی کو بھی اپنی موت کا کوئی علم نہیں
ہ کس وقت آجائے۔ اگر شرائط کے بعد ایک سال بھی گذر جائے اور موت آ
جائے تو حج کے فریضہ کا ترک اس پر لازم رہیگا۔ اسلئے حج کیلئے فوراً تیاری کریں۔

# "جب حج کا ارادہ کیا جائے"

جب کوئی شخص حج کا ارادہ کرے تو اس کے لئے مندرجہ ذیل چیزیں
نہایت ضروری ہیں انکا اہتمام کرے۔
سب سے پہلے یہ جاننا نہایت ضروری ہے کہ حج کی فرضیت کے لئے
چند ایک شرائط ہیں اگر ان میں سے ایک بھی نہ پائی جائے تو حج فرض نہیں
رہتا۔ وہ شرائط یہ ہیں۔
(۱) آدمی کے پاس مال موجود ہو جو اس کے اپنے ایام حج اور مصارف حج
کے لئے کافی ہونے کے علاوہ حاجی کے بال بچہ کے گذارہ کے لئے بھی کافی ہو۔

دوسری شرط یہ ہے کہ آدمی کے بدن میں اتنی طاقت ہو کہ حج کے احکام بجا لا سکے یعنی صحت اور جوانی ہو نہ بیماری ہو نہ بڑھاپا (ایسی صورت میں اس کو دوسرے کو حج کرانا لازمی ہے)

"تیسری شرط یہ ہے کہ راستہ پُرامن ہو۔

"چوتھی شرط یہ ہے کہ سواری مہیا ہو سکے (نزدیک کے لوگوں کے لئے سواری شرط نہیں ہے)

"پانچویں شرط یہ ہے کہ کوئی ظالم آدمی روکنے والا نہ ہو (آج کل گورنمنٹ نے درخواستوں کی محدود تعداد منظور کرنے کا فیصلہ کر رکھا ہے۔ جس سے باقی ساری درخواستیں نامنظور ہو جاتی ہیں) آئندہ سال وہ پھر درخواست بھیجیں) اگر کوئی روک دے تو رشوت وغیرہ دے کر حج کے لئے جانا مناسب نہیں۔ درخواست دہندہ اللہ کے نزدیک اس سال بری الذمہ ہو گیا۔

آج کل ہر شہر میں معلموں کے ایجنٹ کام کرتے ہیں ان کی معرفت بالکل درخواست نہیں بھیجنی چاہیئے کیونکہ معلمین سے ان کو تیس ۳۰ روپیہ فی حاجی کمیشن ملتی ہے۔ اس لئے معلموں کی نگاہ میں ایسے حاجیوں کی کوئی وقعت نہیں رہتی جو ایجنٹوں کی معرفت ان کے پاس پہنچتے ہیں۔ جس سے حاجی کو بہت سی تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس لئے آپ اللہ پر بھروسہ کر کے خود ہی درخواست بھیج دیں۔ اگر منظور ہو گئی تو آپ بہت آرام سے رہیں گے۔ اور نہ منظور ہوئی تو آپ پر اس سال حج فرض نہ رہے گا۔

چھٹی شرط یہ ہے کہ آدمی مسلمان۔ عاقل اور بالغ ہو۔ نہ تو حج غیر مسلم پر فرض ہے نہ دیوانے پر نہ نابالغ پر نہ بیمار پر نہ غریب پر نہ بوڑھے پر سب سے پہلے آدمی کو چاہیئے

حج کی درخواست بھیجدے جس کے لئے گورنمنٹ سے مطبوعہ فارم حاصل کرے۔ (درخواست کے لئے فارم حج بکنگ آفس کراچی سے طلب کرے یا کسی ایجنٹ سے حاصل کرلے اس فارم کی کوئی قیمت نہیں ہوتی) اگر خدا تعالےٰ اپنے فضل وکرم سے کسی کی درخواست منظور فرمالیں تو اب حاجی کو تیاری کرنی چاہیئے۔

تیاری دو طرح کی ہے ایک روحانی اور دوسری مادی۔

پہلی تیاری دوسری سے بدرجہا بہت زیادہ اہم ہے لہٰذا پہلے اسی کا ذکر کیا جاتا ہے۔ سب سے پہلے آدمی اپنی نیت کو خالص اللہ تعالےٰ کے لئے وقف کردے۔ اس سفر میں سیر وسیاحت یا تجارت اور بیوپار اور اغراض بالکل مدنظر نہ ہوں ایک فیصدی بھی ان کی ملاوٹ نہ ہو ورنہ حج منظور نہ ہوگا۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

اَلْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ یعنی عملوں کا اجر نیت پر ملتا ہے۔

اگر نیت درست ہے تو عمل مقبول ہوگا۔ اور اگر نیت درست نہ ہو تو عمل کی قبولیت کی کوئی توقع نہیں۔

دوسری حدیث میں یہ بھی ہے کہ جس عمل میں خدا تعالےٰ کے سوا کچھ بھی کسی دوسری چیز کا دخل ہو اللہ اس سے دستبردار ہو جاتا ہے۔ اس لئے نیت کی درستی سب سے مقدم ہے۔

اب اس کے بعد آدمی کو چاہیئے کہ نہایت خلوص سے اللہ تعالےٰ سے توبہ اور استغفار کرے کہ اس کے بغیر حج کا پورا پورا اثر نہیں ہوگا۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ کپڑے کو رنگ دینے سے پہلے اچھی طرح سے صاف کرلیا جاتا ہے تب

جا کر رنگ اچھی طرح پکڑتا ہے اور جب رنگ آجائے تو پھر چھوٹے موٹے داغ اور دھبے چھپا لیتا ہے۔

اسی طرح حج سے پہلے توبہ کر کے دل کو صاف کر لینا چاہیئے اس کے بعد حج کا جو رنگ چڑھیگا اس سے ایک دنیا محو حیرت ہو جائے گی توبہ کے بعد اخلاق حمیدہ اور اوصاف جمیلہ اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرے کہ اس سے اس کے حج کو بہت زیادہ تقویت نصیب ہوگی اور حج کے دوران میں اسے نیکی کی کافی توفیق ملیگی۔

روانگی سے پہلے بھی اور بعد بھی قرآن مجید کی تلاوت ذکر اور استغفار کی کثرت ہونی چاہیئے اب سب سے زیادہ اہم مرحلہ خرچ کا ہے اس کے لئے دو چیزوں کی ضرورت ہے۔ ایک تو یہ کہ آدمی حج کے لئے پیسہ فراخ دلی سے ساتھ لے لے تاکہ کسی بھی وقت کسی سے مانگنے کی نوبت نہ آئے۔

حدیث شریف میں ہے کہ یمن کے لوگ بلے خرچ گھر سے نکل پڑتے اور کہتے کہ ہم متوکل لوگ ہیں پھر دوران حج میں لوگوں سے مانگتے پھرتے۔ خدا تعالےٰ نے فرمایا کہ۔

وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی کہ اپنے گھر سے خرچ لیکر نکلا کرو اس معمولی سے سفر میں اگر خرچ کی ضرورت محسوس ہوتی ہے تو اندازہ کرو کہ سفر آخرت کیلئے کتنے خرچ کی ضرورت ہوگی اور اسکا خرچ پرہیز گاری اور تقویٰ ہے۔

اور دوسری نہایت ضروری چیز یہ ہے کہ حج کے لئے حلال کا روپیہ فراہم کیا جائے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ حرام کے پیسے کا حج قبول نہیں فرماتے۔

حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالےٰ خود بھی پاک ہے اور پاک چیزوں کو ہی قبول فرماتا ہے“

دوسری حدیث میں ہے کہ ایک شخص دور دراز کا سفر طے کر کے آتا ہے اور خانہ کعبہ میں کھڑے ہو کر یا رب یا رب کی صدا لگاتا ہے۔ لیکن اللہ اس کی دعائیں اور حج کو کیونکر قبول فرمائے کہ اس کا لباس بھی حرام کا کھانا بھی حرام کا اور خرچ بھی حرام کا ہوتا ہے۔

اس کے بعد یہ بھی ضروری ہے کہ لوگوں کے حقوق پورے کر کے جائے۔ جو پورے کر سکتا ہو ان کو پورا کرے اور جو نہ کر سکتا ہو اس کی معافی مانگ لے اور اگر صاحب حق مر چکا ہو تو اس کے حق کو صدقہ خیرات کر دے۔ اور اس کے لئے استغفار کرے اس کے بعد یہ بھی ضروری ہے کہ اپنے لئے کوئی نیک اور علم والا ساتھی تلاش کرے کہ اس کو راستہ میں نیکی کی تلقین کرے نیکی کی تحریص اور ترغیب دے احکام حج کی ادائیگی میں اس کی راہنمائی کرے اس کے ساتھ ہی اگر عقلمند اور تجربہ کار بھی ہو تو نور علی نور ہے۔ اور نا خدا ترس ہوشیار آدمی سے بہت دور رہے۔ اگر تعلیم یافتہ ہے تو حج کے احکام کا بہت دفعہ مطالعہ کرتا رہے۔ اور قابل اعتبار کتابیں اپنے ساتھ رکھے۔

اب مادی تیاری کے متعلق عرض کرتا ہوں جب درخواست منظور ہو جائے اور اطلاع مل جائے تو اسی وقت آدمی کو سب سے پہلے اپنے ضلع کے سول سرجن سے چیچک اور ہیضہ کے ٹیکے لگوانے چاہئیں اور اس سے سرٹیفکیٹ حاصل کر لینا چاہئے۔ ٹیکے کراچی حاجی کیمپ میں بھی لگائے جاتے ہیں لیکن وہاں کی دقتوں اور قانونی بندشوں سے ہزار درجہ بہتر ہے۔ کہ اپنے ضلع سے ٹیکے لگوا کر جائیں اور اس کے بعد اپنا سامان تیار کریں جو چیزیں نہایت ضروری ہیں وہ یہ ہیں۔

(۱) ضروری کپڑے تین چار جوڑے (۲) احرام کی چادریں دو جوڑے تاکہ میلا ہونے پر انہیں تبدیل کیا جا سکے یعنی چار چادریں (۳) ایک ٹرنک یا سوٹ کیس جس میں ضروری چیزیں رکھ لی جائیں (۴) ایک بستر اور ایک بستر بند (۵) چھتری (۶) چمڑے کی ایک تھیلی جس میں روپیہ رکھ کر اسے کمر کے گرد لپیٹ لیا جائے (۷) اچار لیموں وآم وغیرہ مربہ اور مفرح اشیاء اور ضروری ادویات (۸) قینچی۔ دھاگہ اور سوئی (۹) ماچس نمک مرچ ہلدی وغیرہ (۱۰) نہانے اور کپڑے دھونے کا صابن۔ دانتوں کا برش اور پاؤڈر وغیرہ۔ (۱۱) سبز رنگ کی عینک تاکہ آنکھیں گرمی سے محفوظ رہیں (۱۲) کچھ خوشبویات جو طبیعت کی خرابی کے وقت کام آئیں (۱۳) ایک قرآن مجید (۱۴) ایک ٹارچ (۱۵) ایک رسہ سامان باندھنے کے لئے (۱۶) ایک مچھردانی (۱۷) پانی کے لئے ایک چھاگل یا صراحی (۱۸) احرام کے لئے ایک ایسا جوتا جو پاؤں کی بالائی ہڈی کو نہ چھپائے۔ (۱۹) ایک جوتا طواف کرنے کے لئے بس یہ چیزیں اپنے ساتھ ضرور لے لیں کیونکہ تجربہ نے یہ بتایا ہے کہ ان کے بغیر کافی تکلیف ہوتی ہے۔ کراچی جا کر گندم اور چاول ضرور خرید لینا چاہیئے کیونکہ وہاں یہ چیزیں بڑی مشکل سے ملتی ہیں عرب میں صرف میدہ کھایا جاتا ہے جو وہاں کے لوگوں کی غذا بن چکا ہے۔ لیکن ہمارے لئے سخت نقصان دہ ہے اور اچھی قسم کا چاول وہاں ملتا ہی نہیں ردی قسم کا مل جاتا ہے

کراچی سے اس لئے کہا گیا ہے کہ ریل گاڑی کا کرایہ بہت مہنگا پڑتا ہے اس کے علاوہ گھی بھی ساتھ لے جانا چاہیئے کیونکہ وہاں امریکن گھی ملتا ہے یا زیتون کا تیل جو ہم لوگوں کو موافق نہیں آتا۔

اور سامان نہایت مضبوط بوریوں میں بند کرنا چاہیئے کیونکہ جب کرین کے

ذریعہ سامان اترتا ہے تو اکثر بوریاں پھٹ جاتی ہیں کمزور ٹرنک سوٹ کیس اور بیگ پھٹ جاتے ہیں البتہ اس چیز کا خیال ضرور رکھنا چاہیئے کہ حاجت سے زیادہ کسی صورت میں سامان ساتھ نہ لے جانا چاہیئے کہ اس کی مصیبت کچھ کرنے نہیں دیتی پھل وغیرہ اور سگریٹ ساتھ لے جانے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ یہ ہر جگہ بکثرت مل جاتے ہیں۔

**حج کا وقت** عمرہ کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں سال میں جس وقت آدمی چاہے جا کر عمرہ کر سکتا ہے اور اس کا احرام ہر وقت باندھا جا سکتا ہے۔ لیکن حج کے لئے شریعت نے یہ پابندی لگا رکھی ہے کہ وہ حج کے مہینوں میں ہی ادا کیا جائے۔ صرف حج تو ۸ ذی الحجہ سے ۱۲ ذی الحجہ تک ہے۔

لیکن اس کا احرام یکم شوال سے لے کر ۸ ذی الحجہ تک جب آدمی چاہے باندھ سکتا ہے۔ اس سے پہلے مثلاً کوئی آدمی رمضان شریف سے پہلے چلا جائے یا رمضان شریف میں میقات پر پہنچ جائے تو وہ حج کا احرام نہیں باندھ سکے گا بلکہ عمرہ کا احرام باندھے گا۔

# روانگی!

حج کے سفر میں اچھے ساتھی نہایت لازمی ہیں اور خصوصاً عورت کے لئے محرم یا خاوند کے بغیر تو حج کا سفر کرنا ہی سرے سے ناجائز ہے۔ صرف امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے اس صورت میں عورت کا بغیر محرم جانا جائز قرار دیا ہے جبکہ اس کے ساتھ اس کی قرابت یا محلہ کی عورتیں ہوں اور وہ بھی دیندار

اور عقلمند لیکن اس کے باوجود جو حالت ایسی عورتوں کی ہوتی ہے جن کے ساتھ اپنا محرم یا خاوند نہ ہو وہ بہت ہی ناگفتہ بہ ہوتی ہے اس لئے عورت کو کبھی بھی بغیر محرم یا خاوند کے حج پر نہ جانا چاہیئے۔

اس کے علاوہ مرد اور عورت دونوں کے لئے حالات کے پیش نظر انفرادی طور پر جانا بہت سی مشکلات پیدا کرتا ہے لہذا بہتر ہے کہ مرد اور عورت دونوں جائیں یہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ عام حالات میں عموماً اور حج کے موقعہ پر خصوصاً عورت کا مرد کی طرف اور مرد کا عورت کی طرف نظر بد سے دیکھنا حرام ہے اگر میاں بیوی دونوں ہوں تو نگاہ محفوظ رہتی ہے اور رفث وغیرہ کا اندیشہ نہیں رہتا غرضیکہ اپنے ساتھیوں کا پتہ کر کے اللہ کا نام لے کر اس مبارک سفر کو شروع کریں۔ اور اس سفر کی ابتدا اس طرح کرنی چاہیئے کہ آدمی وضو کر کے دو رکعت نماز نفل ادا کرے پہلی رکعت میں سورۃ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور دوسری رکعت میں سورۃ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ پڑھے جب نماز سے فارغ ہو جائے تو نہایت ہی خضوع وخشوع سے اللہ تعالےٰ سے حج کی صحیح ادائیگی اور گناہ کی بخشش کے لئے دعا مانگے اور اللہ پر بھروسہ کرے اور اس کے بعد سفر کی مسنون دعا پڑھے اور وہ یہ ہے۔

| | |
|---|---|
| اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْاَهْلِ اَللّٰهُمَّ اطْوِ لَنَا الْاَرْضَ وَهَوِّنْ عَلَيْنَا اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَمِنْ سُوْءِ الْمَنْظَرِ فِي الْمَالِ وَالْاَهْلِ | اے اللہ تو ہی ہمارا سفر کا ساتھی ہے اور ہمارے اہل کا تو ہی نگہبان ہے اے اللہ تو ہمارے لئے سفر کو مختصر اور آسان کر دے اے اللہ میں سفر کی تکلیفوں سے اور بری طرح لوٹنے سے اور برا منظر مال اور اولاد میں دیکھنے سے تیری ہی پناہ چاہتا ہوں۔ |

یہ دعا مانگ کر اٹھے اور اپنے عزیز و اقارب سے ملاقات کر کے وداع ہو اور ان لوگوں سے اپنے لئے دعا کرائے کہ ان کی دعا اس کے حق میں قبول ہو گی۔ اور اس کے بعد کہے کہ۔

اَسْتَوْدِعُ اللّٰہَ دِیْنَکُمْ وَاَمَانَتِکُمْ وَخَوَاتِیْمَ اَعْمَالِکُمْ — کہ میں تمہارے دین اور امانت اور انجام بخیر کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں

اس کے بعد جب اپنے گھر کے دروازہ سے نکلنے لگے تو یہ دعا پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ اَنْ نَضِلَّ اَوْ نَزِلَّ اَوْ نَظْلِمَ اَوْ نُظْلَمَ اَوْ نَجْھَلَ اَوْ یُجْھَلَ عَلَیْنَا — اللہ کے نام سے میں اس سفر کو شروع کرتا ہوں اور اسی پر میں بھروسہ کرتا ہوں اے اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں کہ ہم گمراہ ہوں یا ہم ذلیل ہوں یا ہم پر ظلم کیا جائے یا ہم کبھی جہالت سے کام لیں یا کسی جاہل (بیوقوف) سے ہمیں واسطہ پڑے۔

پھر جب کسی سواری پر سوار ہو جائے تو پہلے تین دفعہ اللہ اکبر کہے اور اس کے بعد یہ دعا پڑھے

سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ ○ — کہ سب تعریفیں اس اللہ کو ہیں جس نے یہ سواری ہمارے آرام کو بنا دی اور اسے ہمارے تابع کر دیا ورنہ ہم کبھی بھی اس پر سوار نہ ہو سکتے"

اب حاجی کا وہ سفر شروع ہو چکا ہے جس میں وہ اللہ کا مہمان ہے۔ لہذا اسے چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے لیٹتے غرض ہر حالت میں اللہ کے ذکر کی کثرت رکھنی چاہئے۔ نظر بد سے اپنے آپکو بہت ہی روکنا چاہیئے کہ اس کا اثر بہت برا ہے اور جہاں تک ہو سکے مسائل یا دعوں دوسرے لوگوں کو بتانے چاہئیں اسلئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ (کہ دین نصیحت اور خیر خواہی کا نام ہے) اور اگر آپ ناخواندہ ہو تو حج کے احکام عالموں سے سیکھے۔ اور جب کسی جگہ قیام کرے تو یہ دعا پڑھے۔

| | |
|---|---|
| اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ خَیْرِ هٰذَا | اے اللہ میں تجھ سے اس زمین کی بھلائیوں اور تمام خوبیوں کا |
| الْاَرْضِ وَخَیْرِ مَا جَمَعْتَ فِیْهَا | سوال کرتا ہوں اور اس جگہ کی برائیوں اور اسکے رہنے والوں کی |
| وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا | برائیوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اے اللہ ہمیں اسکے پھل |
| جَمَعْتَ فِیْهَا اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا جَنَاهَا | اور میوے کھانیکو عطا فرما اور یہاں کی وبائی امراض سے ہم کو |
| وَاَعِذْنَا مِنْ وَبَاهَا وَحَبِّبْنَا اِلٰی | محفوظ رکھ اور یہاں کے رہنے والوں کے دلوں میں ہماری |
| اَهْلِهَا وَحَبِّبْ صَالِحِیْ اَهْلِهَا اِلَیْنَا | محبت پیدا فرما اور یہاں کے نیک بندوں کی محبت ہمارے دلوں میں پیدا کر |

اور اس کے بعد یہ الفاظ کہے

| | |
|---|---|
| اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ | کہ میں اللہ کے پورے کلموں کے ساتھ اللہ کی ہر بری |
| مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ | مخلوق یا ہر برائی سے پناہ چاہتا ہوں۔ |

# کچھ نماز کے متعلق

جب آپ حج کے ارادہ سے گھر سے باہر آجائیں اور اپنے شہر یا گاؤں کی حد نکل جائیں تو اب آپ مسافر ہیں۔ حج کے سفر میں دوگانہ ادا کرنے کی ساری شرطیں پائی جاتی ہیں۔

لہذا آپ اپنے شہر سے نکلنے کے بعد مکہ مکرمہ تک دوگانہ پڑھتے جائیں اور مکہ مکرمہ میں اگر آپ کو اٹھارہ دن تک (حنفیہ کے نزدیک) قیام کرنا ہو تو دوگانہ نہ پڑھیں ورنہ دوگانہ پڑھیں (اور شافعیہ کے نزدیک چار دن اگر آپ کو ٹھہرنا ہو تو دوگانہ پڑھیں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک روایت انیس ۱۹ دن کی بھی آئی ہے) اور اہل حدیث اور امام احمد کے نزدیک تین دن کے بعد آدمی مسافر نہیں رہتا اور مکہ مکرمہ سے

مدینہ منورہ تک راستہ میں بھی دوگانہ پڑھیں۔ اور مدینہ منورہ اگر اقامت کی مدت پوری ہوجائے تو پوری نماز پڑھیں ورنہ دوگانہ پڑھیں۔ منیٰ۔ عرفات۔ مزدلفہ میں دوگانہ پڑھیں اور منیٰ سے واپسی پر مکہ مکرمہ میں دوگانہ پڑھیں کہ اس وقت آدمی کی اقامت کا کوئی علم نہیں ہوتا۔ بعض دفعہ ناگہانی طور پر رخصت ہونا پڑتا ہے۔ دوگانہ میں ظہر اور عصر اور عشاء کی دو دو رکعت فرض پڑھیں فجر اور شام اپنی حالت پر رہے گی۔

سفر میں سنت اور نوافل اگر آپ چاہیں تو پڑھ لیں اگر چاہیں تو چھوڑ دیں نہ پڑھنے میں کچھ حرج ہے نہ چھوڑنے میں کچھ ملامت۔

بلکہ بہتر یہی ہے کہ آپ سنت اور نوافل نہ پڑھیں کیونکہ بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمر سے منقول ہے کہ آپ نے ایک دفعہ سفر میں نماز پڑھائی اور خیمے میں چلے آئے اور بعض لوگوں کو دیکھا کہ وہ نفل پڑھ رہے تھے آپ نے پوچھا کہ یہ لوگ کیا پڑھ رہے ہیں لوگوں نے بتایا کہ یہ لوگ نوافل پڑھ رہے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ اگر نفل وغیرہ پڑھنے تھے تو دوگانہ ہی کیوں پڑھتے ہیں یہ روایت اس روایت سے بدرجہا زیادہ معتبر ہے۔ جس میں بیان کیا گیا ہے کہ عبداللہ بن عمر نے اپنے بیٹے عبیداللہ کو سفر میں سنتیں پڑھتے دیکھا تو آپ خاموش رہے اس روایت کو امام مالک نے روایت کیا ہے۔

اور ترمذی کی ایک روایت عبداللہ بن عمر ہی سے منقول ہے کہ میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں ظہر کی آخری سنتیں پڑھی ہیں کیونکہ آپ نے بھی پڑھی تھیں لیکن اس کے سوا اور کسی نماز کا ذکر نہیں بہر حال یہ آپ کی مرضی پر منحصر ہے

دوگانہ پڑھنے والے مسافر کا امام اگر مقیم ہو تو مسافر بھی اس کے پیچھے پوری نماز پڑھے گا۔ اگر اتفاق سے سفر میں وقت پر نماز بآسانی پڑھی جا سکتی ہو تو وقت پر ہی پڑھیں

اور اگر وقت ہو تو ظہر اور عصر کو اکٹھا کر کے پڑھ لیں اور شام اور عشاء کو اکٹھا کر لیں۔ اس بات کا بھی آپ کو اختیار ہے کہ خواہ آپ عصر کو ظہر کے وقت میں پڑھ لیں خواہ ظہر کو عصر کے وقت اور اسی طرح چاہیں تو شام کو عشاء سے ملا کر پڑھیں اور چاہیں تو عشاء کو شام سے ملا لیں۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ اگر سفر دن ڈھلنے سے پہلے شروع کرتے تو ظہر کو عصر کے ساتھ ملا لیتے اور اگر دن ڈھل چکا ہوتا تو عصر کو ظہر سے ملا کر پہلے پڑھ لیتے اور اسی طرح عشاء اور مغرب کی نمازیں بھی اکٹھی کر لیتے (ابوداؤد۔ ترمذی)

جمعہ کی نماز مسافر پر بالاتفاق فرض نہیں ہے۔ اور اگر پڑھ لے تو ظہر کی نماز کے قائم مقام ہو جاتی ہے پھر ظہر نہیں پڑھنی چاہیئے۔ البتہ جدہ۔ مکہ۔ منیٰ اور مدینہ کو بعض فقہا نے دارالاقامت قرار دیا ہے وہاں جمعہ ضرور ادا کر لینا چاہیئے اور جہاز میں پڑھ لیں تو بہتر ہے کیوں کہ وقت کی فرصت ہے وعظ اور نصیحت سے فائدہ اٹھائیں۔ سفر میں نمازوں کے بعد یا قبل کی سنت پڑھنا سوائے ظہر کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے۔

البتہ ویسے نوافل کی نماز بعض دفعہ آپ پڑھ لیا کرتے تھے اور وہ بھی سواری پر آپ نیت کرتے وقت سواری کا منہ قبلہ کی طرف کر لیتے اس کے بعد جدھر بھی اس کا رخ ہو جاتا آپ نماز پڑھتے رہتے۔

# کراچی تک کے مشاغل

گھر سے نکلنے کے بعد اگر خدانخواستہ آپ کے ساتھ اور کوئی آدمی نہ ہو تو مجبوری

ہے اگر کوئی ساتھی ہو تو آپس میں سے ایک آدمی کو اپنا امیر بنا لینا چاہیئے۔ جو دیندار ہونے کے علاوہ سمجھ دار اور علم والا بھی ہو اور پھر اس کی اطاعت کریں اور سارے کام باقاعدہ نظام کے ماتحت انجام دیں راستہ میں نمازوں کی جماعت کا التزام کریں اگر کسی وقت ناممکن ہو تو خیر مجبوری ہے۔

اپنا سامان گاڑی کی بریک میں نہ رکھائیں۔ محصول ادا کر کے اپنے ساتھ ہی رکھیں۔ کیونکہ بعض دفعہ بریک میں رکھا ہوا مال دیر سے پہنچتا ہے جس سے تکلیف ہوتی ہے۔

کراچی کینٹ پر آپ کو اترنا چاہیئے کیونکہ وہاں سے نیو حاجی کیمپ نزدیک ہے (پہلا حاجی کیمپ اب مکانات میں تبدیل ہو گیا ہے یہ نیو حاجی کیمپ کراچی میں "نمائشگاہ" کے نام سے مشہور ہے)

گاڑی سے اتر کر بگھی کرایہ کر لیں اور نمائش گاہ پہنچ جائیں۔ آپ کو کراچی اسٹیشن پر سامان سے اپنے ریزرویشن کارڈ نکال لینے چاہیئں کیونکہ ان کے دینے کے بعد سپاہی آپ کو حاجی کیمپ میں داخل ہونے کی اجازت دیگا۔ جب آپ دروازہ پر پہنچیں تو بلا تامل اپنے ریزرویشن کارڈ سپاہی کے حوالے کر دیں۔ جو کہ دروازہ پر متعین ہو سپاہی ان کارڈوں کا رجسٹر میں جا کر اندراج کرائے گا۔

اس کے بعد آپ ایک گھنٹہ کے بعد "دفتر معلومات حج بکنگ آفس" سے جا کر اپنا کارڈ نام بتا کر لے سکتے ہیں۔

سب سے پہلے آپ کو ٹیکے کا بندوبست کرنا چاہیئے۔ اگر آپ پہلے ٹیکہ لگوا کر آگئے ہیں تو یہ بہت بہتر ہے اپنے ٹیکہ کا سرٹیفکیٹ وہاں جا کر ڈاکٹر کو دکھا کر دستخط لے لیں اور اگر ٹیکہ لگوانا ہے۔ تو اپنا ریزرویشن کارڈ دکھا کر ڈاکٹر سے ٹیکہ لگوائیں۔

تین روز کے بعد آپ کے ٹیکہ کا معائنہ ہوگا۔ اور جہاز پر سوار ہونے سے ایک دن پہلے یا اسی روز آپ کو دوسرا ٹیکہ کیا جائے گا۔ ان میں سے ایک چیچک کا ٹیکہ ہے اور دوسرا ہیضہ کا ٹیکہ لگوانے کے بعد آپ ناظر صاحب کے دفتر سے پلگرم پاس حاصل کریں اور اس کے بعد آکر کسی بینک میں خواہ نیشنل بینک میں یا حبیب بینک یا کسی اور میں اپنے خرچ کا روپیہ جمع کرائیں اور رسید لے لیں۔

(واضح رہے کہ تمام دفاتر اور بینک اور ہسپتال اور مغل لائن کمپنی کا دفتر سب حاجی کیمپ کے اندر ہی موجود ہیں۔ تھرڈ کلاس میں آپ مبلغ آٹھ صد (۸۰۰) روپیہ خرچ کے لئے بدلوا سکتے ہیں اور سیکنڈ میں ایک ہزار (۱۰۰۰) اور فسٹ میں بارہ صد (۱۲۰۰) روپیہ۔ جو روپیہ یہ بینک آپ کو بدل کر دیں گے ان پر سعودی گورنمنٹ کی مہر لگی ہوگی یہ روپیہ عرب میں جا کر چلے گا اور اس کے آپ کو پیسے زیادہ ملیں گے اور دوسرا پاکستانی روپیہ بھی وہاں چلتا ہے لیکن اس کی قیمت بہت گر جاتی ہے۔

سنہ ۱۹۵۵ء میں تبدیل شدہ سو روپیہ کی قیمت مبلغ ایک سو چار (۱۰۴) ریال تھی اور غیر تبدیل شدہ سو کی قیمت صرف چھپن (۵۶) ریال بعد میں کچھ بڑھ گئی تھی) اس کے بعد دوسرے یا تیسرے روز آپ کو روپیہ تبدیل کر کے دے دیا جائے گا۔

روپیہ بینک میں جمع کرا لینے کے بعد آپ مغل لائن میں جہاز کا کرایہ ادا کریں اور ان سے رسید لے لیں۔

مغل لائن کی رسید دیکھ کر آپ کو بینک تبدیل شدہ روپیہ دے گا۔ جہاز کے روانہ ہونے سے ایک روز قبل یا اسی روز آپ کو پاسپورٹ اور ٹکٹ جہاز دے دیا جائے گا۔ جہاز کے کرایہ کے ساتھ ہی کمپنی آپ سے خوراک کا خرچ اور قلیوں،

کی مزدوری بھی لے لیگی۔

آپ یہ بھی یاد رکھئے کہ کیمپ کے بیرونی دروازہ پر بعض معلم خود اور بعض معلمین کے ایجنٹ آپ کو ملیں گے اور طرح طرح کے لالچ دے کر آپ کو برگشتہ کریں گے کہ ہم آپ کو مکان مفت دے دیں گے۔ ہم عرفات کے خیمہ کا کرایہ نہیں لینگے وغیرہ وغیرہ ان الفاظ کی کوئی حقیقت نہیں آپ ان پر بالکل بھروسہ نہ کریں اور جس معلم کو آپ نے پہلے سے انتخاب کر رکھا ہے اس پر اعتماد کریں کہ عرب میں سب معلمین برابر ہیں ان میں کوئی فرق نہیں۔ معلموں اور ایجنٹوں کو اندر آنے کی اجازت نہیں ہوتی اس لئے دروازہ پر کھڑے رہتے ہیں اور آنے جانے والوں کو بہت تنگ کرتے ہیں ذرا ہوشیار رہیں۔

جہاز روانہ ہونے کے دن آپ گاڑی کرایہ پر لے کر سامان لاد کر بندرگاہ پر آجائیں بندرگاہ کے مسافر خانہ میں آپ کو پاسپورٹ دیکھنے کے بعد داخل ہونے دیا جائے گا۔ داخلہ کے بعد آپ کا طبی معائنہ دوبارہ ہوگا۔ آپ کے سامان کی جانچ پڑتال ہوگی۔ پاسپورٹ پر نظر ثانی ہوگی۔

جہاز پر آپ ایسے سامان کے علاوہ جو آپ اپنے پاس رکھیں گے صرف ڈیڑھ من سامان لے جا سکتے ہیں۔ جو جہاز کے مال خانہ میں رکھا جائے گا۔

محکمہ کسٹم آپ کا سامان دیکھے گا۔ وہ چیزیں جن کو برآمد کرنا منع ہے وہ چیزیں روک دی جائیں گی اور امانت خانہ میں جمع کر دی جائیں گی۔

اگر آپ کے پاس کوئی زیور وغیرہ ہو یا کوئی مشینری ہو تو اس کا ضرور اندراج کرائیں اور دستخط لے لیں۔

سامان چیک ہو جانے کے بعد قلی آپ کا سامان جہاز پر لے جائیں گے۔ جب تمام مال جہاز پر چلا جائے گا تو اس کے بعد مسافروں کو جہاز پر سوار کر دیا جائے گا۔ آپ اپنا پاسپورٹ ہاتھ میں رکھیں کہ جہاز پر سوار ہوتے وقت آپ کو دکھانا ہوگا۔

جہاز میں جاکر قلی آپ کو آپ کا سامان دکھلائے گا (یہ بھی خیال رہے کہ قلیوں کی اجرت آپ پہلے ادا کر چکے ہیں۔ اور قلیوں کی قمیضوں پر بلے لگے ہوتے ہونگے کہ "حاجیوں کے لئے قلی مفت"

لیکن اس کے باوجود قلی آپ کو کہیگا کہ میں آپ کو اچھی جگہ دے دوں گا آپ کو آرام رہے گا۔ آپ مجھے پانچ یا سات روپے دے دینا۔ آپ قلیوں کی باتوں پر بالکل اعتبار نہ کریں۔ جہاز کی ساری سیٹیں قریبًا برابر ہوتی ہیں ان میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔

اس کے علاوہ آپ کا سامان خواہ کہیں پڑا رہے آپ اپنے آرام کے لئے جہاز میں کہیں بیٹھ جائیں کہیں پھریں آپ پر کوئی پابندی نہیں ہوگی۔ اس لئے قلیوں کو بالکل پیسے نہ دیں) آپ اپنے سامان کے پاس بستر بچھا کر آرام کریں۔ اور کوشش کریں کہ آپ کا سامان جہاز کے درمیان لگا دیا جائے۔ کیونکہ وہاں ذرا ہچکولے کم لگتے ہیں۔

# کراچی سے یلملم تک

جہاز میں ایک تو آب و ہوا مرطوب ہوتی ہے اور دوسرے جہاز کے ہچکولے اس لئے کم و بیش ہر آدمی کی طبیعت خراب ہو جاتی ہے۔ جوان تندرست آدمی کی طبیعت جلدی بحال ہو جاتی ہے۔ کمزور اور بوڑھے آدمی زیادہ دیر بتلا رہتے ہیں۔ جی کا متلانا الٹیاں ہونا۔ سر چکرانا۔ پیچش وغیرہ امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔ بعض آدمی ایسی حالت

میں زیادہ سے زیادہ لیٹے رہتے ہیں اور کھاتے پیتے کچھ نہیں یہ چیز بڑی خرابیوں کی باعث ہوتی ہے۔

اس لئے جتنا ہو سکے کچھ نہ کچھ کھا ضرور لینا چاہیئے اور کوشش کرنی چاہئے کہ آدمی تھوڑے سے تھوڑا لیٹے زیادہ سے زیادہ وقت جہاز میں بیٹھ کر یا ٹہل کر گذارنا چاہیئے۔ اس کے علاوہ چائے کا استعمال بڑا مفید ہے۔ پیاز۔ اچار۔ لیمو۔ انار ان چیزوں کا استعمال مفید ہے۔ جہاز میں ہر کھانے کے ساتھ پیاز یا اچار ضرور ملتا ہے۔ اور دو وقت چائے بھی ملتی ہے۔

اس کے علاوہ جہاز میں دوکان سے ہر وقت گرم چائے قیمتاً مل سکتی ہے۔ چائے کم از کم تین چار دفعہ ضرور پی لینی چاہیئے۔

دوکان سے ہر قسم کے پھل۔ سوڈا واٹر کی بوتلیں کھاری اور میٹھی مل سکتی ہیں ان سے علاج معالجہ کرنا چاہیئے۔

اور اگر خدا نخواستہ طبیعت زیادہ خراب ہو جائے تو جہاز میں ہسپتال بھی ہوتا ہے۔ اس کی طرف رجوع کرنا چاہیئے اور ہنگامی کیس کے لئے ہر وقت ڈاکٹر کو بلایا جا سکتا ہے۔

اس کے علاوہ اپنی صحت کے لئے صفائی کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہیئے۔ جہاز میں کافی غسل خانے ہوتے ہیں، جہاں ہر وقت پانی تیار ملتا ہے وہاں روزانہ غسل کر لینا چاہیئے۔ بیماری کے ایام میں اگر الٹی وغیرہ ہو تو اس کو اچھی طرح سے صاف کر کے دھو لینا چاہیئے۔ ٹٹی خانوں میں ویسے تو ہر ۵ منٹ کے بعد پانی چھوڑ کر صفائی کی جاتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود بعض بد تہذیب آدمی

صحیح جگہ پر پاخانہ پھرلے کی بجائے دروازے ہی میں بیٹھ جاتے ہیں جس سے لوگوں کو کافی تکلیف ہوتی ہے۔

اس کے علاوہ سمندر کا کھاری پانی اگر ہو سکے تو پہلے دو تین دن میں روزانہ ایک ایک دو دو گھونٹ پی لینا چاہیئے اس سے سمندر کی آب وہوا کا اثر بہت کم رہ جاتا ہے۔ بحری جہاز عام طور پر دس گیارہ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چلتا ہے جس سے تقریباً پونے تین سو میل روزانہ مسافت طے ہو جاتی ہے۔

بعض آدمیوں کی طبیعت تو ایک دن میں بحال ہو جاتی ہے اور کمزور آدمی دو تین دن کے بعد تندرست ہو جاتے ہیں۔

جہاز میں نمازوں کی پابندی کا خیال رکھنا چاہیئے۔ عام جہازوں میں نماز کے لئے مسجدیں بنی ہوتی ہیں اور اگر کسی جہاز میں مسجد نہ ہو تو کوئی جگہ انتخاب کر کے نماز کے لئے جگہ بنا لینی چاہیئے اور جماعت کے ساتھ نمازیں ادا کرنی چاہئیں۔

جہاز میں چونکہ فراغت کے دن ہوتے ہیں لوگوں کی خدمت کا نادر موقعہ ملتا ہے اس سے پورا پورا فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ اور ذکر اذکار، درود شریف، تسبیح تکبیر تلاوت قرآن مجید کا شغل عام رکھنا چاہیئے۔

جہاز میں چونکہ مرد اور عورتیں اکٹھے رہتے ہیں۔ اس لئے اپنی نگاہوں کو روک کر رکھنا چاہیئے کہ ان باتوں سے حج کے ضائع ہو جانے کا اندیشہ ہے۔

اس کے علاوہ چونکہ رش کی وجہ سے بعض دفعہ طبیعت پریشان ہو جاتی ہے اور بعض اوقات تکلیف بھی ہوتی ہے۔ اس کے لئے صبر، تحمل، حوصلہ سے کام لینا چاہیئے اور لوگوں سے نہایت اچھا سلوک کرنا چاہیئے۔ چھ سات روز کے بعد

عدن کی پہاڑیوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اس وقت طبیعت بہت خوش ہوتی ہے اسی روز یلملم کی پہاڑی بھی آجاتی ہے۔

یہ پہاڑی ہے جہاں سے احرام باندھا جاتا ہے۔ جہاں سے حج کی ابتدا ہوتی ہے۔ اب احرام اور حج کے احکام سے پہلے مختصر طور پر کیفیت حجاج سُن لیں۔

# حجاج کی مختصر کیفیت

حاجی کیمپ کراچی میں لوگوں کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ ہر جگہ لڑائی۔ جھگڑا ہر وقت بیہودہ گوئی۔ سج دھج ایسی کہ جیسے کوئی میلہ دیکھنے جا رہے ہوں۔ لیکن خال خال خدا کے بندے ایسے بھی ہوتے ہیں جن کو پورا پورا احساس ہوتا ہے نمازوں کی پابندی۔ تہجد۔ تسبیح و تہلیل ان کا مشغلہ رہتا ہے۔

لیکن جیسے جیسے وصل کا مقام اور وقت قریب آتا جاتا ہے اس کیفیت میں بھی ایک انقلاب پیدا ہوتا جاتا ہے

وعدۂ وصل چوں شود نزدیک  آتش عشق تیز تر گردد

کچھ کیفیت جہاز پر سوار ہوتے وقت بدلتی ہے اور ہر ایک آدمی یہ محسوس کرنے لگتا ہے کہ اب دیار حبیب کا سفر شروع ہو رہا ہے ان مقامات مقدسہ کی طرف ہم جا رہے ہیں۔ جن کی آرزو میں ہماری عمریں بسر ہوئی ہیں۔ جہاز میں لوگوں کو خیال آنے لگتا ہے کہ اب ہم حج کو جا رہے ہیں اس لئے حج کے احکام سیکھنے لگتے ہیں اور تسبیح۔ تکبیر۔ تلاوت قرآن مجید اور درود شریف میں زیادہ راغب ہوتے جاتے ہیں۔ جب احرام باندھنے کا وقت آتا ہے تو ایک نئی کیفیت

پیدا ہوتی ہے۔ روح بیدار ہو جاتی ہے۔ شوق غالب آتا جاتا ہے۔ حتے کہ پوری والہانہ کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔

یہی کیفیت جان حج ہے یہی معراج روح ہے اللہ تعالٰے ہر مسلمان کے دل میں یہ کیفیت پیدا کریں یہ بڑی قیمتی چیز ہے۔ اور اس میں خانہ کعبہ پہنچنے تک برابر ترقی ہوتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ خانہ کعبہ میں ایک بے خودی کی سی کیفیت سے آدمی جا داخل ہوتا ہے۔

# میقات یلملم

شریعت مقدسہ نے اطراف عالم کے لئے کچھ مقامات متعین کر دیئے ہیں کہ جو شخص حج یا عمرہ کے ارادہ سے مکہ مکرمہ جانا چاہتے وہ ان مقامات سے بغیر احرام باندھے نہ گزرے۔ گویا یہ مقامات اس شاہی دربار کے حدود ہیں۔ ان سے اب ظاہری طور پر بھی تذلل۔ خاکساری۔ تواضع اور غلامانہ حیثیت بنا لینا ضروری ہے۔ یہ مقامات پانچ ہیں ان کو میقات کہتے ہیں اور میقات احرام باندھنے کی جگہ کو کہتے ہیں۔

(۱) جحفہ: یہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک بستی تھی جو آج کل ویران ہو چکی ہے اور اس کے قریب ایک اور بستی آباد ہے جسے رابغ کہا جاتا ہے۔ یہ مصر، شام۔ المغرب۔ اندلس۔ روم اور تکرور کا میقات ہے۔ یہ مقام اس سڑک پر واقع ہے جو اب مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تک پختہ بنائی جا رہی ہے اور مکہ مکرمہ سے تقریبًا ایک سو چالیس میل کے قریب ہے۔

(۲) ذات عرق۔ یہ مکہ مکرمہ سے قریبًا دو منزل کے فاصلہ پر ایک بستی ہے اس کا یہ نام اس لئے ہے کہ اس کے قریب ایک پہاڑ ہے جس کا نام عِرق ہے۔ اس کے قریب ایک کھلا میدان ہے جسے وادیٔ عقیق کہتے ہیں۔ یہ عراق اور مشرقی ممالک کا میقات ہے۔

(۳) ذوالحلیفہ یہ بنو جشم کا پانی کا چشمہ ہے مدینہ منورہ سے پانچ میل سے بھی کم فاصلہ پر ہے اور یہ تمام میقاتوں میں سے دور کا میقات ہے۔ یہ مدینہ منورہ والوں کا میقات ہے۔ اسے آج کل بیر علی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

(۴) یلملم یہ ایک پہاڑی کا نام ہے جو تہامہ کے علاقہ میں ہے۔ مکہ مکرمہ سے دو منزل کے فاصلہ پر ہے یہ یمن۔ پاکستان۔ اور ہندوستان کا میقات ہے۔

(۵) قرن المنازل یہ ایک پہاڑ کا نام ہے جو عرفات کی طرف واقع ہے مکہ مکرمہ سے دو منزل کے فاصلہ پر ہے اسے صرف قرن بھی کہتے ہیں یہ نجد والوں کا میقات ہے۔

رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ میقات ان اطراف کے لئے مقرر کرنے کے بعد فرمایا کہ یہ میقات ان ملکوں کے لئے ہیں اور جو شخص ان پر سے گذرے یا ان کے برابر سے گذرے بشرطیکہ اس کی نیت حج یا عمرہ کرنے کی ہو تو اس پر فرض ہے کہ یہاں سے احرام باندھ لے۔ اور بغیر احرام باندھے کسی صورت میں بھی یہاں سے گذرنا جائز نہیں ہے۔ اور اگر کوئی شخص احرام باندھے بغیر اپنے میقات سے گذر جائے تو اس پر گناہ کے علاوہ ایک قربانی بطور جرمانہ دینا بھی واجب ہے۔ یعنے قربانی کے بعد بھی وہ گنہگار ضرور رہے گا۔

جب عدن کی پہاڑیوں کا سلسلہ شروع ہو جاتے تو احرام کی تیاری شروع کر دینی چاہیئے چنانچہ جہاز کا کپتان اس کے متعلق اطلاع دے دیتا ہے۔ جس کو لاؤڈ سپیکر پر اچھی طرح نشر کیا جاتا ہے کہ احرام کے لئے تیار ہو جاؤ۔ یہ اطلاع میقات آنے سے پانچ چھ گھنٹے پہلے دی جاتی ہے۔

اس کے بعد میقات آنے سے ایک گھنٹہ پہلے جہاز وسل دیتا ہے جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ احرام باندھ لو اور پھر گھنٹہ بعد وسل ہوتا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ہم میقات گذر چلے ہیں۔ یلملم کی پہاڑی تہامہ کے علاقہ میں ہے جو جہاز سے کافی دور ہوتی ہے وہ نظر نہیں آتی جب جہاز اس کے برابر پہنچتا ہے تو احرام باندھ لئے جاتے ہیں اب ذرا احرام کے احکام سن لیں۔

# احرام کے احکام

احرام ایک مخصوص لباس ہے۔ جو حاجی لوگ خدا تعالٰے کے دربار میں پہنچنے کے لئے پہنتے ہیں یہ لباس انتہا درجہ کی ظاہری انکساری کا نمونہ ہے۔ ہر شاہ و گدا امیر و غریب۔ جوان اور بوڑھا۔ کالا اور گورا۔ حاکم و محکوم سب اسی لباس میں دربار خداوندی میں پہنچتے ہیں اس کے علاوہ اور لباس آدمی نہیں پہن سکتا۔ یہ لباس کیا ہے؟ صرف دو چادریں بن سلی جن میں سے ایک بطور تہ بند باندھ لی جاتی ہے۔ اور دوسری آدمی اوپر کے جسم پر لپیٹ لیتا ہے۔ جب احرام کا وقت آجاتے تو آدمی کو چاہیئے کہ پہلے احرام کی نیت سے غسل کرے۔ اگر حجامت بنوانے کی ضرورت ہو تو پہلے حجامت بنواتے اور پھر غسل کرے، اور اس کا سنت طریقہ یہ ہے کہ پہلے

پورا وضو کرے اور پھر اپنے جسم پر پانی بہائے۔ اور اچھی طرح سے میل کچیل صاف کر لے اس کے بعد دو سفید چادریں لیکر ایک کو تہ بند بنا لے اور دوسری اوپر اوڑھ لے جس طرح کہ آدمی حمام وغیرہ میں جاتے وقت اپنے اوپر چادر لے لیتا ہے یا جس طرح سردیوں میں اوپر کپڑا لیا جاتا ہے۔ یعنی دونوں کندھے اس سے ڈھکے ہوئے ہوں۔ احرام باندھے ہوئے شخص کو محرم کہتے ہیں۔ احرام کے بعد مرد اپنی عورت سے اور عورت مرد سے میاں بیوی کے تعلقات نہیں رکھ سکتے۔ محرم خوشبو نہیں لگا سکتا۔ سلے ہوئے کپڑے نہیں پہن سکتا (مثلاً قمیص بنیان۔ واسکٹ۔ کوٹ وغیرہ) محرم ناخن اور بال نہیں کٹا سکتا۔ خشکی کا شکار نہیں کر سکتا اور نہ کسی شکاری کو مدد دے سکتا ہے۔ نہ بتلا سکتا ہے نہ شکار کو بھگا سکتا ہے مرد سر اور عورت منہ نہیں ڈھانپ سکتی محرم حرم شریف کا درخت یا سبزی نہیں کاٹ سکتا اور نہ ہی اپنے جسم سے میل کچیل دور کر سکتا ہے۔ اور اگر ان چیزوں میں سے محرم کسی کا ارتکاب کرے تو اس کی سزا حسب ذیل ہے۔

| جرم | سزا |
|---|---|
| سلے ہوئے کپڑے پہننا | ایک قربانی دینا (اسے عربی میں دم کہتے ہیں) خواہ بھیڑ بکری ہو یا گائے اور اونٹ |
| مرد کا سر ڈھانپنا اور عورت کا منہ ڈھانپنا | ایک قربانی (امام احمد اور شافعی کے نزدیک بھول سے ہو جائے یا مجبوری کی وجہ سے تو اس پر فدیہ نہیں ہے) |
| جسم کے کسی حصہ کے بال کٹانا | ایک قربانی (بشرطیکہ کٹے ہوئے بالوں کی تعداد ۱۲ سے زیادہ ہو جائے اگر اس سے کم ہوں تو ایسے صدقہ ہے قربانی نہیں۔ |

| | |
|---|---|
| ناخن کٹوانا | اگر دو ناخنوں سے زیادہ کٹوا لے تو قربانی جرمانہ ہے اور اگر دو تک ہوں تو نصف صاع گندم صدقہ کرے یعنی ڈیڑھ سیر |
| خوشبو لگانا | ایک قربانی |
| شکار کھیلنا یا شکار کو کسی طرح سے تنگ کرنا اور اس میں شکاری کی مدد کرنا | (۱) اس جانور جتنا جانور صدقہ دینا (قربانی کرنا) (۲) یا اس کی قیمت کا حساب لگا کر اتنی قیمت کی گندم مسکینوں میں آدھ آدھ ٹوپہ کے حساب سے تقسیم کرنا (۳) یا ہر مسکین کے کھانے کے بدل ایک روزہ رکھنا۔ |
| حرم کا درخت یا سبزی کاٹنا | ایک قربانی |
| عورت مرد کا تعلق قائم کر لینا | اس سے حج باطل ہو جاتا ہے۔ دوسرے سال اسکی قضا بھی فرض ہوتی ہے اور اس کے علاوہ ایک اونٹ کی قربانی بھی دینی پڑتی ہے، امام شافعی کے نزدیک بھول کر یا مجبور ہو کر جماع کرے تو حج باطل نہیں قربانی پھر بھی دینی پڑتی ہے۔ (مجبوری کا یہ مطلب ہے کہ کوئی ظالم اسے قتل کی دھمکی دے کہ اگر تو ایسا نہ کریگا تو تجھ کو قتل کر دوں گا۔ یہ مطلب نہیں کہ آدمی کہہ دے کہ میں نے شہوت سے مجبور ہو کر جماع کیا ہے) |

عورت احرام کی حالت میں تمام قسم کے سلے ہوئے کپڑے پہن سکتی ہے۔ سوائے اس کے کہ زرد اور سرخ رنگ کا لباس نہ ہو اگر سفید لباس ہو تو بہتر ہے۔ اسی طرح مرد کی چادریں بھی اگر سفید ہوں تو بہتر ہے ورنہ زرد اور سرخ رنگ کی چادریں بالکل نہ ہوں۔ عورت کے لئے احرام کا نشان کیا ہے؟

امام احمد کے نزدیک کوئی نشان نہیں ہے۔ امام شافعی کہتے ہیں کہ ایک

ہاتھ میں دستانہ پہن لے۔

اور حنفیہ کے نزدیک یہ نشان ہے کہ عورت اپنے سر پہ ایک رومال باندھ لے جس سے بال بھی محفوظ رہیں اور علامت بھی ہو جائے۔ مرد موزے نہیں پہن سکتا۔ جوراب نہیں پہن سکتا۔ اور یہ چیزیں عورت کے لئے بھی منع ہیں۔

ہاں اگر کسی آدمی کے پاس جوتا نہ ہو تو ٹخنوں سے نیچے تک موزے کاٹ کر پہن سکتے ہیں اور اگر کسی مرد کے پاس بن سلی چادر نہ ہو تو شلوار پہن سکتا ہے۔ لیکن یہ پھر بھی مستحسن نہیں ہے۔

بعض ملکوں کا رواج ہے کہ عورت احرام کی حالت میں منہ پر ایک پنکھا باندھ کر اس کے اوپر برقعہ ڈال لیتی ہے یہ بھی منع ہے۔ احرام کی حالت میں کسی صورت میں بھی عورت منہ پر نقاب نہ ڈالے اگر کوئی غیر آدمی آرہا ہو تو منہ دوسری طرف کر لے یا ایک طرف کپڑے کی اوٹ کر لے لیکن منہ پر پردہ نہ ڈالے۔

حج کے بہت بڑے احکام میں سے حج یا عمرہ یا حج اور عمرہ دونوں کی نیت کرنا بھی ہے اور میقات سے احرام باندھنا بھی اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہیں حج کے تمام احکام کی تفصیل بیان کر دی جائے۔ تاکہ میقات کے بعد اور احرام کے پیچھے کوئی آدمی غلطی نہ کرے۔ اور حج کے احکام میں رکن فرض۔ یا واجب یا سنت یا مستحب میں چونکہ ائمہ اربعہ کے نزدیک بعض احکام میں اختلاف بھی ہیں۔ اس لئے میں احکام حج کو ایک نقشہ کی صورت میں پیش کرتا ہوں تاکہ بیک وقت تمام احکام سامنے آجائیں۔ اور احکام میں فرق کی نوعیت کا بھی پتہ چل جائے۔

# نقشہ احکام حج مطابق مذاہب ائمہ اربعہ

## حکم مطابق مذہب

| عمل | ابو حنیفہ رح | شافعی رح | مالک رح | احمد بن حنبل رح |
|---|---|---|---|---|
| حج | فوراً فرض ہے | فرض ہے فوراً کی شرط نہیں | فوراً فرض ہے | فوراً فرض ہے |
| عمرہ | سنت موکدہ | " | سنت موکدہ | فوراً فرض ہے |
| حج کا احرام باندھنا اور نیت کرنا | شرط اور رکن | رکن | رکن | رکن |
| عمرہ کا " " " | سنت | سنت | سنت اور ایک قول میں واجب | سنت |
| احرام کے ساتھ لبیک کہنا | شرط اور رکن | رکن | رکن | رکن |
| میقات سے احرام باندھنا | واجب | واجب | واجب | واجب |
| احرام کیلئے غسل کرنا | سنت | سنت | سنت | مستحب |
| احرام کیلئے خوشبو لگانا | سنت | سنت | مکروہ | مستحب |
| لبیک بلند آواز سے کہنا | سنت | سنت | واجب | سنت |
| طواف قدوم (پہلا طواف) | سنت | سنت | واجب | سنت |
| طواف کی نیت کرنا | شرط | شرط | واجب | شرط |
| حجر اسود سے طواف شروع کرنا | واجب | شرط | واجب | شرط |
| طواف میں بیت اللہ شریف کو بائیں طرف رکھنا | واجب | شرط | شرط | شرط |
| بغیر عذر کے طواف پیدل کرنا | واجب | سنت | واجب | شرط |

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| طواف میں باوضو رہنا | واجب | شرط | شرط | شرط |
| طواف میں بدن اور کپڑے اور جگہ کا پاک ہونا | سنت | شرط | شرط | شرط |
| حطیم کے اوپر سے طواف کرنا | واجب | شرط | شرط | شرط |
| طواف مسجد کے اندر کرنا | واجب | شرط | شرط | شرط |
| طواف کے سات چکر پورے کرنا | واجب | شرط | شرط | شرط |
| طواف کے چکر پے در پے آنا | واجب | شرط | شرط | شرط |
| طواف میں ذکر الٰہی کرنا | واجب | شرط | شرط | شرط |
| طواف کی دو رکعت پڑھنا | واجب | سنت اور ایک قول میں واجب | واجب | سنت |
| عمرہ کیلئے طواف کرنا | رکن | رکن | رکن | رکن |
| حج اور عمرہ میں صفا مروہ کی دوڑ کرنا | واجب | رکن | رکن | رکن |
| صفا مروہ کی دوڑ کا طواف کے بعد ہونا | واجب | شرط | واجب | شرط |
| صفا مروہ کی دوڑ کی نیت کرنا | واجب | شرط | شرط | شرط |
| دوڑ کو صفا سے شروع کرنا اور مروہ پہ ختم کرنا | واجب | شرط | شرط | شرط |
| طاقت ہو تو پیدل دوڑ کرنا | واجب | سنت | واجب | شرط |

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| دوڑ کے سات چکر پورے کرنا | واجب | شرط | شرط | شرط |
| دوڑ کے چکر پے در پے آنا | سنت | سنت | واجب | شرط |
| بیت اللہ کا طواف اور صفا مروہ کی دوڑ پے در پے کرنا | سنت | سنت | واجب | سنت |
| عمرہ میں سر کا منڈانا یا کترانا | واجب | واجب | واجب | واجب |
| نو ذوالحجہ کی رات منیٰ میں گذارنا | واجب | سنت | واجب | مستحب |
| عرفات کا قیام | رکن | رکن | رکن | رکن |
| عرفات میں ٹھہرنیکا وقت | نو ذوالحجہ کو زوال آفتاب سے لیکر عید کے دن کی صبح طلوع ہونے تک بالاتفاق | | | |
| سورج غروب ہونے سے پہلے عرفات سے نہ نکلنا | واجب | واجب یا سنت | رکن | واجب |
| عرفات سے امام یا اسکے نائب کے ساتھ آنا | واجب | سنت | واجب | سنت |
| عرفات اور مزدلفہ میں نمازوں کا اکٹھا کر کے پڑھنا | واجب | سنت | سنت | سنت |
| مزدلفہ میں رات گذارنا | واجب | واجب | واجب | واجب |
| مزدلفہ اور مشعر الحرام میں اپنے وقت پر قیام کرنا | واجب | واجب | سنت یا مستحب | واجب |
| عید کے روز جمرہ عقبیٰ کو کنکر مارنا | واجب | واجب | واجب | واجب |

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| حج میں سر کا منڈانا یا کترانا | واجب | رکن | واجب | واجب |
| کنکریاں مارنے، قربانی کرنے اور سر منڈانے میں ترتیب کو مدنظر رکھنا | واجب | سنت | سنت | سنت |
| حجامت کا حرم اور ایام نحر میں کرانا | واجب | سنت | سنت | سنت |
| طواف افاضہ یعنی طواف زیارت | رکن | رکن | رکن | رکن |
| طواف افاضہ کا ایام نحر میں ہونا | واجب | رکن | واجب فی الحج | سنت یوم العید |
| طواف افاضہ کا کنکریاں مارنے کے بعد کرنا | سنت | سنت | واجب | سنت |
| ایام تشریق میں تینوں جمرات کو کنکر مارنا | واجب | واجب | واجب | واجب |
| ایام تشریق کی راتیں منیٰ میں گذارنا | سنت | واجب | واجب | واجب |
| طواف وداع (آخری طواف) | واجب | واجب | مستحب | واجب |

# تشریح اصطلاحات

شرط:۔ شرط وہ فعل ہوتا ہے جس کے بغیر کوئی کام قبول ہی نہ ہو خواہ وہ کام

فی نفسہ بالکل صحیح طریقہ پر ادا کیا جائے مثلاً نماز کے لئے کپڑے ۔ بدن ۔ جگہ کا پاک ہونا ۔ نیت کرنا ۔ وقت مقررہ پر نماز ادا کرنا ۔ منہ قبلہ کی طرف کرنا وغیرہ یہ شرطیں ہیں اگر ان میں سے کوئی شرط بھی پوری نہ ہو تو نماز قبول نہ ہو گی خواہ نماز بالکل صحیح طریقہ پر ادا کی جائے ۔ نماز کی سنتیں ۔ فرض ۔ واجب ۔ مستحب آپ سارے ادا کریں لیکن شرط کے بغیر وہ قبول نہ ہو گی مثلاً کوئی آدمی قبلہ کی طرف منہ نہ کرے تو اس کی نماز نہ ہو گی وعلے ہذا القیاس ۔

فرض اور رکن :۔ یہ دونوں ایک ہی چیز کے نام ہیں ۔ فرض وہ ہوتا ہے کہ ساری شرطوں کے پورا کرنے کے بعد بھی اگر نفس عمل سے فرض چھوڑ دیا جائے تو وہ عمل نامکمل تصور کیا جائے ۔ مثلاً نماز میں سجدہ ۔ رکوع وغیرہ فرض ہیں ۔ اگر کوئی شخص ساری شرطیں پوری کر کے نماز پڑھنے لگے اور نماز میں سے رکوع اور سجدہ چھوڑ دے تو شریعت اسے نماز نہ شمار کرے گی ۔ اور وہ دوبارہ پھر پڑھنی پڑیگی ۔

واجب :۔ وہ ہوتا ہے جس کے بغیر عمل قبول تو ہو جاتا ہے ۔ لیکن فی نفسہ بڑا معیوب ہوتا ہے ۔ اس کا کفارہ بھی دینا پڑتا ہے اور پھر بھی آدمی گنہگار رہتا ہے اگر بھول کر واجب رہ جائے تو گنہگار نہیں ہوتا لیکن اس کا جرمانہ پھر بھی ادا کرنا پڑتا ہے ۔ مثلاً حج کا واجب رہ جانے سے ایک قربانی دینی پڑتی ہے اور نماز کا واجب رہ جانے سے سجدہ سہو کرنا پڑتا ہے مثلاً جیسے حنفیہ کے نزدیک کوئی وتروں میں دعا قنوت چھوڑ جائے ۔

سنت :۔ وہ کام ہے جس کے ادا کرنے سے عمل اللہ تعالےٰ کے نزدیک بہت زیادہ محبوب ہو جاتا ہے اور اس کا ثواب بھی بڑھ جاتا ہے

لیکن چھوڑ دینے سے وہ عمل مکمل تصور کیا جاتا ہے اس پر کوئی جرمانہ نہیں پڑتا اور اگر سنت موکدہ چھوڑ دی جائے تو آدمی گنہگار بھی ہوتا ہے۔

مستحب:۔ وہ فعل ہے کہ جس کے ادا کرنے کو شریعت پسند ضرور کرتی ہے لیکن اس کے چھوڑ دینے پر نہ تو عمل میں کوئی نقص پڑتا ہے نہ آدمی گنہگار ہوتا ہے اور نہ اس پر کوئی جرمانہ ہی دینا پڑتا ہے۔

# متعلقات حج

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حج کے متعلق کچھ اور لوازمات کا ذکر بھی کر دیا جائے اور بعض احکام کی نوعیت پر مختصر سا تبصرہ کر دیا جائے۔

**حج کے ارکان** بالاتفاق ائمہ اربعہ کے نزدیک صرف دو ہیں عرفات[۱] میں قیام کرنا۔ اور طواف[۲] زیارت کرنا۔ اور اختلافی ارکان چھ[۱] ہیں۔ حج[۱] کی نیت کرنا اور احرام باندھنا۔ یہ بعض کے نزدیک شرط ہے اور بعض کے نزدیک رکن۔ لبیک[۲] کہنا بعض کے نزدیک شرط ہے۔ صفا[۳] مروہ کی دوڑ کرنا یہ بعض کے نزدیک واجب ہے۔ غروب[۴] آفتاب سے پہلے عرفات سے نہ نکلنا یہ بعض کے نزدیک واجب ہے۔ حج[۵] میں سر کا منڈانا یا کترانا یہ بعض کے نزدیک واجب ہے۔ طواف[۶] افاضہ کا ایام نحر میں ہونا۔ یہ بعض کے نزدیک واجب ہے۔ تفصیل کے لئے نقشہ ملاحظہ فرمائیں۔

**عمرہ کے ارکان** بالاتفاق صرف ایک رکن ہے بیت[۱] اللہ شریف کا طواف کرنا اور اختلافی ارکان دو ہیں لبیک[۲] کہنا یہ بعض کے نزدیک شرط ہے اور

صفا[2] مروہ کی دوڑ کرنا یہ بعض کے نزدیک واجب ہے۔

واجب اور سنت چونکہ بہت زیادہ ہیں اس لئے ان کے لئے نقشہ کو ملاحظہ کیا جائے۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اگر کوئی واجب رہ جائے خواہ عمداً یا سہواً تو اس پر کم از کم ایک بکری کی قربانی دینی پڑتی ہے اور اس کے لئے یہ بھی حکم ہے کہ اسے مکہ مکرمہ کے مساکین پر تقسیم کیا جائے۔ اور اگر رکن رہ جائے تو اسکے لئے حاجی پر یہ بھی فرض ہے کہ اس کام کو کرے خواہ بعد از وقت ہی ہو اور اس کے لئے کم از کم ایک اونٹ کی قربانی دینی پڑتی ہے سوائے اتفاقی رکنوں کے کہ ان کے رہ جانے سے آدمی کا حج ہی باطل ہو جاتا ہے۔ اور آئندہ پھر حج کرنا اس پر فرض رہتا ہے۔

اور وہ اتفاقی رکن صرف دو ہیں عرفات[1] کا قیام اور طواف[2] افاضہ۔

نقشہ میں دی گئی سنتوں کے علاوہ حج کی بعض اور سنتیں بھی ہیں ان کا خیال رکھنا بھی ہر حاجی پر ضروری ہے اور وہ یہ ہیں۔ احرام کے[1] لئے غسل کرنا احرام کی چادروں کا صاف[2] اور سفید رنگ ہونا۔ احرام کے لئے دو رکعت نفل[3] پڑھنا (یہ بعض کے نزدیک سنت نہیں ہے) لبیک کثرت[4] سے پکارتے رہنا۔ ان ایام میں صدقہ[5] خیرات کرنا۔ مکہ مکرمہ[6] میں شمال مغرب کی سمت سے داخل ہونا یعنی اوپر کی جانب سے اسے عربی میں "ثنیۃ العلیا" کہتے ہیں سب[7] سے پہلے خانہ کعبہ میں داخل ہونا پھر معلم کے مکان پر جانا۔ بیت اللہ[8] شریف کو دیکھ کر اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ پڑھنا۔ طواف[9] قدوم کرنا۔ حجر اسود[10] کو بوسہ دینا۔ منٰے[11] میں نو ذوالحجہ کی رات گذارنا

اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) اور روضہ اقدس کی زیارت کرنا۔

اگر ان سنتوں میں سے کوئی سنت رہ جائے تو حاجی کو چاہئے کہ صدقہ کرے کیونکہ ان میں سے اکثر سنتیں مؤکدہ ہیں ان کی اہمیت کے لئے ان کو علیحدہ بیان کر دیا گیا ہے۔

# حج کے اقسام

جب جہاز یلملم پہاڑی کی آمد کے لئے وسل دے تو آپ اپنے احرام باندھ لیں اور دوسرے وسل کا انتظار کریں جب دوسرا وسل ہو تو اسی وقت تلبیہ کہنا شروع کر دیں اور حج کی نیت کریں۔ یہ آپ کو مکمل اختیار ہے کہ آپ جونسا حج چاہیں کریں اور حج کی تین قسمیں ہیں حج افراد[۱] حج تمتع[۲]۔ حج قران[۳]۔

حج افراد یہ ہے کہ آدمی میقات سے احرام باندھ کر صرف حج کی نیت کرے اور یہ لفظ کہے کہ

اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ بِالْحَجِّ — یا الٰہی میں حج کے لئے حاضر ہوا ہوں۔

اس شخص کو مُفرِد کہتے ہیں مفرد بیت اللہ شریف جا کر طواف قدوم (آنے کا طواف) کرے گا اور اس کے بعد جتنے دن بھی حج میں ہوں گے ان میں باقاعدہ احرام کی حالت میں رہے گا اور احرام کی تمام پابندیاں اسی پر بدستور رہیں گی خواہ یہ میعاد مہینہ ہو یا دو یا کم بہرحال حج کے ختم ہونے پر مفرد اپنا احرام اتارے گا۔ اور پھر اگر چاہے تو ذوالحجہ کے مہینہ میں عمرہ بھی کرے۔

حج تمتع یہ ہے کہ آدمی میقات سے احرام باندھ کر عمرہ کی نیت کرے

(حج کی نیت نہ کرے اس آدمی کو متمتع کہتے ہیں) اور یہ لفظ کہے کہ

اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ بِالْعُمْرَةِ یا الٰہی میں عمرہ کے لئے حاضر ہوا ہوں۔

متمتع بیت اللہ شریف پہنچکر پہلے طواف کرے گا اور صفا مروہ کی سعی کرے گا اور اس کے بعد اپنا سر منڈلائے گا یا کترلائے گا اور اس کے بعد اپنا احرام کھول دے گا۔

اب اس پر احرام کی کوئی پابندی نہ رہے گی پھر جب حج کے دن آئیں گے یعنی آٹھ ذی الحجہ تو پھر حج کی نیت کر کے احرام باندھے گا اور کہے گا۔

اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ بِالْحَجِّ کہ یا الٰہی میں حج کے لئے حاضر ہوا ہوں۔

اور جب حج کے ارکان پورے کریگا تو احرام کھول دے گا۔

حج قران یہ ہے کہ آدمی میقات سے حج اور عمرہ دونوں کی اکٹھی نیت کرے اور کہے کہ۔

اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ کہ یا الٰہی میں حج اور عمرہ دونوں کیلئے حاضر ہوا ہوں۔

(اس آدمی کو قارن کہتے ہیں) قارن بیت شریف جاکر پہلے طواف کرے گا اور پھر صفا اور مروہ کی دوڑ کریگا۔ اور اس کے بعد سر نہیں منڈائے گا نہ کترائے گا۔ اور نہ احرام کھولے گا اور تا اختتام حج احرام کی حالت ہی میں رہے گا پھر جب حج کے ارکان پورے کریگا تو اپنا احرام اتار دے گا۔

حج کی ان تینوں اقسام میں سے بہتر قسم کونسی ہے اس میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ حنفیہ کے نزدیک سب سے بہتر قران ہے اور اس کے بعد تمتع اور پھر اس کے بعد افراد۔ لیکن حنفیہ نے قران کو اس آدمی کے لئے بہتر خیال

کیا ہے جو پوری مدت تک احرام کی پوری پابندیوں کو نبھا سکے جسے اپنے نفس پر پورا پورا اعتماد ہو (بفضل اللہ تعالےٰ)

اور اگر کوئی شخص کمزور ارادہ کا ہو تو اس کے حق میں تمتع بہتر ہے۔ یہ بھی یاد رکھیں حج قرآن اور تمتع صرف ان لوگوں کے لئے ہیں جو میقات کی حد سے باہر کے رہنے والے ہوں (ان کو آفاقی کہا جاتا ہے) میقات کی حد کے اندر رہنے والوں کو قرآن اور تمتع کی اجازت نہیں ہے وہ صرف افراد ہی کر سکتے ہیں۔

مالکی افراد کو سب سے بہتر کہتے ہیں اور اس کے بعد قرآن اور اس کے بعد تمتع۔

اور شافعیہ کے نزدیک سب سے بہتر افراد ہے اور اس کے بعد تمتع اور اس کے بعد قرآن۔ لیکن شوافع افراد اس آدمی کے حق میں بہتر سمجھتے ہیں جو بقیہ ذوالحجہ کے مہینہ میں عمرہ کرے اور اگر ذی الحجہ میں عمرہ نہ کرے تو پھر سب سے بہتر تمتع ہے اور اس کے بعد قرآن اور اس کے بعد افراد۔

اور حنابلہ سب سے بہتر تمتع کو سمجھتے ہیں اور اس کے بعد افراد کو اور اس بعد قران کو امام شافعیؒ کا قول ہے کہ افراد تمتع سے بہتر ہے اور تمتع قرآن سے بہتر ہے۔

حج کی قسموں اور اماموں کے اختلافات کو مدنظر رکھتے ہوئے سہولت بھی اور فائدہ بھی حج تمتع میں رہتا ہے اور اکثر حاجی یہی حج کرتے ہیں۔ اور میں بھی آپکو یہی مشورہ دوں گا کہ آپ تمتع حج کریں۔ لیکن بدرجہ آخر آپ کی مرضی پر منحصر ہے۔ جب آپ احرام باندھ لیں اور میقات کا وصل ہو جائے تو

آپ ان الفاظ سے نیت کریں۔

نَوَیْتُ الْعُمْرَةَ وَاَحْرَمْتُ بِهَا لِلّٰهِ تَعَالٰی — کہ میں نے عمرہ کی نیت کی اور اسی کا میں نے اللہ تعالیٰ کیلئے احرام باندھا ہے

اگر افراد کرنا ہو تو یوں کہے کہ

نَوَیْتُ الْحَجَّ وَاَحْرَمْتُ بِهٖ لِلّٰهِ تَعَالٰی — کہ میں نے حج کی نیت کی اور اسی کا میں نے اللہ تعالیٰ کیلئے احرام باندھا ہے

اور اگر قران کرنا ہو تو اس طرح کہیں کہ

نَوَیْتُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ وَاَحْرَمْتُ بِهِمَا لِلّٰهِ تَعَالٰی — کہ میں نے حج اور عمرہ دونوں کی نیت کی اور ان دونوں کے لئے میں نے احرام باندھا ہے۔

نیت کر لینے کے بعد آپ کم از کم تین مرتبہ بلند آواز سے یہ لفظ پکاریں۔

لَبَّیْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ

میں حاضر ہو گیا اے اللہ میں تیرے دربار میں حاضر ہو گیا اے اللہ میں حاضر ہوں اے میرے اللہ تیرا کوئی شریک نہیں۔ میں تیرے دربار میں حاضر ہوں۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ تمام تعریفیں تیری ہی ہیں یا الٰہی ساری نعمتیں مجھے تو ہی نے عطا کی ہیں۔ اور ساری بادشاہی تیری ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔

اس دعا کو تلبیہ کہتے ہیں۔ یہ تلبیہ حاجی کا خاص ترانہ ہے۔ احرام باندھ لینے کے بعد تلبیہ کہنے سے بہتر کوئی عبادت نہیں۔ جتنا ہو سکے تلبیہ کہے اور جتنے بلند آواز سے ہو سکے تلبیہ کہے اور جب بھی تلبیہ کہے کم از کم تین مرتبہ ضرور کہے۔

خلاد بن سائبؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل امین نے آکر مجھے یہ پیغام دیا ہے کہ اللہ

تعالےٰ نے حکم دیا ہے کہ آپ اپنے ساتھیوں کو حکم دو کہ لبیک بلند آواز سے کہیں (ابوداؤد)

اور سہل بن سعدؓ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب حاجی لبیک کہتا ہے تو اس کے دائیں اور بائیں کے تمام پتھر، دیواریں، درخت اس کے ساتھ لبیک کہنا شروع کر دیتے ہیں اور پھر ان کی آواز کے ساتھ دوسرے درخت اور پتھر لبیک کہتے ہیں یہاں تک کہ مشرق سے لے کر مغرب تک ساری دنیا اس آواز سے گونج اٹھتی ہے

اور عبداللہ بن عمرؓ کی روایت میں ہے کہ ایک آدمی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا کہ یا رسول اللہ سب سے بہتر حج کونسا ہے تو آپ نے فرمایا جس میں قربانی زیادہ دی جائے اور لبیک بلند آواز سے کہی جائے (ابن ماجہ)

جیسا پہلے عرض کیا گیا ہے کہ حاجی کے لئے لبیک سے بڑھ کر اور کوئی ذکر اور عبادت بہتر نہیں ہے۔

اب احرام کے بعد حاجی کو ہر وقت لبیک کہنا چاہیئے اور خاص طور پر جب ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف انتقال کرے۔

مثلاً اوپر چڑھنے کے وقت۔ نیچے اترنے کے وقت۔ اسی طرح ہر نماز کے بعد لبیک کہے۔ کسی دوست سے ملے تو لبیک کہے۔

امام مالکؒ نے فرمایا ہے کہ اگر احرام صرف عمرہ کا ہو تو خانہ کعبہ میں داخل ہونے تک اسے لبیک کہنا ہوگا۔

اور اگر حج یا حج اور عمرہ دونوں کا احرام ہو تو طواف قدوم کے وقت تک

لے ترمذی

لبیک کہے اور طواف کرتے وقت چھوڑ دے۔ کیونکہ طواف کی دعائیں لبیک کے قائم مقام ہو جاتی ہیں۔ طواف کے بعد پھر لبیک شروع کر دے یہانتک کہ میدان عرفات میں زوال آفتاب کے بعد اسے ختم کر دے۔

اور امام شافعیؒ اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک لبیک کہنا احرام کا شعار و علامت ہے۔

طواف اور صفا مروہ کی دوڑ میں لبیک کہنا چھوڑ دے پھر شروع کر دے اور دس ذی الحجہ کو جمرہ عقبہ کو کنکر مارنے تک بدستور لبیک کہتا رہے۔

اور امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک اگر طواف اور سعی میں بھی لبیک آہستہ پڑھتا رہے تو یہ دعاؤں سے بہتر ہے۔

## تلبیہ کیا ہے

تلبیہ حقیقت میں اللہ تعالےٰ کی اس آواز کا جواب ہے جو خداوند تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان سے دی تھی جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت ابراہیم کو حکم دیا کہ

| | |
|---|---|
| وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ | کہ لوگوں کو حج کے لئے آواز دو (یعنی حج کا اعلان کرو) لوگ |
| رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ | پیدل چل کر بھی یہاں آئیں گے اور دبلی پتلی اونٹنیوں پر |
| كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ | بھی حاضر ہونگے اور دور دراز کے ملکوں سے آئیں گے۔ |

یہ تلبیہ اس آواز کا جواب ہے جو خدا تعالےٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی زبانی دلوائی تھی کہ لوگو حج کو آؤ اور میرے دربار میں حاضر ہو جاؤ تو حاجی اسی آواز کا جواب

دیتا ہے کہ یا الٰہی میں حاضر ہو گیا۔ میں تیرے دربار میں حاضر ہو گیا۔ اے اللہ تیرا کوئی شریک نہیں۔ میں تیرے سامنے حاضر ہوں اور اقرار کرتا ہوں کہ ساری تعریفیں تیری ہیں۔ احسان تیرے ہیں۔ حکومت اور اختیار تیرا ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں گویا حاجی اقرار کرتا جاتا ہے کہ یا اللہ میں تیرا فرمانبردار ہوں۔ میں نے تیری آواز کو قبول کر لیا ہے۔ میں تیرے حکموں کو تسلیم کرونگا۔ میں نے تیری حکمتوں پر سر کو جھکا دیا ہے۔ غرض حاجی اس آواز کو بار بار پکار کر اپنی غلامی اور اللہ تعالےٰ کی آقائی کا اقرار کرتا رہتا ہے۔ اسی لئے تلبیہ کو حج کا شعار قرار دیا گیا ہے اور بہترین حج وہ ہے جس میں بلند آواز سے لبیک کہا جائے۔ اتنا کہ اسے مسلسل پڑھنے سے تکلیف نہ ہو۔

اور عورتوں کے لئے لبیک اتنی آواز سے ضروری ہے کہ اس کے ساتھ کی عورت سن سکے۔

## تبدیلیٔ نیت

کسی حج کی نیت کر لینے کے بعد اس کو تبدیل کرنے کا آدمی کو اختیار نہیں رہتا۔

بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ جہاز ہی میں یا جدہ میں جا کر آدمی اپنے دوسرے ساتھیوں یا دوستوں کو دیکھتا ہے کہ انھوں نے اور قسم کے حج کی نیت کی ہے۔ مثلاً اس نے افراد کی نیت کی تھی اور اس کے ساتھیوں نے تمتع کی نیت کر رکھی ہے یا قران کی تو آدمی کا دل چاہتا ہے کہ میں بھی ان سے مل جاؤں۔

سو ایسا کرنا کسی حال میں بھی جائز نہیں ہے، ہاں صرف ایک صورت جائز ہے یہ کہ آدمی نے حج تمتع کی نیت کی ہو اور احرام صرف عمرہ کا باندھا ہو پھر اس کا خیال ہو کہ میں قران کر لوں تو وہ طواف عمرہ شروع کرنے سے پہلے پہلے قران کی نیت کر سکتا ہے۔ اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔

اور اگر طواف شروع کر چکا ہو تو پھر قرآن کی نیت بھی نہیں کر سکتا اور اسیطرح اگر حاجی نے افراد کی نیت کی ہو اور اس کے بعد وہ عمرہ کی نیت کرنا چاہے کہ میں تمتع کر لوں تو یہ کسی صورت میں بھی جائز نہیں ہے۔ اگرچہ ابھی طواف شروع نہ کیا ہو۔

اس لئے کہ عمرہ حج پر کبھی داخل نہیں ہو سکتا اور حج عمرہ پر داخل ہو سکتا ہے۔ لیکن امام ابو حنیفہؒ اس کے بھی قائل ہیں بشرطیکہ اس نے ابھی طواف شروع نہ کیا ہو۔ امام صاحب کے اس فتوے کی بنیاد معلوم نہیں کیا چیز ہے بظاہر اس کی کچھ سمجھ نہیں آتی۔ کیونکہ اصول کے خلاف ہے اور وہ یہ ہے "عمرہ حج پر کبھی داخل نہیں ہو سکتا"

اس لئے نیت کرنے سے پہلے اپنے ساتھیوں سے صلاح مشورہ کر لینا چاہیئے کہ تم کونسا احرام باندھو گے۔

اگر مدینہ منورہ جانے کا پہلے ارادہ ہو تو یلملم سے آپ احرام نہ باندھیں بلکہ جدہ اتر کر سیدھے مدینہ منورہ بغیر احرام کے چلے جائیں وہاں سے واپسی پر مدینہ منورہ کے میقات (ذوالحلیفہ) سے احرام باندھیں (مدینہ منورہ کی زیارت کے احکام اور متعلقات آخر میں درج کئے جائیں گے تاکہ حج کے احکام مسلسل ایک

ہی جگہ جمع ہو جاتی ہیں۔

# جدّہ

یلملم پہاڑی کے گذرنے کے بعد جدہ تقریباً ایک دن کا سفر باقی رہ جاتا ہے۔ جدہ کی آمد کی اطلاع پہلے ہی سے دے دی جاتی ہے۔ ایک نیا ولولہ طبیعت میں پیدا ہو جاتا ہے۔ جوش و خروش بڑھ جاتا ہے۔ اور لبیک لبیک کی صدائیں ہر طرف سے آتی ہیں۔

جدہ سے قریباً ایک میل کے فاصلہ پر جہاز آ کر رک جاتا ہے جہاز کا عملہ بڑی مستعدی سے کام کرنے لگتا ہے۔

سب سے پہلے جہاز پر سعودی عرب کا جھنڈا نصب کیا جاتا ہے جس پر کلمہ طیبہ لکھا ہوتا ہے (اس کلمہ پاک لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ کو دیکھ جو خوشی پیدا ہوتی ہے وہ حد بیان سے باہر ہے)

اس کے بعد جہاز کی صفائی شروع ہوتی ہے قریباً گھنٹہ ڈیڑھ کے بعد ایک سرکاری لانچ پر ایک ڈاکٹر (سول سرجن) اور ایک بحری کپتان بیٹھ کر آجاتے ہیں۔ پہلے جہاز کا معائنہ کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد عرب کپتان جہاز کو اپنی تحویل میں لے لیتا ہے اور جہاز ساحل سمندر کی طرف حرکت کرنے لگتا ہے۔ تھوڑی دیر میں جہاز بندرگاہ کے پلیٹ فارم پر آ کر رک جاتا ہے اور حجاج کرام کو کہا جاتا ہے کہ صرف اپنے پاسپورٹ لے کر باہر آ جاؤ۔ چنانچہ سامان جہاز ہی میں چھوڑ کر سب حاجی باہر آجاتے ہیں

جب عرب کی سرزمین پر پاؤں رکھے جاتے ہیں تو الحمد للہ الحمد للہ۔ یا اللہ تیرا شکر یا اللہ تیرا شکر کی دلنواز صدائیں ہر طرف سے آنے لگتی ہیں۔ آہ یہ وہ سر زمین ہے جس کو مدتوں یہ لوگ ترستے رہے تھے آج ان لوگوں کی مرادیں اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے بر آئی ہیں۔

آج دامن امید بڑا وسیع نظر آرہا ہے۔ خدا تعالےٰ کی رحمت اور برکت اترتی اور برستی معلوم ہوتی ہے۔ اور اس زمین کا نقشہ آنکھوں میں پھرنے لگتا ہے۔

جہاں خدا تعالےٰ کے آخری رسول نے لوگوں کو حق کی دعوت دی تھی۔ جہاں سے انسانیت ایک نئے دور میں داخل ہوئی تھی۔ جہاں سے دنیا کو تہذیب وتمدن سکھلانے کے لئے ہزاروں کی تعداد میں معلم دنیا کے آخری کناروں تک پھیل گئے تھے۔

الغرض جب آپ جدّہ شریف پہنچ جائیں تو مندرجہ ذیل امور کی طرف توجہ فرماویں۔

(۱) اپنا پاسپورٹ اپنے ہاتھ میں رکھیں کہ آپ کو دکھانا ہوگا (۲) اپنے سامان کو اکٹھا اور محفوظ کر کے رکھ دیں اور اترنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ (۳) اترنے میں جلدی نہ کریں کہ اس سے ہمراہیوں کو بھی اور اپنے آپ کو بھی تکلیف ہوتی ہے (۴) اپنے معلم کے متعلق فیصلہ کریں کہ آپ کونسے معلم کو اپنا معلم بنانا چاہتے ہیں۔ کیونکہ عنقریب آپ سے پوچھا جائے گا کہ آپ کونسے معلم کو پسند کرتے ہیں۔ اور معلم کے نام کو خوب یاد

دکھیں۔ جب آپ کسی معلم کا نام بتا دیں گے تو اس معلم کا ایجنٹ (وکیل) آپکو آگے بڑھ کر لے لیگا (بعض دفعہ معلم خود بھی جدہ پہنچ جاتے ہیں) (۵) آپ جہاز سے اتر کر محکمہ کسٹم کے میدان میں پہنچ جائیں اور وہاں جاکر اپنا سامان تلاش کرلیں (۶) وہاں سے سامان اٹھواکر قلی کے ساتھ ہو جائیں اور وکیل کے دفتر میں پہنچ جائیں۔ وکیل آپ کے سفر کی تمام سہولتیں مہیا کرے گا اور آپ کے سفر کے لئے حکومت سے اجازت حاصل کریگا۔

اس لئے آپ بلا جھجک اپنا پاسپورٹ وکیل کو دے دیں اور اس سے پاسپورٹ کی رسید حاصل کرلیں۔

(۷) وکیل کو بتائیں کہ آپ پہلے مدینہ منورہ جانا چاہتے ہیں یا مکہ مکرمہ تاکہ وہ آپ کے لئے آپ کی منشا کے مطابق لاری کا بندوبست کر سکے۔

(نوٹ) جہاز سے اترتے ہی پلیٹ فارم پر حکومت کی لاریاں کھڑی ہوتی ہیں جن پر "الشرکۃ العربیہ" لکھا ہوتا ہے۔ آپ ان میں آکر بیٹھ جائیں۔ وہ آپ کو محکمہ کسٹم کے میدان میں لے آئیں گی یہ میدان اوپر سے تمام کا تمام مسقف ہے (یعنی اس پر چھت ہے) یہاں پانی کا بندوبست بھی ہے غسل خانے بیت الخلا سب کچھ ہے۔ یہاں لاری سے اتر کر آپ دروازہ پر آجائیں یہاں گورنمنٹ سعودیہ عربیہ کا ایک افسر اعلیٰ کھڑا ہوتا ہے وہ ہر ایک حاجی سے فرداً فرداً پوچھتا جاتا ہے کہ آپ کا معلم کون ہے۔

جس معلم کا نام حاجی بیان کرے اس کا ایجنٹ آگے بڑھ کر اس کو ساتھ لے لیگا۔ اور اپنے آدمیوں میں جاکر چھوڑ آئے گا۔

معلموں کے وکیل دونوں طرف قطار بنا کر کھڑے ہوتے ہیں یہاں کوئی آدمی کسی کو ورغلا نہیں سکتا اور نہ ہی کسی قسم کی کوئی ترغیب یا لالچ یا دھمکی دے سکتا ہے۔ اس لئے آپ جس معلم کو پسند کریں بلا روک ٹوک اسی کا نام لیں۔

جب تمام حاجی آجاتے ہیں تو پھر وکیل اور حجاج سامان کی تلاش کرتے ہیں۔ سامان کی بہت بری حالت ہوتی ہے۔

پہلے تو کرینوں کے ذریعہ سامان اترتا ہے پھر ٹرک لد لد کر آتے ہیں اور سامان نیچے اوپر جمع ہوتا جاتا ہے بلا مبالغہ نیچے کے سامان پر ہزاروں من وزن چڑھ جاتا ہے۔ کئی بوریاں پھٹ جاتی ہیں۔ کئی سوٹ کیس۔ ٹرنک اور بیگ ٹوٹ پھوٹ جاتے ہیں اس لئے حج کے سفر میں کوئی کمزور بوری یا سوٹ کیس وغیرہ ساتھ نہ لے جائیں بلکہ بہتر ہو کہ بوریاں دوہری رکھیں اور ٹرنک بڑے مضبوط لے کر جائیں۔ اور اپنے سامان پر موٹے حروف میں اپنا اور معلم کا نام تحریر کریں اور سیاہی بہت گہری اور شوخ رکھیں تاکہ سہولت سے سامان تلاش کیا جاسکے۔ جب آپ سامان اکٹھا کرلیں تو محکمہ کسٹم کے کسی افسر کو بلا کر دکھائیں عرب کی حکومت میں اول تو کسٹم سرے سے ہے ہی نہیں اور بعض چیزوں پر ہے بھی تو وہ اتنا کم ہے کہ صفر کے برابر ہے

سامان کا معائنہ صرف اس لئے ضروری ہے کہ کسی مسافر کے پاس کوئی خطرناک چیز نہ ہو جب افسر آپ کے سامان پر نشان کردے گا تو باہر لاریاں کھڑی ہوں گی پھر آپ کو کہا جائیگا کہ سوار ہو جاؤ وہ لاریاں آپ کو

مسافر خانہ "مدینۃ الحجاج" حاجی کیمپ میں لے جائیں گی۔ اور سامان پھر ٹرکوں پر لد کر آئے گا۔ پھر وہی مصیبت آپ کو کرنی پڑے گی۔

یہاں معلم کا وکیل رہائش کے لئے آپ کو کمرہ دے دیگا۔ آپ کمرہ دیکھنے کے بعد پھر اپنا سامان تلاش کریں۔ سامان مل جانے پر معلم کے مزدور کو آواز دیں وہ آپ کا سامان اٹھا کر بلا معاوضہ آپ کے کمرہ میں چھوڑ آئے گا۔

مثلاً آپ کا معلم عبدالحی داؤد ہے تو آپ آواز دیں یا جبیر عبدالحی تو ملازم حاضر ہو جائے گا

اس کے بعد معلم کا وکیل آپ سے فیس معلّمی وصول کرے گا۔ اور آپ کو رسید دے دیگا آپ اس رسید کو محفوظ رکھیں اور یہیں آپ سے پاسپورٹ بھی لئے جائیں گے۔ آپ اپنے پاسپورٹ دیدیں اور وکیل سے اس کی رسید بھی لے لیں۔

اس کے بعد آپ کو بینک سے کرنسی تبدیل کرانا ہو گی۔ یعنی پاکستانی نوٹ جن پر حکومت عرب کی مہر لگی ہو گی وہ آپ بینک میں جمع کرا دیں گے اور اس کے بدلے آپ کو عرب کا سکہ "ریال" مل جائے گا۔ خواہ آپ نوٹ لے لیں یا نقد روپیہ۔ اس کے علاوہ مدینۃ الحجاج میں جگہ جگہ بیوپاری ریال لیکر بیٹھے ہوتے ہیں۔ اگر آپ بینک نہ جانا چاہیں تو اُن سے تبدیل کرالیں یہ چار آنے فی سینکڑہ کمیشن لیتے ہیں اس کے بعد آپ کا کام ختم ہوا۔

آپ اب آزادی سے شہر جدہ کی سیر کریں آؤ ہیں بھی اس سیر میں

آپ کی کچھ مدد کر دوں۔

عرب ممالک میں چونکہ مسافت کی پیمائش ہمارے ملک کی طرح میل فرلانگ وغیرہ میں نہیں ہے بہتر ہے کہ مسافت کو ظاہر کرنے کے لئے پہلے عرب مسافت کے پیمانوں کا کچھ تذکرہ کر دوں کیونکہ آگے کتاب میں مسافت انہی پیمانوں سے بیان کی جائے گی۔

# حساب مسافت

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| دس ملی میٹر کا | ایک | سنٹی میٹر | ۱۷۶۰ گز کا | ایک | میل |
| دس سنٹی میٹر کا | ایک | ڈیسی میٹر | ۱۶۰۹ میٹر کا | ایک | میل |
| دس ڈیسی میٹر کا | ایک | میٹر | ۱۰۸۶ گز کا | ایک | کلومیٹر |
| ہزار میٹر کا | ایک | کلومیٹر | ۸ کلومیٹر | قریباً پانچ | میل |

اس کے بعد آپ لگے ہاتھوں مشہور مقامات کی مسافت بھی سن لیں۔

جدہ سے مکہ مکرمہ تک } ۷۵ کلومیٹر۔ لاریاں عموماً دو گھنٹے میں پہنچ جاتی ہیں اور گھوڑا اونٹ دو دن میں پہنچتے ہیں۔

جدہ سے مدینہ منورہ تک } ۲۵۰ کیلومیٹر۔ لاریاں عموماً پندرہ سولہ گھنٹہ میں پہنچتی ہیں اور دوسری جاندار سواریاں دس دن میں پہنچتی ہیں۔

مدینہ منورہ سے ینبوع تک۔ ۲۵۰ کیلومیٹر۔

مکہ مکرمہ سے عرفات تک } ۲۵ کیلومیٹر۔ لاریاں عموماً پون گھنٹہ میں پہنچتی ہیں۔ اور جانور پانچ گھنٹہ میں۔

مکہ مکرمہ سے ۸۰ کیلومیٹر۔ (عموماً لاریاں اڑہائی گھنٹہ میں پہنچتی ہیں اور جانور
طائف تک } تین دن میں)

ان تمام راستوں میں پانی کی افراط ہے۔ قہوہ خانے موجود ہیں اور اس کے علاوہ صحت برقرار رکھنے کے لئے ہر جگہ شفا خانے موجود ہیں۔

# مکہ مکرمہ کے اندر کی مسافت

| | |
|---|---|
| صفا پہاڑی سے مروہ تک ۳۷۶ میٹر | باب بنی شیبہ سے جنۃ المعلیٰ تک ۲۴۰۰ میٹر |
| جنۃ المعلے سے ست تک ۲۳۷۸ میٹر | مبیل ست سے جمرۃ العقبےٰ تک ۳۱۲۰ میٹر |
| جمرۃ العقبہ سے جمرۃ الوسطی تک ۱۵۶ میٹر | جمرۃ وسطی سے جمرۃ اولیٰ تک ۱۱۶ میٹر |
| جمرۃ اولیٰ سے وادی محسّر کے آخر تک ۳۵۲۸ میٹر | وادی محسّر کے آخر سے مازمین کے راستہ تک ۲۸۱۲ میٹر |
| ابتدائے مازمین سے حد حرم تک ۲۳۷۴ میٹر | حد حرم سے عرفات کے شروع تک ۱۵۵۳ میٹر |

ابتدائے عرفات سے جبل رحمت تک ۱۵۵۳ میٹر

ان مقامات کی تشریح اپنے اپنے موقعہ پر بیان کی جائے گی۔

# شہر جدّہ

شہر جدہ بحیرہ احمر کے مشرقی کنارہ پر واقع ہے۔ ۳۹ درجہ اور دس دقیقہ طول بلد اور ۲۱ درجہ اور ۲۸ دقیقہ عرض بلد اس کا محل وقوع ہے۔

ابتدا میں یہ ایک چھوٹی سی بستی تھی اس میں بنو قضاعہ اسلام سے پہلے آباد تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے خلافت کے زمانہ میں یہاں تشریف لائے

تو لوگوں نے ان سے اس بستی کے محل وقوع کے اچھا نہ ہونے کی شکایت کی اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ یہاں سے قریباً بیس کیلومیٹر شمال کی طرف ایک بہترین جگہ ہے اگر آپ وہاں بستی کی آبادی کو منتقل کر دیں تو بہت اچھا ہو۔ چنانچہ خلیفہ ثالث نے اس جگہ کا معائنہ کیا اور اسے پسند کیا۔ چنانچہ وہاں ایک شہر آباد کیا گیا جس کا نام جدہ رکھا گیا کیونکہ یہ ساحل سمندر پر واقع تھا۔ پہلی بستی کا نام شعیبیہ تھا۔ اس وقت سے لیکر برابر اس شہر میں اضافہ ہوتا رہا۔

جدہ کے چاروں طرف ایک فصیل بنی ہوئی ہے جس کے پانچ کونے (ضلعے) ہیں۔

مغربی ضلع ساحل سمندر پر واقعہ ہے اور اس کا طول ۵۷۶ میٹر ہے۔ اور ضلع بحری ۵۷۶ میٹر ہے۔ اور مشرقی ۵۰۴ میٹر ہے اور جنوب مشرقی ضلع ۵۱۳ میٹر ہے اور جنوبی ۸۱۰ میٹر ہے۔ ہر ایک ضلع کی دیوار میں دروازے ہیں مشرقی دروازے کو باب مکہ کہا جاتا ہے اس دیوار کو سلطان غوری مصر کے بادشاہ نے ۹۱۵ھ میں بنوایا تھا۔ یہ دیوار جگہ جگہ سے اب ٹوٹ چکی ہے اور کہیں کہیں اس کا بالکل کوئی نام ونشان نہیں ہے۔

جدہ کی عام سڑکیں بے قاعدہ سی ہیں اس میں آج کل اندازاً آٹھ ہزار کے قریب مکانات ہیں ان میں سے اکثر پرانی طرز کے ہیں۔ یعنی بے ترتیب پتھر جوڑ کر مکانات بنا لئے گئے ہیں۔ اور بعض مکانات سمندری پتھر کے بھی ہیں یہ پتھر بڑا سخت اور ہلکا ہوتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی نہایت خطرناک بھی ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کو آگ لگ جاتی ہے اور جلنے لگتا ہے۔ آگ لے

سلگنے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں آتش گیر مادہ فاسفورس پایا جاتا ہے البتہ اب نئی عمارات بڑی شاندار بن رہی ہیں جدہ کی بندرگاہ کے قریب جو مکانات بنائے گئے ہیں وہ امریکی طرز کے بہترین نمونے ہیں اور مکانات دو تین چار منزلہ ہیں۔

اب بیرونی آبادی میں سڑکیں بڑی کشادہ اور صاف بنائی گئی ہیں مکانات کافی ہوادار ہیں۔ اور اس بات میں نئے اور پرانے مکانوں میں کوئی فرق نہیں ہے پہلے روشنی کا انتظام شہر کی کمیٹی کی طرف سے تھا لالٹین (بتیوں) سے روشنی کی جاتی تھی۔ اب یہاں بجلی ہے روشنی کا انتظام بہت اچھا ہے۔

جدہ میں پہلے پانی کا کوئی انتظام نہ تھا لوگ تالابوں وغیرہ سے پانی لا کر حاجیوں کے ہاتھ فروخت کرتے تھے۔ یہ پانی علاوہ گندا ہونے کے کسیلا اور نمکین بھی ہوتا تھا۔

بڑی مدت تک حکومت کوشش کرتی رہی کہ نہر رغامہ سے پانی لا کر یہاں ڈالا جائے لیکن عرب لوگ ہمیشہ اس کی مخالفت کرتے رہے کوئی مزدور نہ ملتا اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ یہ لوگ حاجیوں کے ہاتھ بڑا مہنگا پانی فروخت کیا کرتے تھے۔

نہر رغامہ مدینہ منورہ سے مشرق کی طرف بیس کیلو میٹر پہ ایک نہر ہے ابتدا میں اس نہر سے پانی لایا بھی گیا تھا۔ لیکن بعد میں یہ راستے سارے بند ہو گئے جدہ کے لوگوں نے اسے غنیمت سمجھا۔

بعد میں حکومت نے اپنے بل بوتے پہ تمام رکاوٹوں کو دور کر کے اس نہر سے پانی جدہ میں لا ڈالا۔ اب جدہ میں پانی کی کوئی تکلیف

نہیں ہے بافراط ملتا ہے۔

جدہ تجارت کا بہت بڑا مرکز ہے یوں سمجھئے کہ مکہ مکرمہ کے علاوہ عرب کا کوئی شہر اس کی تجارت کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ یہاں کی عام تجارت۔ موتی۔ مونگا۔ لبند۔ تسبیح۔ ریشمی رومال۔ عطر۔ شالیں۔ کمبل۔ ریشمی کپڑا۔ مشک پکھالیں۔ چمڑا اور مخملی مصلوں پر منحصر ہے۔

غلہ وغیرہ بیس سے پہلے یہاں ہر طرح کا غلہ دستیاب ہوتا تھا۔ خصوصاً گندم کی سب سے بڑی منڈی تھی کیونکہ یہ گندم۔ ہندوستان مصر۔ شام۔ اور جاوہ وغیرہ سے آتی تھی اب غلہ منڈی قریباً تباہ ہو چکی ہے کیونکہ اب امریکہ سے میدہ آ جاتا ہے اور سارے عرب کا گذارہ قریباً اسی پہ ہے۔

جدہ کے عام بازار شمالاً جنوباً ہیں۔ شمال میں مختلف حکومتوں کے قونصل خانے ہیں۔ جدہ کا جنرل پوسٹ آفس بھی اسی طرف ہے اور اس کے پاس ہی ٹیلیفون کا مرکز ہے۔

جدہ کی آبادی قریباً ایک لاکھ کے لگ بھگ ہے اس میں وہ آبادی بھی شامل ہے۔ جو شہر جدہ کے باہر جھونپڑیوں میں رہنے والے بدویوں پہ منحصر ہے۔

یہاں کی آبادی مخلوط ہے۔ ایران۔ ہندوستان و پاکستان۔ بخارا کے کافی لوگ یہاں آباد ہیں چند ایک عیسائی بھی ہیں جن کی تعداد دو چار سو سے زیادہ نہیں اور ان میں سے اکثر ذمی ہیں۔

جدہ کے دولت مند لوگ اکثر یہی ہیں۔ جو باہر سے آکر یہاں آباد ہوئے ہیں۔ ان میں سے بعض وہ بھی ہیں جن کی دولت کئی ملین تک ہے۔ (ایک ملین دس لاکھ کا ہوتا ہے اسکا عربی تلفظ ملیون ہے)

شہر میں اعلیٰ تعلیم کا کوئی خاص بندوبست نہیں ہے چند ایک ابتدائی مدارس ہیں۔ جن میں سے ایک "مدرستہ الاصلاح" ہے اس میں قریباً ۲۰۰ کے لگ بھگ طلباء کی تعداد ہے اور دوسرا "مدرستہ رشیدیہ" ہے اس میں قریباً چار سو کے قریب طلباء پڑھتے ہیں۔ یہ مدرسہ حکومت کا ہے۔ باقی دو چار چھوٹے چھوٹے مدرسے اور بھی ہیں۔

یہاں سے پہلے ایک اخبار بھی نکلتا تھا جس کا نام "جریدہ اصلاح" تھا آج کل یہ اخبار بھی بند ہو چکا ہے۔

یہاں ایک پریس بھی ہے۔ جس میں عربی اور اردو کی طباعت ہوتی ہے یہ دونوں خط عربی ٹائپ ہیں۔ سارے عرب میں لیتھو کی چھپائی کا کوئی بندوبست نہیں ہے۔

جدہ میں چند ایک پرانی تاریخی مسجدیں ہیں جن میں سے مسجد حنفی مسجد مالکی مسجد شافعی اور مسجد حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کی مسجدیں خاص طور پر قابل ذکر ہیں آخر الذکر مسجد بہت بڑی ہے۔ مدینۃ الحجاج میں حکومت نے ایک نئی مسجد بنوائی ہے جو عمارت کے لحاظ سے ایک بہترین نمونہ ہے۔ کافی وسیع ہے۔ بجلی وغیرہ کا انتظام بہت اچھا ہے۔

جدہ سے جنوب کی طرف شہر سے باہر عیسائیوں کا قبرستان

ہے جس کے اردگرد دیوار بنی ہوتی ہے دروازہ پر ایک چوکیدار بیٹھا رہتا ہے جو عیسائیوں کے سوا کسی کو قبرستان میں جانے نہیں دیتا۔ اور شہر سے مشرق کی طرف مسلمانوں کا قبرستان ہے باب مکہ سے باہر نکل جائیں تو ایک کیلومیٹر کے فاصلہ پر قبرستان واقعہ ہے۔ قبرستان کی چاروں طرف دیوار ہے۔ مغرب کی جانب اسکا دروازہ ہے۔ دروازہ سے داخل ہوتے ہی سامنے ایک بہت لمبی قبر شمالاً جنوباً واقعہ ہے اس کی لمبائی ۱۵۰ میٹر کے قریب ہے پہلے ایک میٹر کے قریب اس کی بلندی تھی اب اس کی بلندی کو ایک بالشت کے برابر کر دیا گیا ہے اور اس کا عرض قریباً ۳ میٹر ہے۔ یہی وہ قبر ہے جسے ہماری ماں حوا رضی اللہ عنہا کی قبر بتایا جاتا ہے اس کے ایک طرف ایک مکان کے کھنڈرہیں کہتے ہیں کہ یہ مکان بنو قضاعہ کا تھا وہ اسلام سے قبل اس جگہ رہتے تھے اور حضرت حوا رضی اللہ عنہا کی قبر کی پوجا کیا کرتے تھے۔ یہ مکان ان پجاریوں کا ہیکل تھا۔

کسی صحیح تاریخ کی کتاب سے حضرت حوا رضی اللہ عنہا کی قبر کا جدہ میں ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ لیکن مشہور عام یہی ہے اور ایک لحاظ سے لسے عقل بھی تسلیم کرتی کرتی ہے کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا رضی اللہ تعالٰے عنہا کا اس علاقہ میں آنا اور رہنا ثابت ہے۔

احادیث میں حضرت آدم کا مکہ مکرمہ میں رہنا اور جبل عرفات پر جانا ثابت ہے۔ حضرت حوا اور آدم علیہما السلام کی ہبوط کے بعد پہلی ملاقات ہی جبل عرفات پہ ہوئی تھی۔ اس لئے قرین قیاس یہی ہے کہ یہ قبر جیسا کہ مشہور ہے واقعی حضرت

حوا رضی اللہ عنہا کی ہو۔

لیکن ایک شبہ ضرور ہے اس کا کوئی حل نہیں ملتا۔ وہ یہ کہ عرب کے لوگ جاہلیت کے زمانہ میں بڑے بڑے بزرگوں اور اپنے آباؤ اجداد کی مصنوعی قبریں تیار کرتے اور ان کے پاس ہی ایک ہیکل تعمیر کر دیتے اور ایک بت خانہ بنا کر اس میں اس بزرگ کی مورتی بنا کر رکھ دیتے اور اس کی پوجا کیا کرتے تھے۔

چنانچہ ایک ایک آدمی کے نام کے کئی کئی ہیکل تعمیر ہو جاتے اور ہر جگہ ان کی قبریں بنا دی جاتیں اور بعض دفعہ کسی ایسے علاقہ میں ان کی قبریں ہوتیں جس میں انکا جانا تاریخی طور سے ثابت ہی نہ ہوتا۔

چنانچہ اسی طرح کی اور بھی کئی قبریں ہیں مثلاً بنو ہذیل سواع بت کی پرستش کیا کرتے تھے اور یہ سواع حضرت شیث علیہ السلام کے بیٹے کا نام ہے۔ بنو ہذیل نے ان کے نام کا ہیکل تعمیر کیا بعد ازاں بنو ہذیل دو علاقوں میں تقسیم ہو گئے کچھ لوگ یمن میں آباد ہو گئے اور کچھ شام میں چلے گئے ان کی قدیم بستیاں مکہ مکرمہ کے شمال اور جنوب میں واقعہ تھیں۔ پھر جب یہ لوگ یمن اور شام میں گئے تو انہوں نے وہاں جا کر بھی ہیکل تعمیر کئے اور ان کی قبریں بنا لیں۔

اسی طرح بنو کلب اور مراد اور ہمدان اور حمیر کے قبائل ود۔ یغوث اور یعوق اور نسر بتوں کی پوجا کیا کرتے تھے۔ ان بتوں کے نام قرآن مجید میں بھی آئے ہیں انہی کی پوجا پر حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کو اصرار تھا اور اور اسی وجہ سے وہ قوم غرق ہوئی تھی۔ یہ چاروں حضرت سواع ابن شیث علیہ السلام

کے بیٹے ہیں ان کے نام کے کئی ہیکل عرب میں پائے جاتے تھے۔

باقی رہا اس قبر کی لمبائی کا معاملہ تو یہ بھی کسی صحیح طریقہ سے ثابت نہیں ہوتا کہ واقعی ان کا قد اتنا ہی لمبا تھا۔

اصل یہ ہے کہ عرب کے بت پرستوں نے ان چیزوں کو یونان کے بت پرستوں سے لیا تھا اور وہ ستاروں کے لئے بھی ہیکلیں تعمیر کیا کرتے تھے۔

چنانچہ عرب لوگوں نے بھی ستاروں کے ہیکل تعمیر کئے۔ ان میں سے ایک ہیکل تو وہ ہے جیسے ضحاک (بادشاہ) نے صنعاء یمن میں زہرہ ستارہ کے نام سے تعمیر کیا تھا۔ اس ہیکل کا نام غمدان تھا۔

چنانچہ جب یہ علاقہ فتح ہوا تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اس ہیکل کو برباد کر دیا۔

اسی طرح یونانی لوگ مریخ ستارہ کے نام کے مستطیل شکل کے ہیکل تعمیر کیا کرتے تھے۔

اس کے علاوہ عرب کے قرب وجوار میں بعض ایسی قبریں پائی جاتی ہیں جن کو کسی نہ کسی نبی کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔

چنانچہ اسکلہ اناطولی کے قریب ایک قبر پائی جاتی ہے جو بیس میٹر کے قریب لمبی ہے اسے حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کی قبر بتایا جاتا ہے حالانکہ یہ قطعی طور پر ثابت ہے کہ حضرت یوشع اس علاقہ میں نہیں گئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بت پرستوں نے ایک قبر بنائی جیسے کہ وہ بت بھی

بنایا کرتے تھے) اور اس کی پوجا شروع کر دی۔

اسی طرح ایک قبر کرک نوح (شام کے علاقہ) میں قریباً ۳۰ میٹر کے قریب لمبی پائی جاتی ہے۔ اسے حضرت نوح علیہ السلام کی قبر بتایا جاتا ہے۔

اسی طرح ایک قبر دمشق کے قریب چالیس میٹر لمبی حضرت شیث علیہ السلام کی طرف منسوب ہے۔

اور قدس خلیل کے پاس ایک قبر کافی لمبی پائی جاتی ہے کہا جاتا ہے کہ یہ حضرت موسٰے علیہ السلام کے چرواہے کی قبر ہے اور حسن الراعی کی قبر کے نام سے مشہور ہے۔

ان چیزوں کی بنا پر یہ شبہ ضرور رہ جاتا ہے کہ ممکن ہے کہ یہ قبر بھی ان بت پرست قوموں کے نشانات میں سے ہو اور بعد میں اس پر کوئی قبہ وغیرہ بنا دیا گیا ہو۔

اس کے علاوہ علامہ ابن جبیر نے اپنی کتاب رحلۃ میں جس کو آپ نے ۵۸۷ھ میں لکھا فرمایا ہے کہ "جدہ میں ایک پختہ گنبد بنا ہوا ہے کہا جاتا ہے کہ حضرت حوّا رضی اللہ عنہا جب مکہ مکرمہ کو گئیں تو یہاں آپ نے قیام فرمایا تھا۔ بعد ازاں لوگوں نے اس مقام کو متبرک سمجھ کر ان کے نام کا قبہ بنا دیا واللہ اعلم"

اس کے علاوہ ایک اور چیز بھی قابل ذکر ہے وہ یہ ہے کہ اس قبر کے تین حصے ہیں۔ شمال اور جنوب ہیں ایک حصہ کو سر بتایا جاتا ہے اور ایک کو حصہ قدم اور ان کے درمیان ایک جگہ پر ایک چھوٹا سا کمرہ بنایا گیا ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہاں حضرت حوّا رضی اللہ عنہا کی ناف ہے۔ ناف انسان کے قریباً

وسط میں ہوتی ہے۔ اگر ان کی تمام روائیتوں کو درست تسلیم کرلیا جائے تو یہ قبر فطرت انسانیہ کے بالکل خلاف ہے۔ کیونکہ سر کی طرف قریباً دو حصے قبر ہے اور پاؤں کی طرف ایک حصہ جہاں ناف کو بنایا جاتا ہے۔ اگر یہ صحیح ہے تو انسان کی شکل وصورت ایسی نہیں ہوتی۔ بہرحال اس قبر کے متعلق نہ تو یقینی طور پر یہی کہا جاسکتا ہے کہ واقعی یہ قبر حضرت حوّا رضی اللہ عنہا کی ہے اور نہ ہی یقینی طور پر انکار ہی کیا جاسکتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود ہم حضرت حوّا رضی اللہ عنہا اپنی ماں کا احترام کرتے ہیں وہ جہاں بھی ہو اور جس طرح بھی ہو۔

اب آپ عرب کی سرزمین پر آگئے ہیں مناسب ہے کہ عرب کے متعلق ضروری معلومات یہیں درج کردی جائیں۔

## جغرافیہ عرب!

عرب کے شمال میں شام کبریٰ مشرق میں بحیرہ احمر مغرب میں عراق اور خلیج فارس و بحیرہ عمّان اور جنوب میں بحیرہ ہند ہے۔

عرب کی اکثر زمین ریتلی ہے خصوصاً نجد حضرموت۔ حجاز۔ عسیر اور بلاد عمّان کا درمیانی علاقہ جسے صحرا کبریٰ کہا جاتا ہے۔ اس صحرا کا طول جغرافیائی دو درجہ اور عرض ڈیڑھ درجہ کے قریب ہے۔ اسکا نام ربع خالی بھی ہے یہ بالکل چٹیل میدان ہے ریت کے ٹیلوں کے سوا یہاں کوئی چیز نہیں ہے نہ پانی نہ درخت نہ سبزہ۔ اس صحرا کو عبور کرنا آسان کام نہیں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ تیز ہوا چلتی ہے اور اگر اس وقت کوئی قافلہ مصیبت کا مارا اسے عبور کر رہا ہو

توریت میں دب جاتا ہے۔ اور ختم ہو جاتا ہے۔ مذکورہ بالا شہروں کے ساحل البتہ کچھ آباد ہیں اور ان میں سبزی کثرت سے ہوتی ہے۔

عرب کے ملک کو شمالاً جنوباً ایک پہاڑی سلسلہ دو حصوں میں منقطع کرتا ہے اس پہاڑی سلسلہ کو "جبال سروات" کہا جاتا ہے ان پہاڑوں سے کافی چشمے اور نہریں نکلتی ہیں جس سے باغ اور کھیتیاں اور سبزیاں پیدا ہوتی ہیں۔

یمن کی پہاڑیوں کے دامن میں بہترین غلہ پیدا ہوتا ہے۔ حجاز کے پہاڑوں میں سے سب سے زیادہ مشہور پہاڑ "جبل ہدی" ہے اور طائف میں ایک پہاڑ "کرا" کے نام سے مشہور ہے "معان" کے علاقہ میں "جبل اخضر" سب سے زیادہ مشہور ہے اور نجد میں "جبل عارض" اور "جبل طویق" دو مشہور پہاڑ ہیں اور "شمر" کے علاقہ میں "جبل سلمی" سب سے زیادہ مشہور ہے یہ سارے کے سارے پہاڑ آباد ہیں ان میں اللہ تعالے نے کافی برکت رکھی ہے۔

عرب کو چھ حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ حجاز۔ یمن۔ ("عسیر" اسکے تابع ہے) حضرموت۔ عمان۔ بحرین۔ نجد (حسا کا علاقہ اسی کے ماتحت ہے)

# حجاز

حجاز ایک مستطیل علاقہ ہے اس کے مغرب میں بحیرۂ احمر اور مشرق میں ربع خالی یا "بادیۃ الکبریٰ" اور جنوب میں عسیر کا علاقہ اور شمال میں شام کا علاقہ ہے۔ شمال سے جنوب کی طرف اس کا طول پندرہ سو ۱۵۰۰ کیلومیٹر ہے اور عرض مشرق سے مغرب کی طرف تین سو ۳۰۰ کیلومیٹر اس کو شمال سے جنوب کی طرف "جبال سراۃ" کا سلسلہ

قطع کرتا ہے۔

ان پہاڑیوں میں سے بعض کی بلندی آٹھ ہزار ۸۰۰۰ قدم تک ہے ان میں پانی بافراط ہے۔ جنگل اور باغ کافی ہیں ان کے دامن میں بہت سی بستیاں آباد ہیں ان پہاڑیوں سے لیکر ساحل سمندر تک میدانی علاقہ چلا جاتا ہے۔ اس کو تہامہ کہا جاتا ہے۔ اس کا اکثر حصہ ریت ہے اور تھوڑا حصہ ایسا ہے جس میں زراعت ہوتی ہے۔ غلہ اور سبزیاں پیدا ہوتی ہیں۔

حجاز کی آبادی پینتیس ۳۵ لاکھ کے قریب ہے۔ مکہ مکرمہ۔ مدینہ منورہ اور جدّہ کے علاوہ باقی تمام آبادی بدّوؤں کی ہے انکا پیشہ ریوڑ چرانا ہے۔ البتہ ساحل سمندر کے قریب رہنے والے مچھلی کا شکار کرتے ہیں اور باقی کشتی رانی سے اپنی گذر اوقات کرتے ہیں۔

# یمن

یمن کا علاقہ عرب کے جنوب مغرب میں واقع ہے۔ اس کا طول شمالاً جنوباً ۷۵۵ کیلومیٹر ہے اور مشرق سے مغرب کی طرف عرض ۴۰۰ کیلومیٹر اس کی آبادی پچاس ...... لاکھ کے قریب ہے۔

یمن کا علاقہ دو حصوں میں منقسم ہے۔ ایک حصہ کا نام جوکہ میدانی ہے تہامہ ہے۔ یہ ساحل سمندر تک چلا جاتا ہے۔

اور دوسرا حصہ پہاڑی ہے یہ حصہ "جبال سراۃ" کا حصہ ہے۔ یہ پہاڑیاں ایک دوسرے سے ملی ہوتی ہیں۔ اور شمال سے جنوب تک یہ سلسلہ چلا جاتا

ہے ان میں سے سب سے اونچا پہاڑ "جبل کوکبان" ہے اس کی بلندی سطح سمندر سے قریباً تین ہزار میٹر ہے۔ یہ تمام پہاڑیاں آباد ہیں ان میں سے کافی چشمے پھوٹتے ہیں۔ جن سے کافی نہریں چلتی ہیں اور کھیتی باڑی کا کام ہوتا ہے۔

بعض نہریں مغرب کو بہتی ہیں اور بحیرہ احمر میں جاگرتی ہیں ان میں سے سب سے بڑی نہر "نہر سُرّف" ہے اور نہر "رکانون" قنفذہ کے جنوب میں بہتی ہے اور نہر "عاشور" "حلی" کے پاس اور نہر "سہام" "حدیدہ" کے پاس اور نہر "ہندان" جو کہ شہر "لغز" کے پاس سے گذرتی ہے اور نہر "کبیر" جو کہ شہر "محا" کے پاس سے بہتی ہوئی چلی جاتی ہے یہ سب نہریں بالآخر بحیرہ احمر میں جاگرتی ہیں

اور وہ نہریں جو بحیرہ ہند میں گرتی ہیں یہ ہیں نہر "میدان" یہ نہر عدن کی بندرگاہ کے قریب سمندر میں جاگرتی ہے۔ نہر "داما" اور نہر "شارد" یہ دونوں نہریں صنعاء کے قریب بہتی ہیں اور صحرا میں چلی جاتی ہیں ایک تو تاریخی پرانے شہر "مآرب" کے کھنڈرات کے پاس سے گذرتی ہے (اس شہر کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے) اور دوسری نہر "معین" کی طرف نکل جاتی ہے اور نہر "نجران" اور نہر "بیشہ" وغیرہ یہ سب نہریں بحیرہ ہند میں گرتی ہیں۔

اور اس کے علاوہ بعض برساتی نالے ایسے بھی ہیں جنکا پانی برسات کے موسم میں تو سمندر تک چلا جاتا ہے ورنہ ان کا پانی ریت میں جذب ہو کر راستہ ہی میں رہ جاتا ہے۔ اور بعض نہریں شمال اور مشرق کو بھی بہتی ہیں لیکن ان کا پانی ریت میں ہی ختم ہو جاتا ہے۔

یمن عرب کا سب سے زیادہ زرخیز علاقہ ہے۔ یمنی لوگوں کا قدیم زمانہ

سے رواج ہے کہ وہ ان نہروں پر جگہ جگہ بند بنا کر پانی کو حسب خواہش کام میں لاتے ہیں (قدیم زمانہ میں ان کا ایک بہت بڑا بند سدّ مآرب تھا جسکی تباہی سے یہ لوگ تباہ ہوئے تھے جس کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے) اسی لئے اس زمین میں کھیتی باڑی اور جنگلات اور باغات کا کافی وسیع سلسلہ ہے۔

یمن میں باجرا کی پیداوار سب سے زیادہ ہوتی ہے اور زیادہ گذارہ بھی ان لوگوں کا اسی پر ہے۔ اس کے علاوہ گندم۔ جو۔ مسور۔ تلی۔ چاول۔ کپاس اور دوسری سبزیاں بھی ہوتی ہیں۔ پھلوں میں سے آم۔ اخروٹ۔ آلو بخارا۔ انجیر وغیرہ پیدا ہوتے ہیں۔

یمن کی سرحد پر سب سے بڑا شہر "حدیدہ" ہے اس کی آبادی ساٹھ ہزار کے قریب ہے اور آبادی مخلوط ہے۔ حبشی۔ سومالی۔ ہندوستانی۔ جاوی فرانسیسی اور سوڈانی ہر ملک کے باشندے اس میں آباد ہیں۔ یہاں کی آب و ہوا بڑی ردّی اور نکمی ہے۔ یہاں سے ایک کچی سڑک صنعاء کو جاتی ہے یمن کا دارالخلافہ صنعاء ہے جو سطح سمندر سے ۲۵۰۰ میٹر بلند ہے۔ صنعاء کی آبادی پینتیس ہزار کے قریب ہے۔ یہاں بارش بڑی کثرت سے ہوتی ہے۔

یمن کی بندرگاہ عدن ہے جو ابھی انگریزوں کے قبضہ میں ہے۔ اور تجارت کا بہت بڑا مرکز ہے۔ یہ بندرگاہ بہت بڑی بندرگاہ ہے یہاں سے بصرہ اور بمبئی کو جہاز جاتے ہیں۔ عدن کی آبادی ستر ہزار کے قریب ہے

# عمان

عمان کی حکومت کو "امامت مسقط" کہا جاتا ہے۔ یہ عرب کے جنوب مشرق میں واقع ہے۔ عمان کے تمام ساحل آباد ہیں۔ ان پر کافی بستیاں ہیں اس کی لمبائی بائیس سو کیلومیٹر اور عرض تین سو کیلومیٹر ہے اس کا دارالخلافہ شہر "مسقط" ہے۔

اس کی جغرافیائی تقسیم اس طرح ہے کہ اس کا کچھ علاقہ ہموار میدان ہے۔ جسے تہامہ کہا جاتا ہے۔ یہ تقریباً چالیس کیلومیٹر ہے اس میں بہترین قسم کی کھجوریں پیدا ہوتی ہیں۔

اور دوسرا حصہ پہاڑی ہے اس میں سب سے بڑا پہاڑ "جبل خضر" ہے اس کی بلندی تین ہزار میٹر کے قریب ہے۔ ان پہاڑیوں پہ کافی جنگل ہیں جن میں لکڑی پیدا ہوتی ہے۔

ان پہاڑیوں کے درمیان نہایت سرسبز وادیاں ہیں جن کی آبپاشی نہروں اور چشموں سے ہوتی ہیں۔

عمان کی پیداوار کھجور۔ گندم۔ چاول۔ جو۔ برسیم وغیرہ ہیں اس کے علاوہ مختلف قسم کی سبزیاں بھی پیدا ہوتی ہیں۔ اخروٹ اور آم کے درخت کافی پائے جاتے ہیں۔ صندل کی لکڑی۔ گوند۔ تمباکو۔ مصبر۔ یہاں سے برآمد کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ عمان کی پہاڑیوں میں سے لوہا۔ قلعی۔ سکہ۔ گندھک۔ اور پہاڑی نمک بھی برآمد ہوتا ہے۔ عمان کے ساحل پر غوطہ لگانے کے لئے جگہیں تعمیر کی گئی

ہیں جہاں سے سمندر میں سے موتی نکالے جاتے ہیں۔ یہ غوطہ لگانے کے اڈے "صحار" اور "دمار" اور "مسقط" میں بہت زیادہ ہیں۔ ساحلی علاقہ میں رہنے والے اکثر مچھلی کا شکار کھیلتے ہیں۔

عمان کے شہروں میں گھوڑا۔ گائے۔ اور بکری اکثر پالی جاتی ہیں یہاں کی آب و ہوا گرم خشک ہے۔

عمان کے سارے علاقے کی آبادی بیس لاکھ کے قریب ہے اس کی پیمائش اسی ہزار مربع میل کے لگ بھگ ہے "مسقط" کی آبادی پینتیس ہزار کے قریب ہے۔ عمان کی ایک چھوٹی سی بندرگاہ بھی ہے۔ یہاں کے باشندے کچھ خانہ بدوش ہیں اور یہ سب عدنانی قبائل میں سے ہیں اور کچھ شہروں میں آباد ہیں اور یہ لوگ مخلوط ہیں۔ ان میں ہندوستانی۔ پاکستانی۔ بلوچستانی عربی۔ انگریز سب طرح کے لوگ موجود ہیں۔

## حضر موت

حضر موت کا علاقہ یمن اور عمان کے درمیان ہے۔ یعنی حضر موت بالکل جنوب مشرقی کونہ میں واقعہ ہے اور عمان کا علاقہ مشرق کی طرف مائل ہے اس کے جنوب مغرب میں یمن اور شمال مشرق میں عمان ہے شمال میں ربع خالی اور جنوب میں بحیرہ ہند ہے۔ احقاف کا مشہور علاقہ اسی میں واقعہ ہے جہاں حضرت ہود علیہ السلام نے قوم عاد کو سمجھایا تھا۔ یہ مقام قوم عاد کا مرکز تھا۔ آجکل اس کی بندرگاہ پر اور جزائر کوریا پر انگریزوں کا قبضہ ہے۔ اس لئے حضر موت

کے علاقہ میں بھی ان کا کافی عمل دخل ہے۔

## بحرین

یہ علاقہ چند ایک چھوٹے چھوٹے جزائر کا مجموعہ ہے۔ ان میں سے سب بڑا جزیرہ "عوال" ہے۔ اس جزیرہ میں ساٹھ کے قریب بستیاں ہیں اور اس کا دارالخلافہ شہر "منامہ" ہے۔ اس کی آبادی تیس ہزار کے قریب ہے اور اسکے ساتھ ہی جزیرہ "اراد" ہے۔

ان کے علاوہ اور بھی چند ایک جزیرے ہیں۔ اس کے اصلی باشندے قوم طسم۔ جدیس۔ اور عمالقہ سے ہیں جو کہ قدیم عرب کی سب سے زیادہ طاقتور قومیں تھیں۔ حوادثات زمانہ نے ان کو تباہ کر کے رکھ دیا سچ ہے وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ۔ آہ ان قوموں نے خدا تعالی کی نافرمانی کی تھی اور برباد ہو گئے تھے ان کی تباہی کی داستان بڑی عبرت انگیز ہے اور اس کے ساتھ ہی طویل بھی۔ یہاں کی سب سے بڑی مالیت موتی ہیں۔ بحرین کی آبادی سوا لاکھ کے قریب ہے۔

## نجد

نجد اس سطح مرتفع کا نام ہے جو جزیرہ عرب کے درمیان واقعہ ہے۔ اور یہ علاقہ مدینہ منورہ سے لیکر بغداد تک چلا گیا ہے۔ نجد کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے نجد شمالی۔ یہ "حائل" شہر اور اس کے گرد و نواح پر مشتمل

ہے۔ اسے نجد حجاز کہا جاتا ہے۔

اور دوسرا نجد جنوبی یہ شہر "عارض" اور اس کے گرد ونواح پر مشتمل ہے اسے نجد یمن کہا جاتا ہے۔ اور نجد کا اصلی معنی "بلند زمین" ہے اس کی سطح تہامہ سے بلند ہے۔ اسی لئے اس کو نجد کہا جاتا ہے۔ نجد کا میدان سطح سمندر سے بارہ سو میٹر کے قریب بلند ہے۔

نجد کے ان دونوں حصوں میں کافی پہاڑ بھی ہیں۔ ان میں سے جبل سلمی اور جبل طویق اور جبل اجا بہت مشہور ہیں۔ نجد کو ان پہاڑوں سے کافی آمدن ہوتی ہے۔ نجد کے شمال میں صحرائے شام اور مغرب میں صحرائے حجاز اور جنوب میں ربع خالی اور مشرق میں صحرائے کبریٰ کا کچھ حصہ ہے اسی لئے نجد کے علاقہ میں پہنچنا بہت دشوار ہے۔

## ریاست شمّر

ریاست شمر مکہ مکرمہ اور بصرہ کے درمیان واقعہ ہے۔ یعنی جبل سلمی اور جبل شمّر اسی علاقہ میں واقعہ ہیں۔

یہاں کی وادیوں میں کافی زراعت ہوتی ہے۔ یہاں باغات بھی بہت زیادہ ہیں یہ ریاست صرف چالیس کیلومیٹر مربع ہے یعنی سولہ سو مربع کیلومیٹر اسکا دار الخلافہ شہر "حائل" ہے اور اس شہر کی آبادی پچیس ہزار کے لگ بھگ ہے۔ اس شہر کے جنوب میں ایک بستی ہے جسے کِفار کہا جاتا ہے۔ اسکی آبادی بارہ ہزار کے قریب ہے۔ ان کے علاوہ اس چھوٹے سے ٹکڑے

میں ساٹھ ساٹھ چالیس بستیاں اور ہیں۔ اس کی تمام آبادی پانچ لاکھ ہے۔
یہاں کے گھوڑے دنیا بھر میں بے نظیر ہیں۔ اس کے علاوہ گدھے اونٹ۔ اور گائے بھی یہ لوگ پالتے ہیں اور بھیڑ بکری کی یہاں وہ کثرت ہے کہ سارے عرب میں اتنی نہیں ہے۔
اس چھوٹے سے علاقہ میں کچھ حصہ جنگل بھی ہے اور نہایت گھنا جنگل ہے جہاں جنگلی گائے۔ ہرن۔ خرگوش۔ لومڑی۔ اور جنگلی بکرے بھی پائے جاتے ہیں۔ شمر کے مشرق میں ایک میل کے فاصلہ پر قصیم ایک شہر آباد ہے۔ یہاں کی وادیوں میں طرح طرح کی سبزیاں پیدا ہوتی ہیں اور باغوں میں انگور۔ انار۔ زیتون۔ منقہ اور کھجور کافی پیدا ہوتی ہے۔
اس کے علاوہ یہاں کھمبیاں بہت پیدا ہوتی ہیں یہاں کی کل آبادی چار لاکھ کے قریب ہے۔

# ریاست عارض

ریاست عارض حقیقت میں نجد یمین کا دوسرا نام ہے اور جب صرف لفظ نجد بولا جاتا ہے تو آجکل اسکا معنے صرف یہی علاقہ ہوتا ہے۔
نجد کے ان پہاڑوں سے کافی نہریں نکلتی ہیں اسی لئے یہاں کھیتی باڑی اور باغات کا کافی وسیع سلسلہ ہے۔ اس کا دارالخلافہ شہر "ریاض" ہے آج کل حکومت سعودیہ عربیہ کا جو کہ تقریباً تمام عرب پر مسلط ہے یہی شہر دارالخلافہ ہے۔ یہاں گھوڑے۔ بکری۔ اور اونٹ کافی پائے جاتے ہیں یہاں کی

آبادی چھ اور سات لاکھ کے درمیان ہے۔

ساحلی علاقہ پر رہنے والے مچھلی کا شکار کرتے ہیں یا موتی نکالتے ہیں۔ اس کا اکثر حصہ ریتلے میدان ہیں۔ ساحل کے ساتھ ساتھ البتہ کافی زراعت ہوتی ہے۔ یہاں پیتل اور تانبے کے برتن بنتے ہیں اور اس علاقہ میں کپڑا کافی بنا جاتا ہے۔

---

عرب کے متعلق آپ مختصر سا تعارف حاصل کر چکے اب ذرا لگے ہاتھوں عرب کے قبائل سے بھی تھوڑا بہت آشنا ہو جائیے اس کے بعد جدہ سے مکہ مکرمہ کو چلے جائیں گے۔ عرب کے قبائل کو ایک نقشہ کی صورت میں بتلایا گیا ہے غور سے دیکھیں۔

# نقشہ قبائل عرب

| نام قبیلہ | قبیلہ کی شاخیں | تعداد نفوس | مقام آبادی |
|---|---|---|---|
| | **قبائل حجاز** | | |
| عنزہ | حسنہ۔ حلاتبس (زولہ ومختلف) لبشیر (ماجد وسلقی) اولاد علی (مشارقہ۔ مشطا حمادہ۔ جدالمہ۔ طلاح) | چالیس ہزار | مدینہ منورہ سے شمال کی طرف یعنی مدائن صالح سے مشرق میں خیبر تک |
| حویطات | جازای۔ ریضات۔ عمران۔ | اسی ہزار | علاقے ریلوے |

| قبیلہ | شاخیں | تعداد | مقام |
|---|---|---|---|
| | بنی عطیہ۔ دلپور۔ بدول سابجر۔ ترابین اور بطحہ | | اسٹیشن سے لے کر معان اور عقبہ تک |
| بلی | | ۳۵ ہزار | عقبہ سے وجہ کے جنوب تک اور مدینہ منورہ سے وجہ تک |
| جہینہ | بنی مالک (صیحہ۔ عیاایشہ۔ عروہ۔ کومہ سبنات۔ حصینات۔ لساورہ۔ یساوی رفاعہ۔ بنی کلب۔ حیادلہ۔ حمدہ موالکید) بنی موسیٰ۔ (براہمہ۔ ہلال مرادین۔ علادین۔ زبیان۔ عوامرہ تنرہ اور سمائحہ) | ساٹھ ہزار | مدینہ منورہ کے شمال مشرق میں شہر وجہ تک |
| عبس | مہیزان۔ ذوی الرشید۔ ذوی برک نوامسہ۔ شرارات۔ ہمان۔ | یہ ایک مختصر سا قبیلہ ہے | ینبوع کے شمال میں |
| حرب | بنی سالم (میمون۔ محامدہ۔ رلاوعہ رحلہ۔ عمرو۔ حیدر۔ احامدہ۔ صبح مراجیہ یعنی حوازم نوامیہ۔ قرات۔ ظواہر جبول۔ طیلات۔ ذرعات۔ حجلہ مزینہ۔ ردادوہ۔ خنانیہ) بنی مسروح (عطور۔ مناخلک۔ لبشر۔ معبد۔ بلادیہ حمران۔ البدارین۔ بنی جابر۔ عوف زبیدہ) | ایک لاکھ کے قریب | شہر حمرہ کے شمال اور شرق میں اور مغرب میں عسفان تک |

| | | | |
|---|---|---|---|
| نحاولہ | | ۱۵ ہزار | قرب مدینہ منورہ |
| مطیر | دو لیش۔ میمون۔ بنی عبداللہ | ۵۰ ہزار | مدینہ کے شمال مشرق میں مجدم تک اور جنوب میں صفینہ تک |
| بنی سلیم | | ۲۵ سو | مدینہ منورہ کے جنوب مشرق میں |
| عتیبہ | برقا۔ بریا (روسان۔ اوقہ۔ شیابین وعاجین۔ عصمہ۔ جذعان۔ حناتلیس) | پچیس ہزار | مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے مشرقی راستے پر صحرائے کبریٰ تک |
| قریش | | تین ہزار | طائف اور عرفات کے شمال میں |
| ہذیل | علویین۔ تدوین۔ بنی خالد | بارہ ہزار | طائف اور مکہ کے درمیانی پہاڑ |
| ثقیف | بنو سفیان۔ بنو سعد۔ ناصرہ۔ ربیعہ۔ عیلہ | ۳۵ ہزار | طائف کا جنوب مشرق |
| بقوم البجوم | . . . . . . . . . | ۲۵ سو | طائف کے مشرق میں |
| عدوان | . . . . . . . . . | ۲۵ سو | 〃 〃 〃 |
| بنی حارث | . . . . . . . . . | ۲۵ سو | 〃 〃 〃 |
| بنی سعید | . . . . . . . . . | ۳۵ سو | طائف کے جنوب میں |
| بنی لحیان | . . . . . . . . . | ۲ ہزار | مکہ مکرمہ اور جدہ کے درمیان |
| جحادلہ | . . . . . . . . . | | وادی یلیلم سمندر تک |
| قبائل | بنی فہم۔ بریدہ۔ بجالہ۔ ہنعان۔ اشراف ذوی زید۔ بنی ہلال۔ بنی عفیف اشراف ذوی حسن۔ بلاسود۔ بلاعور۔ بنی سلیم۔ بنی عمرو۔ بنی علی۔ بنی زیدان۔ | پندرہ ہزار | مکہ کے جنوب میں "لیث" تک |

| | | | |
|---|---|---|---|
| قبائل | رفاعة العبیدات - ہجالجبر بنی کبیر الکلوب عبادلہ - بلیشہ - بنی سعد - بنی سعد میمون بنی مالک - زہران - غامد - شمران بلقرن - بنی اسمر - ناصر - بنی احمر شہران - | ۷۵ ہزار | طائف کے جنوب مشرق میں اور طائف کے جنوب میں "عسیر" تک |

## قبائل عسیر

| | | | |
|---|---|---|---|
| قبائل | بنی علقم - رفیدہ - بنی رفیعہ - مقید | بارہ ہزار | عسیر کے جنوب اور شمال میں |
| قحطان | رفیق - عبیدہ - شریف - سحان - واعد - | بارہ ہزار | عسیر کے جنوب مشرق میں |
| یام | ذوی محمد - ذوی حسین - | چالیس ہزار | وادی نجران |

## قبائل یمن

| | | | |
|---|---|---|---|
| بالعسر قبائل | بنی زید - بنی حرب - بنی عبس - بنی سہیم | آٹھ ہزار | قنفذہ کے شمال میں |
| | بنی بجیر - بنی زوحہ - | ۸ سو | قنفذہ کے قریب |
| " | بلمنتشر - بلعریان - العوامر - بلکنانی - | ۵ ہزار | وادی خلی |
| " | بنی سبیل - بنی شبیل - دحیزان - | ۸ سو | عرائش کے قریب |
| " | بنی مروان - حرمن - | ۲ ہزار | حدیدہ کے شمال میں |
| " | بنی قصیر - بنی جامع - بنی شبیہ - بنی شائع | ۱۴ سو | لحیہ کے قریب |
| " | بنی ریس - بنی راجح - الفرانتہ - | ۱۰ ہزار | وادی واعظات لحیہ |

| | | | |
|---|---|---|---|
| قبائل | بنی طاہر۔ بنی ہیجان | | کے مشرق میں |
| 〃 | بنی حسن۔ بنی عبس۔ اسلم | ۸ سو | وادی واعظات کے قریب |
| 〃 | آل مرہ۔ الحرب۔ القعیعر | ۳۵ ہزار | برط اور جوف کے پہاڑوں کے درمیان |
| 〃 | نہم۔ ارحب | | صنعاء کا شمال |
| 〃 | عمران | ۱۲ سو | شمال حدیدہ |
| 〃 | ہمدان | ۱۳ سو | شمالِ صنعاء |
| 〃 | بنی مطیر | ۴ ہزار | قریب صنعاء |
| 〃 | البردیہ | ۱۲ ہزار | صنعاء کے مغرب میں |
| 〃 | حضور | ۵ ہزار | جنوب صنعاء |
| 〃 | بنی شداد۔ خولان۔ بنی جبیر۔ عبس۔ فلاح ضبیان۔ مجاہد۔ قیس الاعماس۔ | ۸ ہزار | مشرقِ صنعاء |

## قبائل حضرموت

| | | | |
|---|---|---|---|
| قبائل | آل عموری۔ المراشدہ۔ القشن۔ الخامعہ نوح۔ | ۳ ہزار | وادی دعن جنوب شبام |
| 〃 | الحالکہ۔ آل محفوظ۔ آل یزید۔ آل بطاطی۔ آل کثیر۔ | | وادی یسیر |
| 〃 | آل عوالبسہ | ۵ سو | وادی عین |
| 〃 | باصلیب۔ باتیس۔ بنی ماضی | | |

| | | | |
|---|---|---|---|
| قبائل | الجعدہ ـ الصقرہ ـ نہب ـ بنی نحاشن | ۲ ہزار | وادی عمد |
| 〃 | بنی حیدرہ ـ بنی اللیث ـ شحار | ۸ سو | وادی رخیہ |
| 〃 | آل بلبعید ـ الصیغر ـ نافع | ۳ ہزار | وادی دہر |
| 〃 | آل کثیر ـ العوامر ـ آل باجری آل جابر ـ آل تمیم ـ | ۸ ہزار | وادی ابن راشد |
| 〃 | یافع ـ | ۲۵ ہزار | عدن کے شمال مشرقی پہاڑ |
| 〃 | العوالیق ـ آل دیب ـ آل عبدالواحد شیبان ـ عکابرہ ـ بنی حسن ـ | ۶ ہزار | عدن اور مکلہ کے درمیان |
| 〃 | آل حموم ـ | ۱۲ سو | شحر کے قریب |
| 〃 | بنی ہود ـ سنابل و مہرہ | ۲۲ سو | ہود اور ظفار کی بستیوں کے درمیان |
| 〃 | آل کثیر | ۶ سو | ظفار کے قریب |
| 〃 | قرا ـ الشحرا ـ | ۴ ہزار | ظفار کے بڑے پہاڑ پر |
| 〃 | سادات العلویہ | ۴ سو | حضر موت |

## قبائل عمان

| | | | |
|---|---|---|---|
| قبائل | بنو شنعاب ـ نقاریون | | |

## قبائل حسا

| | | | |
|---|---|---|---|
| قبیلہ | حسرہ | ۴ ہزار | قطیف کے درمیان |

| | | | |
|---|---|---|---|
| قبیلہ | بنی ہاجر | ۵ ہزار | قطیف کے مغرب میں |
| 〃 | بنی خالد (بن ولید) | ۱۲ ہزار | حسا کے مغرب میں |

## قبائل نجد

| | | | |
|---|---|---|---|
| قبیلہ | بنو سبیع | ۸ ہزار | ریاض اور حسا کے درمیان |
| قبائل | عنزہ۔ ذہبی۔ خرم بنی سالم۔ بنی نخیض | ۱۷ ہزار | مدینہ منورہ اور قصیم کے درمیان |
| 〃 | عجمان۔ (یہ بڑے بہادر لوگ ہیں) | ۷ ہزار | ریاض کے شمال میں |
| 〃 | قحطان (یہ یمن کے قحطان کے سوا ہے) | چالیس ہزار | ریاض اور مدینہ کے درمیان رہبا اور حطہ کے قریب |
| 〃 | قبائل الصفیفات۔ جعافرۃ الربالیعہ بنی ضیغم۔ | بیس ہزار | ریاض کے جنوب مغرب میں وادی دواسر تک |
| 〃 | بنو سلیجہ۔ بنو کم۔ بنو حلیتم۔ عرب الاخایل۔ | | قصیم اور اس کے ارد گرد |

## جدّہ سے مکہ مکرّمہ تک

اب اللہ کا نام لے کر جدہ سے اپنا سفر شروع کریں۔ اور سب سے پہلے اپنے معلم کے وکیل کو اطلاع دیں کہ آپ مدینہ منورہ جانا چاہتے ہیں یا مکہ مکرمہ تاکہ وہ آپ کی حسب خواہش سواری کا بندوبست کر سکے۔ نیز اسے یہ بھی اطلاع دیں کہ آپ بذریعہ لاری سفر کریں گے یا کسی اور سواری پر مثلاً گھوڑا، خچر، اونٹ وغیرہ۔ لاری کا کرایہ نسبتاً زیادہ ہے۔ لاری دو گھنٹے میں مکہ مکرمہ پہنچ جاتی ہے

اور دوسری سواریاں قریباً دو دن میں پہنچتی ہیں۔ پیدل یا سواری پر سفر کرنے میں
آپ مجاز ہیں جس وقت چاہیں سفر کریں۔ لیکن اگر آپ لاری پر سفر کرنا پسند
فرمادیں تو وہ آپ کو عصر کے بعد ملے گی۔

کیونکہ عرب میں رات کے سفر کا دستور ہے۔ ڈرائیور کسی صورت میں بھی دو
پہر کے وقت سفر نہیں کرسکتا۔ ہمارے حساب سے شام چار بجے سے لیکر
صبح دس بجے تک وہاں سفر کیا جاتا ہے۔

اب بہتر ہے کہ آپ اپنی گھڑیوں کے ٹائم بھی تبدیل کرلیں تاکہ آپکو وقت ل
کا مغالطہ نہ رہے۔

عرب میں سورج غروب ہونے کا وقت پورے بارہ بجے کا وقت ہے
اور ہمیشہ اسی وقت کے حساب سے وقت تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔

عرب میں نو بجے (عصر کے وقت) سے لے کر صبح دو بجے تک سفر
کیا جاسکتا ہے اب چونکہ آپ کو اس راستہ کا سفر درپیش ہے ذرا راستے
کی کیفیت بھی سن لیں۔

جدہ سے مکہ مکرمہ ۷۰ کیلومیٹر ہے۔ جدہ کا ساحل چھوڑنے کے بعد
سڑک (یہ سڑک پختہ ہے) دو پہاڑوں کی وادی میں اتر جاتی ہے۔ اور یہ
پہاڑی سلسلہ قریباً ساتھ چلتا جاتا ہے۔ ان میں سے سب سے اونچے پہاڑ
کا نام "قائم" ہے۔ اور اس کے بعد "قمر" پھر اس کے بعد سڑک جبل رغامہ
اور جبل ام سلم کے پاس سے ہوتی ہوئی قہوۃ العبد تک چلی جاتی ہے۔ یہاں
سے سڑک جنوب مشرق کو ہو جاتی ہے اور "قہوہ جرادہ" سے ہوتی ہوئی بحرہ

میں پہنچ جاتی ہے۔ بحرہ مکہ مکرمہ اور جدہ کے عین درمیان واقع ہے۔

آجکل اکثر مسافر لاریوں پر سفر کرتے ہیں۔ اس لئے ان تمام کیفیتوں کو مشکل ہی سے معلوم کیا جا سکتا ہے۔

البتہ پیدل یا اور سواریوں پر آنے والے قافلے ان چیزوں کو اچھی طرح دیکھ سکتے ہیں۔

بحرہ ایک معمولی سا شہر ہے۔ اس میں قہوہ خانے کافی ہیں۔ مسافروں کی سہولت کے لئے برلب سڑک دوکانیں بنی ہوئی ہیں جن سے کھانے پینے کی تمام چیزیں مل سکتی ہیں۔ یہاں ایک مسجد ہے جس کے متعلق مشہور ہے کہ اس جگہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک نماز پڑھی تھی۔ اسے "مسجد بحرہ" کے نام سے بولتے ہیں۔

یہاں سے آرام کرنے کے لئے۔ چارپائیاں اور بستر مل سکتے ہیں مسافر خانے ہیں۔ پولیس کی چوکی ہے ایک سرکاری ہسپتال ہے۔ ایک مدرسہ ہے۔ ٹیلیفون ہے۔

بحرہ سے آگے جا کر وادی بہت وسیع ہو جاتی ہے اور ایک اور وادی جس کا رخ شمال مشرق سے جنوب مغرب کو ہے اس وادی کو قطع کرتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ سمندر کے ساحل تک چلی جاتی ہے

یہی وہ وادی ہے جسے "وادی فاطمہ" کہتے ہیں۔ یہ وادی حجاز کی سب سے زیادہ سرسبز اور زرخیز وادی ہے۔ اس میں اشراف ذوی حسین کا قبیلہ آباد ہے۔ اور وہی اس کی اکثر زمین کے مالک ہے۔ یہاں کافی چشمے ہیں

جن کی وجہ سے تمام قسم کی سبزیاں پیدا ہوتی ہیں اور مکہ مکرمہ پہنچ جاتی ہیں۔
اسی وادی میں سے مکہ مکرمہ کا وہ پرانا راستہ گزرتا تھا جو کہ مدینہ منورہ کو جاتا تھا۔
بحرہ سے آگے جا کر راستہ شمال مشرق کو مڑ جاتا ہے اور مقام ''حدّہ'' میں پہنچتا ہے۔ یہ بھی ایک چھوٹا سا شہر ہے۔ بحرہ سے چھوٹا ہے۔ اس میں بحرہ جتنی سہولتیں نہیں ہیں۔

لیکن یہاں کی آب وہوا اور ماحول بڑا خوشگوار ہے۔ یہاں سے آگے چل کر بستی ''قہوہ سالم'' آتی ہے یہاں سے ''حدیبیہ'' کی بہت مشہور بستی بہت قریب ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کفار مکہ سے معاہدہ صلح کیا تھا۔ (یہ بڑا لمبا قصہ ہے) اس کے قریب ایک پہاڑ ہے جسے ''شمیسی'' کہتے ہیں۔ اسی لئے آجکل عموماً لوگ ''قہوہ سالم'' کو ''شمیسیہ'' کہتے ہیں۔

اس مقام سے مکہ مکرمہ کے حرم کی حد شروع ہو جاتی ہے۔ گویا حجاج کرام پر احرام کی پابندیوں کے علاوہ حرم مکہ کی پابندیاں بھی عائد ہو جاتی ہیں (حرم مکہ کی پابندیوں کا ذکر پہلے ہو چکا ہے) جبل شمیسی سے آگے ''مقتلہ'' اور اس سے آگے ''ہجالیہ'' نامی پہاڑیاں آتی ہیں۔ پھر ایک باغ آتا ہے پھر ''قہوہ ہعلم'' نامی ایک چھوٹا سا ڈیرا آتا ہے۔

اس کے آگے چند ایک مکان ہیں جسے ''شیخ محمود'' کے نام سے بولتے ہیں۔ یہ شیخ محمود مکہ مکرمہ کا دروازہ ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں مشہور مفسّر علاّمہ جار اللہ زمخشری صاحب تفسیر ''کشاف'' دفن ہیں

علامہ جار اللہ ۵۳۸ھ میں حج کی نیت سے آئے تھے اور یوم الترویہ (آٹھ ذی الحج) کو یہاں پہنچ کر فوت ہو گئے تھے۔ اور یہیں انکو دفن کر دیا گیا۔

جدہ سے لے کر مکہ مکرمہ تک کے راستے کے تمام پہاڑ سرخی۔ یا زردی مائل ہیں۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ ان پہاڑوں میں معدنیات کی بے شمار دولت محفوظ ہے۔ مثلاً لوہا۔ قلعی۔ تانبہ وغیرہ۔ اور زمین کچھ اس طرح کی ہے کہ تیل میں بھیگی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں تیل کا کافی ذخیرہ ہے۔

مکہ مکرمہ میں شہر کے اندر قریباً تمام سڑکیں کچی ہیں۔ جن کے نیچے کہیں کہیں پتھر گڑے ہوئے ہیں۔ شہر میں لاریوں۔ اور کاروں کی بہت زیادہ آمد و رفت ہے۔ لیکن اس کے باوجود وہاں گرد و غبار بالکل نہیں اڑتا۔ اور مٹی کچھ نمدار معلوم ہوتی ہے۔

جب آپ باب مکہ یعنی "شیخ محمود" میں پہنچیں گے تو پولیس کی چوکی کے قریب آپ اپنے معلم کو اپنا منتظر پائیں گے۔ اب لاری آپ کو معلم کے مکان پر لے آئے گی۔ اب آپ اپنا سامان اتار کر معلم کے حوالہ کر دیں اور وضو کر کے عمرہ کے لئے تیار ہو جائیں۔ اگر ممکن ہو تو معلم کے مکان پر پہنچنے سے پہلے ہی عمرہ کریں۔ اور اگر ممکن نہ ہو تو پھر سامان اتار کر فوراً بیت اللہ شریف میں عمرہ کرنے کے لئے پہنچ جائیں۔

کیونکہ صحیح بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب مکہ مکرمہ تشریف لاتے

توسب سے پہلے آپ نے وضو کیا۔ اور اس کے بعد بیت اللہ شریف کا طواف کیا۔

# عمرہ کیا ہے

اصطلاح شریعت میں عمرہ یہ ہے کہ آدمی میقات سے احرام باندھ کر لبیک کہتا ہوا مکہ مکرمہ پہنچے اور یہاں آکر وضو کر کے بیت اللہ شریف کا طواف کرے۔

طواف کے بعد دو رکعت نماز مقام ابراہیم میں پڑھے اس کے بعد ملتزم پر آکر اپنی مغفرت کے لئے دعا کرے۔ اس کے بعد زمزم کا پانی خوب سیر ہو کر پیئے اور اس کے بعد صفا اور مروہ کے درمیان سعی (دوڑ) کرے اور اس کے بعد سر منڈائے یا کترائے اور اسکے بعد احرام کھول دے یہ عمرہ ہے۔

اب آپ مفصل سن لیں۔ آدمی جب دور سے مکہ مکرمہ کے مکانات دیکھ لے تو یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِّیْ بِھَا قَرَارًا وَّ ارْزُقْنِیْ فِیْھَا رِزْقًا حَلَالًا: کہ اے اللہ مجھے یہاں اطمینان نصیب فرما اور حلال معذی کھانے کو عطا فرما"

یہ خیال رہے کہ ان مذکورہ دعاؤں کے بعض ٹکڑے ماثور ہیں۔ لیکن مجموعی شکل میں یہ ماثور نہیں ہیں۔

اس کے بعد جب مکہ مکرمہ میں داخل ہو جائے تو پھر یہ دعا پڑھے۔

اللهم ان هذا الحرم حرمك
والبلد بلدك والامن امنك
والعبد عبدك جئتك من بلاد
بعيدة بذنوب كثيرة واعمال
سيئة اسالك مسئلة المضطرين
اليك والمشفقين من عذابك
ان تستقبلني بمحض عفوك و
ان تدخلني في فسيح جنتك جنة
النعيم اللهم ان هذا حرمك
وحرم رسولك فحرم لحمي و
دمي وعظمي على النار اللهم
امني من عذابك يوم تبعث
عبادك اسالك بانك
انت الله الذي لا اله الا انت
الرحمن الرحيم ان تصلي وتسلم
على سيدنا محمد وعلى اله وصحبه
وسلم تسليما كثيرا

اے میرے اللہ یہ حرم تیرا حرم ہے اور یہ شہر تیرا شہر ہے اور امن صرف تیرا امن ہے۔ اور بندہ صرف تیرا بندہ ہے اے اللہ میں تیرے پاس دور دراز کے شہروں سے حاضر ہوا ہوں اور بے شمار گناہ لے کر آیا ہوں۔ میرے پاس بہت سے برے اعمال ہیں میں تجھ سے بیقراروں کی طرح سوال کرتا ہوں۔ ان لوگوں کی طرح مانگتا ہوں جو تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں کہ تو محض اپنی مہربانی سے مجھے قبول فرما۔ اور مجھے اپنی وسیع جنت میں۔ نعمتوں والی جنت میں داخل فرما۔ اے اللہ یہ تیرا اور تیرے رسول کا حرم ہے تو اس جگہ میرا گوشت میرا خون میری ہڈیاں آگ پر حرام فرما۔ اے اللہ مجھے قیامت کے روز جبکہ تو اپنے بندوں کو اٹھائے اپنے عذاب سے محفوظ رکھ۔ اے اللہ میں تجھ سے تیری توحید کا صدقہ سوال کرتا ہوں (اور شہادت دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے تو رحم کرنیوالا نہایت مہربان ہے) کہ تو ہمارے سردار (حضرت) محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) اور انکی آل اور انکے صحابہ پر بہت بہت رحمت نازل فرما۔ اور ان پر سلامتی نازل کر۔

اس کے بعد اپنے ڈرائیور کو کہیں کہ لاری کو خانہ کعبہ کے شمال کی طرف سے لے جائے (یعنی مکہ مکرمہ کی اوپر کی جانب سے) کیونکہ سنت اسی طرح ہے

جب آپ خانہ کعبہ کے پاس پہنچیں تو لاری سے اتر کر خانہ کعبہ میں چلے جائیں اور اگر آپ پہلی دفعہ حج پر گئے ہوں اور ناواقف ہوں تو پھر آپ کے لئے مشکل ہو جائیگا آپ پہلے معلم کے مکان پر جائیں وہاں سامان اتار کر رکھیں اور معلم کو ساتھ لے کر خانہ کعبہ میں آجائیں۔ معلم یا تو بذات خود آپ کے ہمراہ آجائیگا یا اپنا کوئی مطوف آپ کے ہمراہ بھیج دے گا۔

بہرحال جب آپ وضو کر کے تیار ہو جائیں تو اپنے معلم کو کہیں کہ ہمیں خانہ کعبہ میں "باب السلام" سے داخل کرنا کیونکہ سنت اسی طرح ہے (آجکل معلم لوگ ان چیزوں کی بالکل پرواہ نہیں کرتے ہوکہ سنت تو کجا بعض دفعہ واجبات تک چھوڑ دیتے ہیں لہذا آپ اچھی طرح اپنے حج اور عمرہ کی خود حفاظت نہیں کریں گے تو معلم آپ کے حج کو تباہ کر کے رکھ دیں گے) جب آپ باب السلام میں پہنچ جائیں تو یہ دعا پڑھیں۔

| | |
|---|---|
| اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ | اے اللہ تو ہی سلامتی والا ہے اور تجھی سے سلامتی ملتی ہے اے |
| فَحَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ | اللہ ہمیں سلامتی سے زندہ رکھ اور ہمیں اپنے سلامتی کے گھر یعنی |
| دَارَ السَّلَامِ۔ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ | جنت میں داخل فرمائے ہمارے رب تو بڑی برکت والا ہے |
| يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ۔ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ | اور بڑا بلند ہے اے بزرگی اور عزت کے مالک! اے اللہ مجھ پر |
| لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَمَغْفِرَتِكَ | اپنی رحمت اور بخشش کے دروازے کھول دے اور مجھے اس |
| وَاَدْخِلْنِيْ فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ | میں داخل فرما۔ اللہ کے نام سے میں خانہ کعبہ میں داخل ہوتا |
| لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ | ہوں اور سب تعریفیں اللہ کی ہیں اور درود و سلام رسول خدا |
| اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ | صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوں۔ |

پھر جب آپ باب السلام سے داخل ہو کر خانہ کعبہ کو دیکھیں تو اپنے اوپر خشیت الٰہی کی کیفیت طاری کرنے کی پوری کوشش کریں۔ عاجزی اور خضوع وخشوع سے دعائیں مانگیں۔ اور یقیناً آپ اپنے دل میں اللہ تعالےٰ کی عظمت اور ڈر کا ایک گہرا احساس موجود پائیں گے۔ جو کہ آپ کے تمام دل کو گھیر لے گا۔ اس وقت توفیق الٰہی آپ کے شامل حال ہوگی۔ آپ پورے حضور قلب سے اب تین دفعہ کہیں لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اور اس کے بعد تین دفعہ اللّٰہ اکبر کہیں۔ اور پھر اس کے بعد یہ دعا پڑھیں۔

| | |
|---|---|
| لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ | اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اسکا کوئی شریک نہیں |
| الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ | اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کی ساری تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز |
| قَدِيْرٌ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْبَيْتِ مِنَ الْكُفْرِ | پر قادر ہے۔ میں اس گھر کے رب سے کفر اور غریبی اور قبر کے |
| وَالْفَقْرِ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَضِيْقِ | عذاب اور سینے کی تنگی سے پناہ مانگتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے |
| الصَّدْرِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ | سردار حضرت محمدؐ اور ان کی آل اور انکے صحابہؓ پر رحمت نازل |
| وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ۔ اَللّٰهُمَّ زِدْ | فرمائے۔ اے میرے اللہ اس گھر کی عزت اور |
| بَيْتَكَ هٰذَا تَشْرِيْفًا وَّتَكْرِيْمًا وَّ | بزرگی اور تعظیم اور رفعت اور ڈر میں اضافہ فرما۔ اور |
| تَعْظِيْمًا وَّمَهَابَةً وَّرِفْعَةً وَّبِرًّا وَّزِدْ | اے اللہ جو شخص حاجیوں میں سے یا عمرہ کرنے والوں میں |
| يَا رَبِّ مَنْ شَرَّفَهٗ وَكَرَّمَهٗ وَعَظَّمَهٗ | سے۔ اس کی عزت اور بزرگی کا پاس رکھے اس کو بھی |
| مِمَّنْ حَجَّهٗ وَاعْتَمَرَهٗ تَشْرِيْفًا وَّتَكْرِيْمًا | عزت اور بزرگی اور تعظیم اور سربلندی اور |
| وَّتَعْظِيْمًا وَّمَهَابَةً وَّرِفْعَةً۔ | ہیبت عطا فرما۔ |

آپ یہ دعا نہایت حضور قلب سے مانگیں کیونکہ حضرت ابن امامہ کی

حدیث میں ہے کہ جب آدمی بیت اللہ شریف کو دیکھتا ہے تو اس کی دعا قبول ہوتی ہے۔ اور اس کے لئے آسمانوں کے دروازے کھل جاتے ہیں۔

اس دعا کے بعد آپ باب بنی شیبہ سے داخل ہوں (باب بنی شیبہ کو آجکل باب السلام ہی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کے اوپر لفظ آیت شریف اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِیْنَ لکھا ہوا ہے۔ اور اسی وجہ سے اس دروازہ کو جو حرم کی دیوار میں اس کے بالمقابل ہے باب السلام کہا جاتا ہے)

جب آپ باب بنی شیبہ کے پاس آئیں تو یہ دعا پڑھیں۔

| | |
|---|---|
| رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا۔ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۔ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ وَلَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا۔ | اے اللہ مجھے سچائی سے داخل فرما اور سچائی سے یہاں سے نکالنا اور میرے لئے اپنی رحمت سے ایک غلبہ مقرر فرما تو کہہ حق آیا اور باطل ہٹ گیا واقعی باطل مٹ ہی جانے والا ہے۔ اور ہم نے وہ قرآن اتارا ہے جو مومنوں کے لئے شفا اور رحمت ہے۔ اور ظالموں کو اس سے نقصان ہی ہوتا ہے۔ |

آپ باب بنی شیبہ سے داخل ہو کر اب خانہ کعبہ کے پاس آجائیں اور طواف شروع کریں۔ سب سے پہلے آپ اپنے احرام کی اوپر کی چادر کو دائیں کندھے سے اتار کر دائیں بازو کے نیچے سے گزار کر بائیں کندھے پر ڈال لیں یعنی دائیں بازو کو ننگا کر لیں (اسے اصطلاح شریعت میں اضطباع کہتے ہیں۔ یہ حکم صرف مردوں کے لئے ہے عورتوں

کے لئے نہیں۔

اور ہر اس طواف میں اضطباع ضروری ہے جس کے بعد صفا اور مروہ کی دوڑ بھی ہو۔ یعنی عمرے یا حج کے طواف میں اضطباع ہے باقی نفلی طواف میں نہ احرام ہے نہ اضطباع)

اور اس کے بعد طواف کی نیت کریں اور یہ کلمات کہیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ طَوَافَ بَیْتِكَ الْحَرَامِ فَیَسِّرْهُ لِیْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّیْ سَبْعَةَ اَشْوَاطٍ

اے اللہ میں تیرے عزت والے گھر کا طواف کرنا چاہتا ہوں تو اسے میرے لئے آسان کر دے اور اسے قبول فرما سات چکر

(نیت کا تعلق دل سے ہے زبان سے ان الفاظ کا کہنا ضروری نہیں البتہ دل میں نیت کرنا ضروری ہے۔ بعض ائمہ کے نزدیک زبان سے ان الفاظ کا کہنا بدعت ہے کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نیت کرنے وقت منہ سے کوئی لفظ نہیں کہا تھا۔ ان کے نزدیک طواف کی نیت کے لئے حجر اسود کو بوسہ دینا ہی کافی ہے۔ یعنی حجر اسود کو بوسہ دینا نیت کے قائم مقام ہے)

اب آپ حجر اسود کے سامنے آجائیں۔ اپنے پورے جسم کے ساتھ اس کی طرف توجہ کریں اور حجر اسود کے بائیں کنارہ پر آپ کا دایاں کندھا ہونا چاہیئے (مطلب یہ ہے کہ پورا حجر اسود طواف کے چکر میں شامل ہو جائے) اور حجر اسود کے قریب جا کر (اگر رش نہ ہو) اس کے کناروں پر دونوں ہاتھ رکھ کر حجر اسود کو بوسہ دیں۔ اور منہ سے یہ لفظ کہیں بسم اللہ واللہ اکبر وللہ الحمد۔ اور ایک روایت کے یہ الفاظ ہیں بسم اللہ اللہ اکبر ولا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ

لہ الملک ولہ الحمد وہو علیٰ کل شئ قدیر۔ اور اگر حجر اسود کے پاس رش ہو تو کوشش کریں کہ حجر اسود کو ہاتھ لگ جائے پھر ہاتھ کو چوم لیں۔ اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو پھر صرف اشارہ کریں۔ پہلے چکر میں اپنے دونوں ہاتھ کانوں تک نماز کی طرح اٹھائیں۔ منہ حجر اسود کی طرف کریں اور کہیں بسم اللہ اللہ اکبر وللہ الحمد۔ اور دونوں ہاتھوں کو نیچے گرادیں اور خانہ کعبہ کو اپنے بائیں ہاتھ رکھ کر طواف (چکر) شروع کردیں۔ اور پہلے تین پھیروں میں دوڑیں یعنی چھوٹے چھوٹے قدم رکھیں اور بازو ہلائیں۔ اسے رمل کہا جاتا ہے یہ بھی مردوں کے لئے ہے عورتوں کے لئے نہیں۔ باقی چار چکروں میں معمول کے مطابق چلیں۔ رمل بھی واجب طواف میں ہوتا ہے نفل میں نہیں ہوتا) اور ساتھ ہی اللہ تعالےٰ کا ذکر شروع کردیں۔

ذکر کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی چیز کو مخصوص نہیں فرمایا کہ اس کے بغیر اور کچھ پڑھنا جائز نہ ہو جو بھی ذکر یا دعا آپ پڑھیں گے وہ درست ہے۔

امام شافعی کے نزدیک طواف میں قرآن مجید پڑھنا بھی درست ہے۔ اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک آہستہ آواز سے لبیک (یعنی تلبیہ) پڑھنا بھی درست ہے۔ باقی کے نزدیک یہ درست نہیں ہے۔

خود سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف کے ساتوں چکروں میں صرف یہی پڑھا تھا۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا          کہ اللہ پاک ہے سب تعریفیں اسی کی ہیں اس کے سوا کوئی

اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ — معبود نہیں اللہ بہت بڑا ہے اور اللہ کی توفیق کے بغیر
اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ (ارشاد اسلامی) — نہ کوئی نیکی ہو سکتی ہے نہ گناہ چھوٹ سکتے ہیں۔

ایک آدمی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ذکر کے متعلق سوال کیا تھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ میں نے آج تک جتنے کلمے کہے ہیں اور مجھ سے پہلے پیغمبروں نے بھی جتنے کلمے کہے ہیں ان سب میں سے بہتر کلمہ یہ ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر۔

اس کے علاوہ احادیث میں ذکر کے متعلق بہت سے الفاظ آئے ہیں آپ کو جو بھی پسند ہو وہ انتخاب کر لیں۔

بعض روایات میں سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ اور بعض روایات میں سبحان اللہ بحمدہ سبحان اللہ العظیم بھی ذکر کیلئے آئے ہیں اور اس پہلی دعا کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے بہتر ذکر وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے لئے پسند فرمایا ہے لوگوں نے سوال کیا کہ وہ کونسا ہے تو آپ نے فرمایا سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سبحان اللہ العظیم۔ بہر حال ذکر کا انتخاب آپکی مرضی پر منحصر ہے لیکن اگر آپ ان مذکورہ دعاؤں میں سے کسی کو پسند کریں تو یہ بہت بہتر ہے۔ آجکل معلمین حضرات نے ہر چکر کیلئے الگ دعائیں ترتیب دی رکھی ہیں اور وہی پڑھاتے ہیں۔ آپ کیلئے بہتر یہی ہے کہ ماثورہ دعاؤں کو پڑھیں۔ کہ ان میں ثواب بھی زیادہ ہے اور حج بھی سنت کے مطابق ہوگا۔ صرف آپکی واقفیت کیلئے انکو بھی یہاں حاشیہ میں درج کر دیا جاتا اور وہ دعائیں یہ ہیں۔

---

پہلے چکر کی دعا سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ (باقی بر صفحہ ۱۰۷)

پھر جب آپ رکن یمانی کے پاس پہنچ جائیں تو اگر رش نہ ہو تو اس کو اپنا دایاں ہاتھ لگائیں یا دونوں لگالیں (بعض جہلا اس کو بھی بوسہ دیتے ہیں اور حجر اسود کی طرح یہاں بھی تکبیر کہتے ہیں حالانکہ نہ یہاں تکبیر ہے نہ بوسہ ایسا نہ کرنا چاہیئے) اور اگر رش ہو تو سیدھے چلے آئیں (بعض آدمی یہاں بھی رش کی وجہ سے ہاتھ اٹھا کر اشارہ کرتے ہیں یہ بھی منع ہے) اور رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ دعا پڑھیں۔

رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ط — اے اللہ ہمیں دین دنیا میں بھلائی عطا فرما اور آگ کے عذاب سے محفوظ رکھ۔

بعض روایات میں یہ لفظ اس طرح آئے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (ترجمہ پہلے گذر چکا ہے) لہ

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۶) وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ اِیْمَانًا بِکَ وَتَصْدِیْقًا بِکِتَابِکَ وَوَفَاءً بِعَھْدِکَ وَاتِّبَاعًا لِسُنَّۃِ نَبِیِّکَ وَحَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ وَالْمُعَافَاۃَ الدَّائِمَۃَ فِی الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَالْفَوْزَ بِالْجَنَّۃِ وَالنَّجَاۃَ مِنَ النَّارِ ط (حاشیہ صفحہ ہذا) لہ آجکل معلمین نے جو دعائیں ترتیب دے رکھی ہیں ان میں یہ الفاظ اس طرح ہیں۔ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّۃَ مَعَ الْاَبْرَارِ یَا عَزِیْزُ یَا غَفَّارُ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ (اے اللہ ہمیں دین و دنیا میں بھلائی عطا فرما اور آگ کے عذاب سے محفوظ رکھ اور ہمیں نیک لوگوں کے ہمراہ جنت میں داخل فرما۔ اے غالب اے بخشنے والے اے سب جہانوں کو پالنے والے)

بہر حال آپ مسنون دعا ہی پڑھیں کہ اس کا درجہ زیادہ ہے۔
اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم صرف وقنا عذاب النار تک پڑھتے تھے۔

(یہ دعا رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان ہر چکر میں پڑھی جائے گی اور یہی پڑھی جائے گی) جب آپ حجر اسود پہ پہنچ جائیں تو آپ کا ایک چکر پورا ہو گیا۔ اب دوسرا چکر شروع کرنے سے پہلے پھر حجر اسود کو بوسہ دیں اور اگر حجر اسود کو بوسہ نہ دے سکیں تو ہاتھ سے اشارہ کریں۔ پہلے چکر میں تو نماز کی طرح کانوں تک ہاتھ اٹھائے گئے تھے۔ اب باقی چکروں میں کانوں تک ہاتھ نہیں اٹھائیں جائیں گے۔ بلکہ حجر اسود کے سامنے کھڑے ہو کر حجر اسود کے برابر تک ہاتھ اٹھائیں اور ہتھیلیاں حجر اسود کی طرف کریں اور یہ تصور فرماویں کہ میرے ہاتھ حجر اسود پر پڑے ہوئے ہیں پھر ان کو چوم لیں اور پہلی طرح تکبیر کہہ کر ہاتھ نیچے پھینک دیں (اب باقی چکروں میں اسی طرح کیا جائے گا) اور دوسرا چکر شروع کریں اور مذکورہ دعا پڑھنی شروع کر دیں۔

## دوسرے چکر کی دعا

اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا الْبَيْتَ بَيْتُكَ وَالْحَرَمَ حَرَمُكَ وَالْاَمْنَ اَمْنُكَ وَالْعَبْدَ عَبْدُكَ وَاَنَا عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَهٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ النَّارِ فَحَرِّمْ لُحُوْمَنَا وَبَشَرَتَنَا عَلَى النَّارِ اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْاِيْمَانَ وَزَيِّنْهُ فِيْ قُلُوْبِنَا وَكَرِّهْ اِلَيْنَا الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ وَاجْعَلْنَا مِنَ الرَّاشِدِيْنَ اَللّٰهُمَّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ■

جب آپ رکن یمانی کے پاس پہنچیں تو پہلے کی طرح اسے ہاتھ لگائیں اور رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان پھر وہی دعا پڑھیں جو پہلے پڑھی تھی۔ اب آپ کو ترتیب چونکہ معلوم ہو چکی ہے اسی طرح چکر لگاتے جائیں۔

### تیسرے چکر کی دعا

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الشَّكِّ وَالشِّرْكِ وَالشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَسُوْءِ الْاَخْلَاقِ وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ وَالْمُنْقَلَبِ فِی الْمَالِ وَالْاَهْلِ وَالْوَلَدِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ رِضَاكَ وَالْجَنَّةَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ سَخَطِكَ وَالنَّارِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ ط

### چوتھے چکر کی دعا

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّسَعْيًا مَّشْكُوْرًا وَّذَنْبًا مَّغْفُوْرًا وَّعَمَلًا صَالِحًا مَّقْبُوْلًا وَّتِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ يَا عَالِمَ مَا فِی الصُّدُوْرِ اَخْرِجْنِیْ يَا اللّٰهُ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ وَّالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّالْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ۔ رَبِّ قَنِّعْنِیْ بِمَا رَزَقْتَنِیْ وَبَارِكْ لِیْ فِيْمَا اَعْطَيْتَنِیْ وَاخْلُفْ عَلٰى كُلِّ غَائِبَةٍ لِّیْ مِنْكَ بِخَيْرٍ۔

### پانچویں چکر کی دعا

اَللّٰهُمَّ اَظِلَّنِیْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِكَ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّكَ وَلَا بَاقِیَ اِلَّا وَجْهُكَ وَاسْقِنِیْ مِنْ حَوْضِ نَبِيِّكَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرْبَةً هَنِيْئَةً مَّرِيْئَةً لَّا نَظْمَأُ بَعْدَهَا اَبَدًا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَاَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ سَيِّدُنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ سَيِّدُنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ

الْجَنَّةَ وَنَعِيْمِهَا وَمَا يُقَرِّبُنِيْ إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ فِعْلٍ أَوْ عَمَلٍ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ وَمَا يُقَرِّبُنِيْ إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ فِعْلٍ أَوْ عَمَلٍ۔

## چھٹے چکر کی دعا

اَللّٰهُمَّ إِنَّ لَكَ عَلَيَّ حُقُوْقًا كَثِيْرَةً فِيْمَا بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ وَحُقُوْقًا كَثِيْرَةً فِيْمَا بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَلْقِكَ اَللّٰهُمَّ مَا كَانَ لَكَ مِنْهَا فَاغْفِرْهُ لِيْ وَمَا كَانَ لِخَلْقِكَ فَتَحَمَّلْهُ عَنِّيْ وَأَغْنِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَبِطَاعَتِكَ عَنْ مَعْصِيَتِكَ وَبِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ يَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَةِ اَللّٰهُمَّ إِنَّ بَيْتَكَ عَظِيْمٌ وَوَجْهَكَ كَرِيْمٌ وَأَنْتَ يَا اَللّٰهُ حَلِيْمٌ كَرِيْمٌ عَظِيْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ

## ساتویں چکر کی دعا

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ إِيْمَانًا كَامِلًا وَيَقِيْنًا صَادِقًا وَرِزْقًا وَاسِعًا۔ وَقَلْبًا خَاشِعًا وَلِسَانًا ذَاكِرًا وَحَلَالًا طَيِّبًا وَتَوْبَةً نَصُوْحًا وَتَوْبَةً قَبْلَ الْمَوْتِ وَرَاحَةً عِنْدَ الْمَوْتِ وَمَغْفِرَةً وَ

رَحْمَةً بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَفْوَ عِنْدَ الْحِسَابِ

وَالْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ

بِرَحْمَتِكَ يَا عَزِيْزُ يَا غَفَّارُ

رَبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا وَ

أَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ

۱۲ - ۱۲

جب آپ سات چکر پورے کرلیں گے تو یہ آپ کا ایک طواف ہوجائے گا۔ طواف سے فارغ ہوکر اب آپ مقام ابراہیم میں آجائیں اور یہاں آکر دو رکعت نماز پڑھیں۔ یہ دو رکعت اکثر کے نزدیک واجب ہیں اگر مقام ابراہیم کے برآمدہ میں جگہ نہ ملے تو پیچھے پڑھ لیں اور ہر وہ جگہ مقام ہے جس میں نماز پڑھنے سے آدمی اور خانہ کعبہ کے درمیان مقام ابراہیم حائل ہوجائے۔ خواہ بہت ہی پیچھے کیوں نہ جگہ ملے۔ بشرطیکہ باب بنی شیبہ کے اندر رہے۔ پہلی رکعت میں آپ سورہ قُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ پڑھیں اور دوسری میں قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پڑھیں اور نماز سے فارغ ہوکر یہ دعا پڑھیں۔

| | |
|---|---|
| اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَعْلَمُ سِرِّیْ وَعَلَانِیَتِیْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِیْ وَتَعْلَمُ حَاجَتِیْ فَاَعْطِنِیْ سُؤْلِیْ وَتَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ اِیْمَانًا یُّبَاشِرُ قَلْبِیْ وَیَقِیْنًا صَادِقًا حَتّٰی اَعْلَمَ اَنَّہٗ لَا یُصِیْبُنِیْ اِلَّا مَا کَتَبْتَ لِیْ رِضًا مِّنْکَ کَمَا قَسَمْتَ لِیْ اَنْتَ وَلِیِّیْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ۔ اَللّٰھُمَّ لَاتَدَعْ لَنَا فِیْ مَقَامِنَا ھٰذَا ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَہٗ وَلَا ھَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَہٗ | اے اللہ تو میرے ظاہر اور پوشیدہ کو جانتا ہے۔ یا اللہ تو میرے عذر کو قبول فرما تو میری حاجتوں کو جانتا ہے تو میرے سوال مجھے عطا فرما۔ اور جو کچھ بھی میرے دل میں ہے تو اسے جانتا ہے یا الٰہی میرے گناہ معاف فرما۔ اے اللہ میں تجھ سے ایسا ایمان مانگتا ہوں جو میرے دل میں اتر جائے اور ایسا یقین راسخ مانگتا ہوں کہ مجھے یقین ہوجائے کہ تیری تقدیر کے بغیر مجھے کوئی چیز نہیں پہنچ سکتی۔ تو دنیا اور آخرت میں میرا مالک ہے۔ مجھے اسلام کی حالت میں مارنا اور نیک لوگوں میں شامل کرنا۔ اے اللہ تو اس متبرک جگہ میں میرے سارے گناہ معاف فرما میرے سارے فکر دور کردے۔ میری ساری حاجتیں پوری کردے |

وَلَا حَاجَۃً اِلَّا قَضَیْتَہَا وَیَسَّرْتَہَا فِیْہِ۔ یا اللہ ہمارے کام ہم پر آسان کر دے۔ اور ہمارے اُمُوْرَنَا وَاشْرَحْ صُدُوْرَنَا وَنَوِّرْ قُلُوْبَنَا سینے کھول دے ہمارے دلوں کو روشن کر دے اور ہمارا خاتمہ وَاخْتِمْ بِالصَّالِحَاتِ اَعْمَالَنَا اَللّٰھُمَّ نیک اعمال پر ہو ہمیں اسلام پر مار۔ اور اسلام پر زندہ رکھ۔ اور نیک تَوَفَّنَا مُسْلِمِیْنَ وَاَحْیِنَا مُسْلِمِیْنَ وَاَلْحِقْنَا لوگوں کے ساتھ ہم کو ملا دے یا اللہ ہمیں ذلیل نہ کرنا اور بِالصّٰلِحِیْنَ غَیْرَ خَزَایَا وَلَا مَفْتُوْنِیْنَ (طبرانی) امتحان میں نہ ڈالنا۔

یہ دعا حضرت آدم علیہ السلام کی طرف منسوب ہے کہ آپ نے بیت اللہ شریف کا طواف کرتے ہوئے یہ دعا مانگی تھی۔

لیکن سرور کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس دعا کو مقام ابراہیم میں مانگا تھا۔ یہ دعا مسنون دعاؤں میں سے ہے۔ اگر کوئی آدمی اس دعا کو نہ پڑھ سکے تو اور دعا مانگ لے۔

اس کے بعد آپ ملتزم پر آجائیں (ملتزم بیت اللہ شریف کی دیوار کے اس حصہ کا نام ہے جو حجر اسود سے لے کر خانہ کعبہ کے دروازے تک ہے) اور دیوار کعبہ سے آکر لپٹ جائیں اور خوب رو رو کر اپنے گناہوں کی مغفرت کی التجا کریں۔ خواہ اپنی زبان میں دعا مانگیں خواہ عربی میں۔ اور جو دل چاہے وہ دعا مانگیں اس میں کوئی پابندی نہیں بہر حال جو دعا بھی مانگیں خوب دل لگا کر مانگیں۔ یہ قبولیت کا مقام ہے دل کھول کر مانگ لیں۔ سر ہو کر مانگیں۔ رو کر مانگیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

ھٰھُنَا تُسْکَبُ الْعَبَرَاتُ کہ اس جگہ آنسو بہائے جائیں۔

خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس حصہ دیوار سے چمٹ جاتے

اور اس طرح بازو پھیلا کر چمٹتے کہ جس طرح آدمی اپنی ماں سے گلے لگ جاتا ہے آپ اس حصہ دیوار پر اپنے رخسارے رکھتے اور دعائیں مانگتے۔

بہر حال حجاج کرام کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اتنی مشقت اور محنت کا عوض ملنے کا یہی وقت ہے اور یہی مقام ہے۔ اللہ کی رحمت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اور سخی کے دروازہ پر کھڑے ہو کر منگتے اپنے دل کی آرزوئیں بیان کرتے ہیں۔ اگر یہاں جگہ نہ مل سکے تو خانہ کعبہ کے دروازہ کے سامنے کھڑے ہو جائیں اگر وہاں بھی جگہ نہ مل سکے تو دیوار کے باقی حصہ ہی سے چمٹ جائیں۔ نہیں تو پیچھے کھڑے ہو جائیں۔

ابو داؤد کی ایک روایت میں ہے کہ حجۃ الوداع میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم صحابہ کے درمیان کھڑے تھے اور صحابہ ساری دیوار سے چمٹے ہوئے تھے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ آپ ملتزم پر نہیں کھڑے ہوتے تھے۔ سبحان اللہ قربان جاؤں اس رحیم و رؤف نبی کے کہ جس نے امت کی سہولت کو ہر مقام میں ملحوظ فرمایا۔ کیونکہ ملتزم کا حصہ دو گز سے زیادہ نہیں ہے اس میں کتنے آدمی آجاتے؟ اگر آپ ایسا نہ کرتے تو لوگوں کو بہت تکلیف ہوتی بہر حال آپ یہاں جو چاہیں دعا کریں اور جتنی دیر چاہیں کھڑے ہو کر دعا کریں۔

---

آجکل ایک دعا معلمین حضرات نے ترتیب دے رکھی ہے اگر وہ پسند ہو تو اسے پڑھ لیں آپکی واقفیت کیلئے اسے یہاں درج کر دیتا ہوں۔

اَللّٰهُمَّ يَا رَبَّ الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ اَعْتِقْ رِقَابَنَا وَرِقَابَ اٰبَائِنَا وَاُمَّهَاتِنَا وَاِخْوَانِنَا وَاَوْلَادِنَا مِنَ النَّارِ يَا ذَا الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ وَالْفَضْلِ وَالْمَنِّ وَالْعَطَاءِ وَالْاِحْسَانِ (باقی صفحہ ۱۱۴ پر)

ملتزم سے فارغ ہوکر بہتر یہ ہے کہ آپ حجر اسمٰعیل پر بھی آکر دعا کرلیں کہ یہ جگہ بھی قبولیت کا مقام ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ خانہ کعبہ کے پرنالہ کے نیچے دعا قبول ہوتی ہے اور یہ پتھر جو حجر اسمٰعیل علیہ السلام کے نام سے مشہور ہے اس پرنالہ کے نیچے ہے پرنالے کو مسلمانوں کی اصطلاح میں "میزاب رحمت" کہتے ہیں میزاب کا معنٰے ہے پرنالہ اور چونکہ یہاں خدا تعالےٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے اسلئے اسکو میزاب رحمت کہا جاتا ہے اور واقعی یہاں خدا تعالےٰ کی رحمت برستی معلوم ہوتی ہے دل اس رحمت کا احساس کرتا ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ پرنالہ میں سے پانی کی بجائے رحمت آلٰہی برس رہی ہے۔ حجر اسمٰعیل پر بھی کھڑے ہوکر یا بیٹھ کر جو دعا چاہیں پڑھیں کوئی پابندی نہیں[1]

---

(بقیہ صفحہ ۱۱۳) اَللّٰھُمَّ اَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِی الْاُمُوْرِ كُلِّهَا وَاَجِرْنَا مِنْ خِزْیِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَةِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ۔ وَاقِفٌ تَحْتَ بَابِكَ۔ مُلْتَزِمٌ بِاَعْتَابِكَ۔ مُتَذَلِّلٌ بَیْنَ یَدَیْكَ اَرْجُوْ رَحْمَتَكَ وَاَخْشٰی عَذَابَكَ یَا قَدِیْمَ الْاِحْسَانِ۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ اَنْ تَرْفَعَ ذِكْرِیْ وَتَضَعَ وِزْرِیْ وَتُصْلِحَ اَمْرِیْ۔ وَتُطَهِّرَ قَلْبِیْ وَتُنَوِّرَ لِیْ فِیْ قَبْرِیْ۔ وَتَغْفِرَ لِیْ ذَنْبِیْ وَاَسْئَلُكَ الدَّرَجَاتِ الْعُلٰی مِنَ الْجَنَّةِ آمین (دعا صفحہ ہذا) [1] یہاں بھی ایک دعا پڑھائی جاتی ہے جسے معلمین نے ترتیب دیا ہے اگر وہ چاہیں تو اسی کو پڑھ لیں اور وہ دعا یہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ۔ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰی عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ۔ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ خَیْرِ مَا سَئَلَكَ بِهٖ عِبَادُكَ الصَّالِحُوْنَ

(باقی برصفحہ ۱۱۵ پر)

یہاں سے فارغ ہونے کے بعد اب چاہ زمزم پر آجائیں۔ اور زمزم کا پانی خوب سیر ہو کر پئیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ کہ زمزم کا پانی جس نیت سے پیا جائے وہ پوری ہوجاتی ہے

اور ایک حدیث میں ہے کہ زمزم کا پانی بیماریوں کا علاج ہے اور بھوکے کے لئے غذا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ مومن اور منافق میں یہ فرق ہے کہ مومن زمزم کا پانی خوب سیر ہو کر پیتا ہے اور منافق تھوڑا سا پانی پیتا ہے پانی پینے سے پہلے یہ دعا پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّ رِزْقًا وَّاسِعًا وَّشِفَاءً مِّنْ كُلِّ دَاءٍ وَّسُقْمٍ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ (ارشاد الساری) کہ "یا اللہ میں تجھ سے نفع دینے والے علم اور وسیع رزق اور ہر بیماری سے شفا کا سوال کرتا ہوں اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔

اس کے بعد اگر اور کوئی حاجت ہو تو اس کا نام بھی لیں اور اس کے بعد کھڑے ہو کر قبلہ کی طرف منہ کر کے خوب سیر ہو کر پانی پئیں۔ اور کچھ پانی

---

(بقیہ صفحہ ۱۱۴) وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَكَ مِنْهُ عِبَادُكَ الصَّالِحُوْنَ۔ اَللّٰهُمَّ بِاَسْمَائِكَ الْحُسْنٰى وَصِفَاتِكَ الْعُلْيَا. طَهِّرْ قُلُوْبَنَا مِنْ كُلِّ وَصْفٍ يُّبَاعِدُنَا مِنْ مُشَاهَدَتِكَ وَمَحَبَّتِكَ وَاَمِتْنَا عَلَى السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ وَالشَّوْقِ اِلٰى لِقَائِكَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ اَللّٰهُمَّ نَوِّرْ بِالْعِلْمِ قَلْبِيْ۔ وَاسْتَعْمِلْ بِطَاعَتِكَ بَدَنِيْ وَخَلِّصْ مِنَ الْفِتَنِ سِرِّيْ وَاشْغَلْ بِالْاِعْتِبَارِ فِكْرِيْ۔ وَقِنِيْ شَرَّ وَسَاوِسِ الشَّيْطَانِ وَاَجِرْنِيْ مِنْهُ يَا رَحْمٰنُ حَتّٰى لَا يَكُوْنَ لَهُ عَلَيَّ سُلْطَانٌ۔ رَبَّنَا اِنَّنَا اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

اپنے منہ اور سینہ پر بھی ڈالیں۔ لیجئے اب آپ کا طواف مکمل ہو گیا۔ اگر آپ نے حج افراد کی نیت کی ہے تو یہ طواف آپکا سنت ہے۔ اور اس طواف کو طوافِ قدوم کہتے ہیں (حاضری کا طواف) اس کے بعد مفرد فارغ ہو گیا۔

اور اگر آپ نے قران یا تمتع کی نیت کر رکھی ہے تو یہ طواف آپ کا عمرے کا طواف ہے اور یہ آپ پر واجب تھا۔ ابھی آپ عمرہ سے فارغ نہیں ہوئے۔ اب آپ "باب الصفا" سے نکل کر صفا پہاڑی کی طرف چلیں یہ پہاڑی باب الصفا سے بہت قریب ہے اور راستہ میں یہ کلمات کہیں۔

اَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰہُ بِہٖ وَرَسُوْلُہٗ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰہِ فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْہِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِھِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَاِنَّ اللّٰہَ شَاکِرٌ عَلِیْمٌ۔

میں اپنی دوڑ کو اسی جگہ سے شروع کرتا ہوں جس کا ذکر اللہ تعالےٰ نے پہلے کیا ہے اور جہاں سے اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے دوڑ شروع کی تھی۔ بیشک صفا اور مروہ دونوں پہاڑیاں اللہ تعالےٰ کے نشانات سے ہیں سو جو شخص بیت اللہ شریف کا حج کرے یا عمرہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ انکا طواف بھی کرے اور جو خوشی سے نیکی کریگا تو اللہ تعالےٰ قدر دان ہے اور جاننے والا ہے

(صفا اور مروہ کی دوڑ واجب ہے۔ "گناہ نہیں" اس لئے فرمایا ہے کہ جاہلیت کے زمانہ میں مشرکوں نے یہاں بھی بت رکھے ہوئے تھے۔ مسلمانوں کو خیال ہوا کہ چونکہ یہاں بت نصب کئے گئے تھے ان کا طواف کرنے سے کوئی گناہ نہ ہو تو اللہ تعالےٰ نے اس کے متعلق وضاحت فرما دی کہ اس میں

کچھ گناہ نہیں ہے) جب آپ صفا پہاڑی پر پہنچ جائیں تو اس کی سیڑھیوں پہ کھڑے ہو جائیں اور قبلہ کی طرف منہ کر لیں اور یہ کلمات کہیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ اَسْعٰی بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ سَبْعَۃَ اَشْوَاطٍ۔

یا اللہ میں صفا مروہ کی دوڑ کی نیت کرتا ہوں۔

اس کے بعد یہ کلمات کہیں۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا وَسُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔ وَبِحَمْدِہِ الْکَرِیْمِ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا وَمِنَ اللَّیْلِ فَاسْجُدْ لَہٗ وَسَبِّحْہُ لَیْلًا طَوِیْلًا۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ اَنْجَزَ وَعْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ۔

اللہ بہت بڑا ہے اللہ کی بہت تعریف ہے اللہ پاک ہے جو بہت عظمت والا ہے اسی سخی کی صبح و شام تعریف ہے اور رات کے کچھ حصہ میں اس کو سجدہ کر اور بڑی رات گئے تک اس کی تسبیح کہہ (یہاں تک تین دفعہ کہیے) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس نے اپنا وعدہ پورا کر دیا۔ اور اپنے بندہ کو مدد دی اور تمام شیطانی لشکروں کو شکست دی۔

اس کے بعد آدمی تین دفعہ اللہ اکبر کہے اور ہر مرتبہ کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور اس کے بعد ہاتھ چھوڑ دے اور مروہ کی طرف چلنا شروع کر دے اور راستہ میں ذکر الٰہی کرتا جائے۔ یہاں بھی ذکر کے لئے کوئی خاص الفاظ معین نہیں۔ آپ جو چاہیں پڑھ سکتے ہیں۔

لیکن لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ پڑھنا افضل ہے۔

آپ ہر چکر میں دعا مذکورہ کو پڑھتے جائیں اور جب وادی کے نشیب میں پہنچیں تو ساتوں چکروں میں دوڑیں (اس نشیب زمین پر آجکل سبز رنگ

کے دونوں طرف ستون نصب کئے گئے ہیں تاکہ حجاج کرام کو معلوم ہو جائے کہ یہاں سے لے کر وہاں تک دوڑنا ہے۔ اسے اصطلاح شریعت میں ہرولہ کہتے ہیں۔ یہ بھی مردوں کے لئے ہے عورتوں کے لئے نہیں (بعض ناواقف عورتیں بھی دوڑ لگاتی دیکھی گئی ہیں۔ ان کو نہ دوڑنا چاہیئے) اور اگر بازار میں رش زیادہ ہو اور دوڑنے کا موقعہ نہ مل سکے تو بھی چھوٹے چھوٹے قدم رکھتے جائیں اور شکل دوڑنے کی رکھیں۔ اگر راستہ بالکل ہی رکا ہوا ہو تو بھی ایک ہی جگہ پر اس طرح پاؤں اٹھا اٹھا کر رکھیں جیسے آپ دوڑ رہے ہیں۔

---

(صفا مروہ کی دوڑ کے لئے بھی معلمین حضرات نے دعائیں ترتیب دے رکھی ہیں ان کو بھی آپ کی واقفیت کے لئے یہاں درج کر دیتا ہوں)

## پہلے چکر کی دعا

اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا وَسُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ الْکَرِیْمِ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا وَمِنَ اللَّیْلِ فَاسْجُدْ لَہٗ وَسَبِّحْہُ لَیْلًا طَوِیْلًا۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ اَنْجَزَ وَعْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ لَا شَیْءَ قَبْلَہٗ وَلَا بَعْدَہٗ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَهُوَ حَیٌّ دَائِمٌ لَا یَمُوْتُ وَلَا یَفُوْتُ اَبَدًا بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَاِلَیْہِ الْمَصِیْرُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاعْفُ وَتَکَرَّمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّکَ تَعْلَمُ مَا لَا نَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ اللّٰہُ الْاَعَزُّ الْاَکْرَمُ رَبَّنَا نَجِّنَا مِنَ النَّارِ سَالِمِیْنَ غَانِمِیْنَ فَرِحِیْنَ مُسْتَبْشِرِیْنَ مَعَ عِبَادِکَ الصَّالِحِیْنَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصَّالِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا ذٰلِکَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰہِ وَکَفٰی بِاللّٰہِ عَلِیْمًا۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ حَقًّا حَقًّا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تَعَبُّدًا وَّرِقًّا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِیَّاہُ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ وَلَوْ کَرِہَ الْکَافِرُوْنَ۔

پھر جب آپ مروہ پہاڑی کے قریب پہنچ جائیں تو پھر وہی دعا پڑھیں جو صفا پر چڑھتے وقت پڑھی تھی یعنی ابدا ً بما بدا اللہ بہ ورسولہ۔ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰہِ فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْہِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِہِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَاِنَّ اللّٰہَ شَاکِرٌ عَلِیْمٌ پھر اس کے بعد مروہ کی سیڑھیوں پر چڑھ جائیں یہ آپ کا ایک چکر ہو گیا۔ سیڑھیوں پر چڑھ کر پھر وہی لفظ کہیں جو صفا پہاڑی کی سیڑھیوں پر پڑھے تھے یعنی اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا وَسُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہِ الْکَرِیْمِ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا۔ وَمِنَ اللَّیْلِ فَاسْجُدْ لَہٗ وَسَبِّحْہُ لَیْلًا طَوِیْلًا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ اَنْجَزَ وَعْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ پھر اس کے بعد تین دفعہ اللہ اکبر کہیں اور ساتھ ہی ہاتھ اٹھائیں اور پھر چھوڑ کر نیچے اتر آئیں اور دوسرا چکر شروع کریں۔ غرض کہ جب کسی پہاڑی کے پاس پہنچیں تو دوڑنا شروع کر دیں اور اگلے سبز ستونوں تک دوڑتے جائیں۔

## دوسرے چکر کی دعا

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْوَاحِدُ الْفَرْدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ صَاحِبَۃً وَّلَا وَلَدًا وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَکَبِّرْہُ تَکْبِیْرًا۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ قُلْتَ فِیْ کِتَابِکَ الْمُنَزَّلِ اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ۔ دَعَوْنَاکَ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا کَمَا اَمَرْتَنَا اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّکُمْ فَاٰمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَکَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ رَبَّنَا اٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِکَ وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ۔ رَبَّنَا عَلَیْکَ تَوَکَّلْنَا وَاِلَیْکَ اَنَبْنَا وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ۔ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ

سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاعْفُ وَتَكَرَّمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا لَا نَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ

## تیسرے چکّر کی دعا

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ - رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُكَ الْخَیْرَ كُلَّهٗ عَاجِلَهٗ وَاٰجِلَهٗ وَاسْتَغْفِرُكَ لِذَنْبِیْ وَاَسْئَلُكَ رَحْمَتَكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاعْفُ وَتَكَرَّمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا لَا نَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا وَلَا تُزِغْ قَلْبِیْ بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنِیْ وَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ اَللّٰهُمَّ عَافِنِیْ فِیْ سَمْعِیْ وَبَصَرِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ - اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِكَ فَلَكَ الْحَمْدُ حَتّٰی تَرْضٰی

## چوتھے چکّر کی دُعا

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ - اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُكَ مِنْ خَیْرِ مَا تَعْلَمُ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ وَاسْتَغْفِرُكَ مِنْ كُلِّ مَا تَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ - مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ الصَّادِقُ الْوَعْدِ الْاَمِیْنُ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُكَ كَمَا هَدَیْتَنِیْ لِلْاِسْلَامِ اَنْ لَّا تَنْزِعَهٗ مِنِّیْ حَتّٰی تَتَوَفَّانِیْ

وَاَنَا مُسْلِمٌ۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَّفِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَّفِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا اَللّٰهُمَّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَيَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ وَسَاوِسِ الصَّدْرِ وَشَتَاتِ الْاَمْرِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا يَلِجُ فِی اللَّيْلِ وَشَرِّ مَا يَلِجُ فِی النَّهَارِ وَمِنْ شَرِّ مَا تَهُبُّ بِهِ الرِّيَاحُ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ سُبْحَانَكَ مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ يَا اَللّٰهُ سُبْحَانَكَ مَا ذَكَرْنَاكَ حَقَّ ذِكْرِكَ يَا اَللّٰهُ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاعْفُ وَتَكَرَّمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا لَا نَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ

## پانچویں چکر کی دعا

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔ سُبْحَانَكَ مَا شَكَرْنَاكَ حَقَّ شُكْرِكَ يَا اَللّٰهُ سُبْحَانَكَ مَا اَعْلٰى شَانَكَ يَا اَللّٰهُ۔ اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْاِيْمَانَ وَزَيِّنْهُ فِیْ قُلُوْبِنَا وَكَرِّهْ اِلَيْنَا الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ وَاجْعَلْنَا مِنَ الرَّاشِدِيْنَ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاعْفُ وَتَكَرَّمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا لَا نَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ اَللّٰهُمَّ قِنِیْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ اَللّٰهُمَّ اهْدِنِیْ بِالْهُدٰى وَنَقِّنِیْ بِالتَّقْوٰى وَاغْفِرْ لِیْ فِی الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى اَللّٰهُمَّ ابْسُطْ عَلَيْنَا مِنْ بَرَكَاتِكَ وَرَحْمَتِكَ وَفَضْلِكَ وَرِزْقِكَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ النَّعِيْمَ الْمُقِيْمَ الَّذِیْ لَا يَحُوْلُ وَلَا يَزُوْلُ اَبَدًا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَّفِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَّمِنْ فَوْقِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ فِیْ نَفْسِیْ نُوْرًا وَّعَظِّمْ لِیْ نُوْرًا رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَيَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ۔

## چھٹے چکر کی دعا

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

وحده صدق وعده ونصر عبده وهزم الاحزاب وحده لا اله الا الله ولا نعبد الا
اياه مخلصين له الدين ولو كره الكافرون اللهم انی اسئلك الهدی والتقی والعفاف والغنی
اللهم لك الحمد كالذی تقول وخيرا مما نقول اللهم انی اسئلك رضاك والجنة ونعوذ بك
من سخطك والنار وما يقربنی اليها من قول او فعل او عمل اللهم بنورك اهتدينا
وبفضلك استغنينا وفی كنفك وانعامك وعطائك واحسانك اصبحنا وامسينا
انت الاول فلا قبلك شیء والآخر فلا بعدك شیء والظاهر فلا شیء فوقك و
الباطن فلا شیء دونك نعوذ بك من الفلس والكسل وعذاب القبر وفتنة الغنی
ونسئلك الفوز بالجنة رب اغفر وارحم واعف وتكرم وتجاوز عما تعلم انك تعلم
ما لا نعلم انك انت الله الاعز الاكرم

**ساتویں چکر کی دعا** الله اكبر الله اكبر الله اكبر كبيرا والحمد لله كثيرا۔ اللهم حبب الی
الايمان وزينه فی قلبی وكره الی الكفر والفسوق والعصيان واجعلنی من الراشدين رب
اغفر وارحم واعف وتكرم وتجاوز عما تعلم انك تعلم ما لا نعلم انك انت الله الاعز الاكرم
اللهم اختم بالخيرات آجالنا وحقق بفضلك آمالنا وسهل لبلوغ رضاك سبلنا وحسن فی
جميع الاحوال اعمالنا يا منقذ الغرقی يا منجی الهلكی يا شاهد كل نجوی يا منتهی كل شكوی
يا قديم الاحسان يا دائم المعروف يا من لا غنی بشیء عنه ولا بد لكل شیء منه
يا من رزق كل شیء عليه ومصير كل شیء اليه۔ اللهم انی عائذ بك من شر ما
اعطيتنا ومن شر ما منعتنا اللهم توفنا مسلمين والحقنا بالصالحين غير خزايا
ولا مفتونين۔ رب يسر ولا تعسر رب اتمم بالخير۔

(۷)

لیجئے مروہ پہاڑی پر آ کر آپ کے سات چکر پورے ہو گئے اب اگر آپ نے قران یا افراد کا احرام باندھ رکھا ہے تو آپ حجامت نہ کرائیں اور اگر تمتع کی نیت کی تھی یعنی صرف عمرہ کا احرام باندھا تھا تو اب آپ بیٹھ کر حجامت بنوا لیں کیونکہ عمرہ یا حج میں سر کا منڈانا یا کترانا بھی واجب ہے اور اس کے چھوڑ دینے سے ایک قربانی دینی پڑتی ہے۔

آپ کے لئے بہتر یہ ہے کہ آپ سر منڈائیں کیونکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سر منڈانے والوں کے لئے تین دفعہ رحمت کی دعا فرمائی ہے۔ اور کترانے والوں کے لئے صرف ایک دفعہ۔ حجامت کرا لینے کے بعد آپ کا عمرہ مکمل ہو گیا۔ لیجئے آپ کا عمرہ پورا ہو گیا آپ کو عمرہ مبارک ہو اب آپ اپنا احرام اتار دیں۔

# فضائل مکہ مکرمہ

مکہ مکرمہ کے فضائل بہت زیادہ ہیں جن میں سے قرآن پاک میں بھی کافی ذکر ہوئے ہیں چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ سب سے پہلا گھر جو لوگوں کے لئے بنایا گیا وہ وہ ہے جو مکہ مکرمہ میں ہے برکت والا اور سارے جہانوں کی ہدایت کا سرچشمہ اس میں بڑے کھلے کھلے نشانات ہیں۔ (از انجملہ ایک) مقام ابراہیم (بھی ہے) جو اس شہر میں داخل ہو جائے اُسے امن ہے۔

اور اس کے بعد یہ بھی فرمایا ہے کہ لوگوں پر بیت اللہ شریف کا حج کرنا اللہ تعالےٰ کے لئے فرض ہے۔ جس آدمی کو بھی حج کی طاقت ہو اور جو شخص

اس سے انکار کرے گا تو اللہ تعالے جہان والوں سے بے نیاز ہے۔
اور یہ بھی قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ تو کہہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اس شہر کے رب کی عبادت کروں جس نے اسے حرمت والا بنایا ہے۔
اس آیت سے معلوم ہوا کہ شہر بڑی عزت والا ہے اور اسے اللہ نے خود حرم مقرر فرمایا ہے۔
ایک اور آیت میں فرمایا کہ کیا ہم نے ان کو امن والے حرم میں جگہ عطا نہیں فرمائی کہ اس کی طرف ہر طرح کے میوے کھنچے چلے آتے ہیں یہ ہماری طرف سے رزق ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔
غور فرمایئے یہاں کے پھلوں کو اللہ تعالے نے اپنی طرف منسوب فرمالیا ہے۔
ایک اور آیت میں یہ فرمایا ہے کہ کیا یہ لوگ یہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے حرم کو امن والا بنایا۔ لوگ ان کے اردگرد سے اچکے جاتے ہیں یہ لوگ باطل پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ کے سچے احسانات کا انکار کرتے ہیں۔
اور ایک آیت میں یہ فرمایا ہے کہ اور مسجد حرام وہ مسجد کہ جس کو ہم نے باہر کے رہنے والوں اور مکہ کے رہنے والوں کے لئے برابر کا درجہ دیا ہے۔ اور جو شخص اس میں الحاد (ظلم) کریگا ہم اس کو دردناک عذاب میں مبتلا کریں گے۔

اس آیت سے بیت اللہ شریف اور مکہ مکرمہ کی کمال فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ یہ مسجد تمام دنیا کے لئے برابر ہے اس میں سب کا حق برابر ہے

اور اگر کوئی شخص یہاں ظلم کا ارادہ بھی کرے گا اللہ تعالٰے اس کو ضرور سزا دیں گے۔ اتنی وعید اور کسی جگہ کی بے حرمتی کے لئے نہیں آئی۔

اور ایک آئت شریف کے یہ لفظ ہیں کہ جب ہم نے (حضرت) ابراہیم کو اس مکان کی جگہ دے دی (تو حکم دیا) کہ اس میرے گھر کو طواف کرنے والوں قیام کرنے والوں رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک کرے

اس آیت میں اللہ تعالٰے نے اس گھر کو اپنا گھر فرمایا ہے اور یہ دنیا جہان کی کسی جگہ کو بھی شرف نہیں مل سکا۔ سچ ہے جسے پیا چاہے وہی سہاگن ہوتی ہے۔ اور قرآن مجید کی ایک آیت کے یہ لفظ ہیں کہ اسی طرح ہم نے تیری طرف وحی نازل فرمائی کہ توام القریٰ اور اس کے ارد گرد والوں کو ڈرائے اور قیامت کے دن سے ڈرائے جس میں کوئی شک نہیں ایک فریق جنت میں جائے گا۔ اور ایک فریق جہنم میں چلا جائے گا۔

اس آئت میں اللہ تعالٰے نے مکہ مکرمہ کو تمام دنیا جہان کے شہروں اور بستیوں کی ماں فرمایا ہے۔

اس کے علاوہ دنیا کی جو بھی آبادی ہے وہ سب اسی کے بچے بچیاں ہیں۔ سچ ہے دنیا کی ابتدا یہیں سے ہوئی تھی۔

جیسے کہ احادیث سے ثابت ہوتا ہے۔ یہی وہ شہر ہے جس کی اللہ تعالٰے نے قسم کھائی ہے۔ یہ شرف اور کسی شہر کو حاصل نہیں ہو سکا۔

اسی لئے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے شب ہجرت مکہ مکرمہ سے نکلتے وقت مکہ مکرمہ کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ تو اللہ کی زمین سے بہترین زمین

ہے۔ اور تو اللہ تعالےٰ کو بہت پیارا ہے اگر یہاں سے مجھے مجبور کر کے نہ نکالا جاتا تو میں کبھی یہاں سے نہ نکلتا (ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ)

حجۃ الوداع کے روز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے خون اور آبرو اور مال کی حرمت کی مثال اسی شہر مکہ مکرمہ سے دی تھی (ابن ملجہ)

دوسری ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان اس بات سے ناامید ہو چکا ہے کہ اس شہر میں اسکی پوجا کی جائے (ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے اس شہر کو اس دن سے حرام قرار دیا ہے جس دن کہ اس نے آسمان اور زمین بنائے تھے۔ اس کی حرمت قیامت تک بدستور جاری رہے گی۔ اس میں کسی کو لڑنے کی اجازت نہیں ہے ہاں اللہ تعالےٰ نے اس کو میرے لئے ایک گھڑی بھر کے لئے حلال کیا۔ یہاں کا کانٹا بھی نہ توڑا جائے اس کے شکار کو بھگایا بھی نہ جائے یہاں کی گری پڑی چیز کو اٹھایا نہ جائے (بخاری۔ مسلم)

ہاں یہی وہ شہر ہے جس کے متعلق امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ اس شہر کی نیکی لاکھ نیکیوں کے برابر درجہ پاتی ہے۔ یہاں ہر روز جنت کی خوشبو نازل ہوتی ہے۔ ہاں یہی وہ شہر ہے جس میں خدا کا گھر ہے۔ یہ شہر رسول کا مولد ہے۔ رسول اور مومنوں کا شہر ہے اور ہر چیز کے لئے مامن اور جائے پناہ ہے۔

حاطب بن ابی بلتعہ کی حدیث کے یہ لفظ ہیں کہ جو شخص مکہ مکرمہ اور مدینہ

منورہ کے حرم میں فوت ہوگا وہ قیامت کے روز امن والا اٹھایا جائے گا۔
اس حدیث کو ابن جوزی نے روایت کیا ہے۔ یہی وہ شہر ہے جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی چہیتی بیوی حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا استراحت فرما ہیں۔ جس میں عبداللہ بن زبیر۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق۔ سیدنا حضرت قاسم بن سیدالمرسلین حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ عبداللہ بن عمر۔ ابو قحافہ والد ابو بکر صدیق اکبر۔ اور ابو محذورہ موذن رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم دفن ہیں۔

یہی وہ مقدس شہر ہے جس کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ یہ امت اس وقت تک خیریت میں رہے گی جبتک یہ مکہ مکرمہ کی تعظیم کرتی رہے گی اور جب اسکو ضائع کردیگی تو ہلاک ہوجائیگی (ابن ماجہ)

## مکہ مکرمہ کے مشاغل

احرام اتار دینے کے بعد اب آپ آزاد ہیں۔ احرام کی کوئی پابندی اب آپ کے ذمہ نہیں ہے۔ بالکل جس طرح آپ اپنے گھر میں آزاد تھے وہاں بھی آزاد ہیں۔

اب مکہ مکرمہ کے ایام میں آپ کے لئے صرف دو مشغلے ہیں۔ ایک عبادت الٰہی کا شغل اور دوسرا سیر وسیاحت کا۔ پہلے عبادت کے متعلق تھوڑا سا عرض کرلوں اس کے بعد آپ کو سیر کرانے کے لئے لے چلوں گا انشاء اللہ تعالےٰ۔ بطور تمہید پہلے آپ یہ سمجھ لیں کہ مکہ مکرمہ میں ہر ایک

عمل کا ایک لاکھ گنا ثواب ملتا ہے۔

چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ مسجد حرام میں ایک نماز پڑھنے کا ثواب ایک لاکھ نماز پڑھنے کے برابر ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس اور انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مکہ مکرمہ میں ہر نیکی کا اجر لاکھ گنا زیادہ ملتا ہے۔ امام حسن بصری رحمتہ اللہ سے منقول ہے کہ مکہ مکرمہ میں ایک دن روزہ رکھنے سے ایک لاکھ دن کے روزوں کا ثواب ملتا ہے اور ایک درہم اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا ثواب ایک لاکھ درہم خرچ کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ سات طواف کرنے کا اجر ایک عمرہ کے برابر ملتا ہے اور تین عمروں کا اجر ایک حج کے برابر ہے اور عمرہ کو حج صغریٰ (چھوٹا حج) کہا جاتا ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ رمضان شریف میں عمرہ کرنے کا ثواب حج کے برابر ملتا ہے (منقول از قوت القلوب)

اس لئے آپ مکہ مکرمہ کے ایام میں زیادہ سے زیادہ عبادت الٰہی میں مشغول رہیں۔ اور اس موقعہ سے فائدہ اٹھائیں۔ کہ ایسے نایاب موقعہ زندگی میں بار بار نہیں آیا کرتے۔ اب اپنے مشاغل کے متعلق ذرا سن لیں

## ضروری لغات

اب آپ ایک ایسے ملک میں آگئے ہیں جس کی زبان آپ سے علیحدہ ہے یہاں کے باشندے آپ کی زبان نہیں جانتے۔ آپ ان کی زبان سے

ناواقف ہیں۔ اس کی آپ کو بہت تکلیف ہوگی۔ آخر آپ اپنی ضروریات زندگی حاصل کرنے پر مجبور ہیں اس لئے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ کو چند ایک ضروری چیزوں کے نام بتلا دوں جن کی آپ کو ہر وقت ضرورت پیش آئے گی۔ تاکہ آپ اپنی ضروریات پوری کر سکیں کثیر الاستعمال الفاظ صرف جمع کر دیئے گئے ہیں ان کی ترتیب ممکن نہ تھی۔

| لفظ | معنی | لفظ | معنی | لفظ | معنی | لفظ | معنی |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| رِیَال | روپیہ | قِرْش | آنہ | قُرُوْش | آنے | فلس | پیسہ |
| کَمْ | کتنا یا کتنے | کَمْ رِیَال | کتنے روپے | کَمْ قُرُوْش | کتنے آنے | کَمْ فُلُوْس | کتنے پیسے |
| اَیْنَ | کہاں | اَیّ | کونسا | اَنّٰی | کب | هَلْ | کیا؟ |
| مَاذَا | کیا | مَنْ | کون | مَتٰی | کب | نِصْفٌ | آدھا |
| ثُلُثٌ | تہائی | رُبُعٌ | چوتھائی | خُمُسٌ | پانچواں حصہ | سُدُسٌ | چھٹا حصہ |
| سُبُعٌ | ساتواں حصہ | ثُمُنٌ | آٹھواں حصہ | تُسُعٌ | نواں حصہ | عُشُرٌ | دسواں حصہ |
| وَاحِد | ایک | اِثْنَانِ | دو | ثَلٰثَة[1] | تین | اَرْبَعَة | چار |
| خَمْسَة | پانچ | سِتَّة | چھ | سَبْعَة | سات | ثَمَانِيَة | آٹھ |
| تِسْعَة | نو | عَشَرَة | دس | اَحَدَ عَشَرَ | گیارہ | اِثْنَا عَشَرَ | بارہ |
| ثَلٰثَةَ عَشَرَ | تیرہ | اَرْبَعَةَ عَشَرَ | چودہ | خَمْسَةَ عَشَرَ | پندرہ | سِتَّةَ عَشَرَ | سولہ |
| سَبْعَةَ عَشَرَ | ستارہ | ثَمَانِيَةَ عَشَرَ | اٹھارہ | تِسْعَةَ عَشَرَ | انیس | عِشْرُوْنَ[2][3] | بیس |

[1] آج کل عربی حرف ث کی بجائے ت بولتے ہیں مثلاً اثنان کی بجائے اتنان، ثلثہ کی بجائے تلتہ، ثمانیہ کی بجائے تمانیہ بہر حال ہر وہ لفظ جس میں ث آتی ہے اس کو ت سے بولتے ہیں۔ [2] اکیس بائیس کے لئے وہی اکائیاں ساتھ لگتے جائیں مثلاً احد عشرون اکیس اثنا عشرون بائیس [3] ہذا القیاس احد ثلثون اکتیس وغیرہ وغیرہ۔

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ثلاثون | تیس | اربعون | چالیس | خمسون | پچاس | ستون | ساٹھ |
| سبعون | ستر | ثمانون | اسی | تسعون | نوے | مائة | سو |
| مائتین | دو سو | ثلث مائة | تین سو | اربعة مائة | چار سو | خمسة مائة | پانچ سو |
| ستة مائة | چھ سو | سبعة مائة | سات سو | ثمانیة مائة | آٹھ سو | تسع مائة | نو سو |
| الف | ہزار | مائة الف | ایک لاکھ | الف الف | دس لاکھ | کوکا کولا | سوڈا واٹر |
| ببسی کولا | سوڈا واٹر | اسکولا | سوڈا واٹر | ثلج | برف | ماءٌ[1] | پانی |
| حلیب[2] | دودھ | لبن | دودھ | مخیض | لسی | شراب | پینے کی چیز |
| شربت | پینے کی چیز | کاس | گلاس | ابریق | لوٹا | طشت | تھالی |
| قدر | ہنڈیا | حطب | لکڑی (بالن) | خشب | لکڑی | خبز | روٹی |
| دقیق | آٹا | بر | گندم | شعیر | جو | ارز | چاول |
| لحم | گوشت | ملح | نمک | سمن | گھی | مرق | شوربہ |
| اشرب | پی | تفضل | کھا | کل | کھا | طعام | کھانا |
| تنبول | پان | شای | چائے | هات | لے آ | عطش | پیاس |
| لعوق | چٹنی | بطاطة | آلو | قلقاش | اروی | ادام | سالن |
| فلفل | مرچ | ملعقة | چمچہ | لفت | شلغم | خبز فرنجی | ڈبل روٹی |
| بیضة | انڈا | مخلل | اچار | کبابة | گلاس | فجل | مولی |
| بامیة | بھنڈی توری | بصل | پیاز | ثوم | تھوم | لوکندة | ہوٹل |
| سکین | چھری | انار | برتن | سمکة | مچھلی | طحین | آٹا |

۱ آجکل مُوَیہ بولتے ہیں ۲ آجکل حلیب دہی کیلئے بولتے ہیں اور لبن دودھ کے لئے ۔

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| عَاطِظٌ | رکابی پلیٹ | عَدَسٌ | مسور کی دال | عُلْبَةٌ | ملیتی | فِنْجَانٌ | پیالی |
| بَاذِنْجَانٌ | بینگن | جُوْعٌ | بھوک | ثَوْبٌ[1] | کپڑا | قَمِيْصٌ | کرتہ |
| إِزَارٌ | تہبند | طَرْبُوْشٌ | ترکی ٹوپی | سِرْوَالٌ | شلوار، پاجامہ | مِنْدِيْلٌ | رومال |
| إِحْرَامٌ | بڑا رومال | جَوْرَبٌ | جراب | عِمَامَةٌ | پگڑی | خَيْطٌ | دھاگہ |
| مِخْيَطٌ | سوئی | كَلْيُنَةٌ | [illegible] | بَطَّانِيَّةٌ | کمبل | شَمْسِيَّةٌ | چھتری |
| فِرَاشٌ | بستر | مِنْشَفَةٌ | تولیہ | إِبْرَةٌ[2] | سوئی | خِمَارٌ | دوپٹہ |
| أَبٌ | باپ | اِبْنٌ | بیٹا | وَلَدٌ | بچہ | أَخٌ | بھائی |
| عَمٌّ | چچا | خَالٌ | ماموں | زَوْجٌ | خاوند | صِهْرٌ | خسر، داماد |
| سُكَّرٌ | کھانڈ | عَسَلٌ | شہد | تَمْرٌ | کھجور | بِطِّيْخٌ | خربوزہ |
| حَبْحَبٌ | تربوز | مِشْمِشٌ | خوبانی | خَوْخٌ | آڑو | تُفَّاحٌ | سیب |
| رُمَّانٌ | انار | عِنَبٌ | انگور | لَوْزٌ | بادام | مَوْزٌ | کیلا |
| تِيْنٌ | انجیر | بُرْتُقَالٌ | سنگترہ | كُمَّثْرَى | امرود | جَزَرٌ | گاجر |
| هِرَّةٌ | بلی | شَاةٌ | بکری | مَعْزٌ | بکری | ضَأْنٌ | بھیڑ |
| بَقَرَةٌ | گائے | نَاقَةٌ | اونٹنی | إِبِلٌ | اونٹ | ثَوْرٌ | بیل |
| نَارٌ | آگ | كِبْرِيْتٌ | دیاسلائی | سِيْجَارَةٌ | سگریٹ | دُخَانٌ | دھواں، حقہ |
| سُوْقٌ | بازار | زُقَاقٌ | گلی کوچہ | شِيْشَةٌ | حقہ | سَاعَةٌ | گھڑی |
| سَاعَةٌ | گھنٹہ | دَقِيْقَةٌ | منٹ | قِنِّيْنَةٌ | شیشی | ذَهَبٌ | سونا |
| طَرِيْقٌ | راستہ | كَاسِدٌ | کھوٹا | ثَمَنٌ | قیمت | حَبْلٌ | رسی یا رسہ |

۱؎ آجکل عربی ثوب اس لمبے چوغے کو کہتے ہیں جو وہ پہنتے ہیں۔ ۲؎ آجکل ابرۃ انجکشن لگانے کی سوئی کو کہتے ہیں

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| عَدِيلَة | لوری | مِيزَان | ترازو | طَاوِلَة | میز | بُكْرَة | صبح |
| عَشِيَّة | شام | طَلْحِيَة | کاغذ کا ورق | جُنْدِي | سپاہی | عَسْكَرِي | فوجی سپاہی |
| بُولِيس | عام سپاہی | تِلِغْرَاف | ٹیلیفون | مِفْتَاح | چابی | بُوسْتَة | ڈاک خانہ |
| طَابِع | ٹکٹ | جَبَل | پہاڑ | سَجَّادَة | مصلے | فَحْم | کوئلہ |
| نَظَّارَة | عینک | سِكَّة | سڑک | قُفْل | تالہ | زَيْت | تیل |
| زَيَّات | تیلی | خَصَّاف | موچی | قَصَّار | دھوبی | خَيَّاط | درزی |
| سَاعَاتِي | گھڑی ساز | حَلَّاق | نائی | دُكْتُور | ڈاکٹر | قَابِلَة | دائی |
| هُنَا | اس جگہ | نَعَم | ہاں | هٰذَا | یہ | ذَالِكَ | وہ |
| دَرَّاجَة | سائیکل | دَرَّاجَة نَارِيَّة | موٹر سائیکل | سَيَّارَة | موٹر | طَيَّارَة | ہوائی جہاز |
| بَاخِرَة | سمندری جہاز | سَائِق | ڈرائیور | مَنْزِل | مکان | اُوضَة | کمرہ |
| دَارُ الشِّفَاء | ہسپتال | صُنْدُوقُ الْبُوسْطَة | لیٹر بکس | نُقُود | منی آرڈر | يَوْمُ السَّبْت | ہفتہ |
| يَوْمُ الْأَحَد | اتوار | يَوْمُ الْاِثْنَيْن | سوموار | يَوْمُ الثُّلَاثَاء | منگل | يَوْمُ الْأَرْبِعَاء | بدھ |
| يَوْمُ الْخَمِيس | جمعرات | يَوْمُ الْجُمُعَة | جمعہ | | | | |

# کچھ معلموں کے متعلق

حجاج کرام آپ کو عمرہ کرانے کے بعد اب مکان کی ضرورت ہے آپ اس معاملہ میں اپنے معلم کے محتاج ہیں۔

معلمین حضرات بذاتِ خود بہت بڑے دولت مند آدمی ہیں۔ ایک ایک معلم کے کئی کئی مکان ہوتے ہیں۔ ان کو وہ کرائے پر چڑھا دیتے ہیں

سب سے پہلے وہ اپنے مکان حجاج کرام کو دیتے ہیں اس کے بعد عربی لوگوں کا دستور ہے کہ وہ اپنے تعلق والے کسی قریب کے معلم کو اطلاع دے دیتے ہیں کہ ہمارے پاس کرایہ کے لئے مکان خالی ہے۔ وہ معلم اس مکان کو کرائے پر چڑھا دیتا ہے یعنی اپنے حاجیوں کو اس میں آباد کرا دیتا ہے۔

مکان کا کرایہ مالک مکان ہی طے کرتا ہے لیکن اس میں سے تیسرا حصہ معلم کی ایجنٹی کا ہوتا ہے۔ اگر چھ سو کرایہ طے ہو تو اس میں سے چار سو مالک مکان کو ملے گا اور دو سو معلم لے لیگا۔

معلمین چونکہ عرب کے بہت سرمایہ دار لوگ ہیں۔ حکومت میں بھی ان کا کافی عمل دخل ہے اس لئے حکومت بھی ان کی معمولی باتوں کا نوٹس نہیں لیتی مکانات کا یہ دستور اتنا رواج پکڑ چکا ہے کہ کوئی مالک مکان ان کے بغیر اپنا مکان کرایہ پر دے ہی نہیں سکتا اور اگر کوئی دیدے تو اس حاجی کا معلم اس سے بھی تیسرا حصہ وصول کر لیتا ہے۔

جب آپ مکان میں آکر بیٹھ جائیں گے تو آپ کی تمام ضرورتوں سے پہلے معلم آپ سے یہ کہے گا کہ حاجی صاحبان اگر آپ کے پاس کچھ روپیہ زکوٰۃ، خیرات یا صدقہ کا ہو تو وہ آپ مجھے دیدیں۔ کیونکہ آپ لوگ یہاں کے غربا۔ فقرا اور مستحقین سے واقف نہیں ہیں اور ہم لوگ واقف ہیں ہم مستحق لوگوں کو دیں دینگے۔

حاجی صاحبان کی عقیدت عموماً اس طرح کی ہوتی ہے کہ وہ عرب کی ہر چیز کو معصوم خیال کرتے ہیں۔ ہر آدمی کو فرشتہ سمجھتے ہیں وہ فوراً جو کچھ ان کے

پاس ہوتا ہے نکال کر معلم کے حوالے کر دیتے ہیں۔ اس کے بعد معلمین اس میں سے ایک پیسہ بھی فقرار کو نہیں دیتے۔ سب اپنی جیب میں ڈال لیتے ہیں

اسی طرح کا ایک فریب یہ بھی کیا جاتا ہے کہ معلم حضرات حجاج کرام سے پوچھتے ہیں کہ آپ اگر حج بدل کرانا چاہیں تو ہمیں اطلاع دیدیں۔ آپ سے مبلغ ایک سو روپیہ یا پچاس روپیہ لیا جاوے گا۔ عام طور پر حاجی صاحبان یہ حساب لگاتے ہیں کہ ہمارا ایک حج پر قریباً ڈیڑھ ہزار روپیہ خرچ ہو جائیگا اگر دوسرا حج ہمیں سو یا پچاس روپیہ میں مل جائے تو ہمیں اور کیا چاہیئے۔ وہ فوراً رقم نکال کر دے دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ میری والدہ کی طرف سے یا والد کی طرف سے حج کر دیں۔

اسی طرح ایک ایک معلم خدا جانے کتنے سو آدمیوں کا حج اپنے ذمہ لے لیتا ہے۔ اور کئی ہزار روپیہ اپنی جیب میں ڈال لیتا ہے۔ اسے حجاج کے ساتھ عرفات تک تو جانا ہی پڑتا ہے۔ وہ احرام باندھ کر چلا جاتا ہے۔ حاجی غریب یہی جانتے ہیں کہ وہ ہماری طرف سے حج کر رہا ہے۔

اس کے بعد قربانی کے موقعہ پر بھی یہی کیفیت ہوتی ہے۔ معلم صاحب منیٰ میں آکر کہنے لگتے ہیں کہ آپ جا کر کنکر مار لیں اور مجھے پیسے دیدیں۔ میں آپ کی طرف سے جا کر قربانی کرا آتا ہوں۔ چونکہ حاجی اس روز سخت تکان محسوس کرتے ہیں۔ اور پھر فاصلہ بھی دو میل سے کم نہیں۔ وہ غنیمت سمجھتے ہیں کہ چلو ہمارا یہ کام معلم کر دے گا۔

لیکن وہ تمام پیسہ بھی معلم کی جیب میں چلا جاتا ہے۔

لہذا آپ معلم حضرات سے پوری طرح ہوشیار رہیں۔ اور پیسے کے معاملہ میں کسی معلم کا اعتبار نہ کریں۔ مکانات کے سلسلہ میں ایک بہت بڑی دقت یہ پیش آتی ہے کہ آج مثلاً دس آدمی مل کر ایک مکان کرایہ پر لے لیتے ہیں بعد میں انکا کوئی اور عزیز آجاتا ہے۔ حاجی صاحبان چاہتے ہیں کہ ہمارا یہ عزیز ہمارے پاس رہے۔ لیکن معلم صاحب آکر جھگڑا شروع کر دیں گے۔ اور اس طرح کے جھگڑے میں نے اس طرف بہت دیکھے ہیں۔ عربی لوگ اپنی بات کے پکے نہیں ہوتے اور خصوصاً معلم حضرات اس معاملہ میں بہت سخت واقع ہوئے ہیں۔

لہذا آپ معلم سے جو بات یا معاہدہ کریں اسے فوراً تحریر کر لیں۔ تاکہ بعد میں کوئی جھگڑا پیدا نہ ہو۔ ہر ایک معلم حج کے ایام میں کچھ ملازم رکھ لیتا ہے۔ وہ ملازمین سے ہر طرح کی خدمت لیتا ہے۔ ملازم حجاج کرام کو جاکر طواف کراتے ہیں مکانات دکھاتے ہیں۔ حاجیوں کا پتہ کرتے ہیں۔ پاسپورٹ۔ اور موٹروں کی کمپنی کے معاملات انہی کے سپرد ہوتے ہیں۔

یہ ملازمین بھی بخشیش ہر جگہ مانگتے ہیں۔ خانہ کعبہ کے طواف میں ایک بیہودگی جو میں نے دیکھی اور جس کا رنج از حد ہوا یہ ہے کہ معلموں کے یہ ملازم کچھ اچھے اخلاق کے مالک نہیں ہوتے۔ نوجوان اور خوبصورت عورت کا ہاتھ پکڑ لیں گے یا اسے اپنی آغوش میں لے لیں گے اور طواف کرانا شروع کر دیں گے۔ حالانکہ یہ سخت جرم ہے۔ معلمین اور ان کے ملازم سب کے سب ڈاڑھی منڈواتے ہیں۔ لوگوں کو بے وضو ہی طواف کراتے پھرتے ہیں۔ اور بعض دفعہ تو بد اخلاقی کا پورا پورا مظاہرہ کرتے ہیں۔ عورتوں کے معاملہ میں معلمین اور ان کے ملازمین کا کچھ اعتبار نہ کریں۔ بعض دفعہ

جبری زنا تک کے واقعات ہوئے ہیں۔ تاریخ اس کی شاہد ہے اور وہ حاجی صاحبان جو پہلے حج کر آئے ہیں وہ اس بات کی تصدیق کریں گے۔ بہرحال معلم لوگ بالکل گرگ باراں دیدہ اور پورے خرانٹ ہوتے ہیں۔ ان سے فائدہ تو ضرور اٹھائیں لیکن بہت محتاط رہیں۔

# طواف

مکہ مکرمہ میں سب سے زیادہ اہم عبادت طواف بیت اللہ شریف ہے۔ یہ وہ عبادت ہے جو بیت اللہ شریف کے علاوہ آپ کسی جگہ ادا نہیں کر سکتے آپ ہر جگہ قرآن مجید کی تلاوت کر سکتے ہیں۔ صدقہ خیرات کر سکتے ہیں۔ درود شریف پڑھ سکتے ہیں۔ نماز پڑھ سکتے ہیں۔ نوافل ادا کر سکتے ہیں لیکن طواف بیت اللہ شریف کے علاوہ دنیا میں کہیں نہیں کر سکتے۔ اس لئے قیام مکہ کے دوران میں زیادہ سے زیادہ طواف کرنے کی کوشش کریں۔ مکہ مکرمہ میں حجاج کرام زیادہ سے زیادہ اسی کی کوشش کرتے ہیں۔

نماز فرض کے علاوہ جبکہ جماعت ہوتی ہے کسی وقت بھی بیت اللہ شریف کا مطاف (طواف کرنے کی جگہ) خالی نہیں ہوتا۔ اور خدا کے گھر کے گرد اگرد چکر مخلوق خدا لگاتی ہی رہتی ہے۔ اور لگاتی رہے گی۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ طواف بیت اللہ قیامت سے پہلے پہلے ختم نہیں ہوگا۔ یعنی جب اس گھر کا طواف بند ہو جائے گا تو اس دن دنیا بھی ختم ہو جائے گی آہ یہ دیوانہ وار خدا کے گھر کی گردش کتنا لطف دیتی ہے یہ کیفیت

دیکھنے ہی سے تعلق رکھتی ہے۔ گویا شمع کے گرد پروانے پھرتے ہیں۔ اور منبع نور یعنی ملتزم پر آکر کیا کچھ نہیں ہوتا غش کھا کھا کر لوگ گرتے ہیں۔ گر گر کر اٹھتے ہیں جب کوئی دیوانہ دروازۂ کعبہ کے سامنے آکر یَارَبَّ الْبَیْتِ کی صدا لگاتا ہے تو کتنے دل ہیں جو بیقرار ہو جاتے ہیں۔ اس خانہ خدا اس کالی کملی والے مکان میں خدا ہی جانے اتنی کشش کیوں ہے لاکھوں نہیں کروڑوں کی تعداد میں پروانے اس کے حسن پر مرمٹے لیکن آج تک اس کے حسن جہاں سوز میں کمی نہیں آئی کوئی آکر کہتا ہے کہ ع

بر در آمد بندۂ بگریختہ　　آبروئے خود ز عصیاں ریختہ

کہ یا اللہ تیرا بھاگا ہوا غلام آج تیرے دروازہ پر آگیا ہے۔ لیکن گناہ کر کرکے اپنی عزت برباد کر کے آیا ہے۔ کوئی بڑے دردناک لہجہ میں مرزا بیدل کے شعر پڑھتا ہے کہ ع

تو کریم مطلق من گدا چہ کنی جز اینکہ نخوانیم　　درِ دیگرم بنما کہ من بکجا روم چوں برانیم
ہمہ عمر ہرزہ دویدہ ام تجلم کنوں کہ خمیدہ ام　　من اگر بحلقہ تنیدہ ام تو بروں در منشانیم

غرض اپنی اپنی زبان میں نہایت دردناک لہجہ میں ہر ایک آدمی خداتعالےٰ کی بارگاہ میں عرض و نیاز کرتا ہے۔ وہ آدمی اپنے آپ کو نہایت خوش قسمت سمجھتا ہے جو شکاری کے تیر کا نشانہ بن جائے۔

ایک بزرگ اپنے طواف کی کیفیت بیان کر کے روتے تھے اور فرماتے تھے کہ ع۔

من از بوس حجر در کعبہ دل را شاد میکردم　　مسی مالیدہ یا تو تے کسی را یاد میکردم
درین دارالاماں مشتاق تیغ قاتلے بودم　　ز بیتابی طواف خانہ صیاد میکردم

غرض یہ عبادت نہایت لطف دِہ ہے لہذا اپنا زیادہ سے زیادہ وقت اسی میں گذاریں۔ لیکن افسوس کہ آجکل جس طرح اس کو ادا کیا جاتا ہے اس میں خاک بھی لطف نہیں رہتا۔ بہتر ہے کہ طواف کے متعلق تھوڑا سا آپ کو مطلع کر دوں۔

طواف یہ ہے کہ آدمی سات دفعہ خانہ کعبہ کے گرد طواف کی نیت سے چکر لگاتے اور ہر چکر کو حجراسود سے شروع کرے۔ حجراسود کی طرف اپنے پورے جسم کے ساتھ توجہ کرے اور اسی پر چکر کو ختم کرے۔ خانہ کعبہ کو اپنے بائیں ہاتھ رکھے اور حطیم کے اوپر سے ہو کر آئے طواف میں ہاتھ نہ باندھے۔ اور طواف کے چکر پے بہ پے لگائے اور اس حال میں باوضو ہے اس کا جسم اور کپڑے پاک ہوں۔ اور جتنا جسم نماز میں ڈھانپنا فرض ہے اتنا جسم کپڑے سے ڈھکا ہوا ہو۔ آدمی کو کوئی خاص عذر نہ ہو تو پیدل چل کر طواف کرے اور طواف مطاف (طواف کرنیکی جگہ) کے اندر ہو اس سے باہر نہ ہو۔ اور واجب طواف میں مرد اپنے پہلے تین چکروں میں دوڑ کر آئیں۔ اور ہر چکر میں رکن یمانی کو ہاتھ لگائیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بیت اللہ شریف کے پچاس طواف کرے وہ مکہ سے اس حال میں نکلتا ہے کہ گویا آج ماں کے پیٹ سے باہر آیا ہے (تصنیف عباس بکی) طواف میں آپ نہایت اطمینان اور وقار سے چلیں۔ نہایت تسلی اور سکینہ سے قدم اٹھائیں۔ کسی کو دھکیلا نہ جائے۔ ہٹایا نہ جائے۔ گرایا نہ جائے۔ بعض آدمی نہایت جلدی جلدی چلتے ہیں۔ اپنے تہبند کو ہاتھ میں پکڑ لیتے ہیں۔ اور لوگوں کو گراتے۔ ہٹاتے۔ دھکیلتے چلے جاتے ہیں حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

اس سے نہایت سختی سے منع فرمایا ہے۔

خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق حدیث شریف میں آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں اونٹنی پر سوار ہو کر بیت اللہ شریف کا طواف کیا (تاکہ تمام آدمی آپ کے طواف کی کیفیت کو دیکھ لیں) نہ تو آپ اونٹنی کو تیز چلانے کے لئے مارتے تھے۔ نہ لوگوں کو آگے سے ہٹاتے تھے۔ نہ اونٹنی کو ہانکتے تھے اور فرماتے تھے کہ آرام سے چلو اطمینان سے چلو (بخاری ومسلم)

لہذا آپ بھی طواف کرتے وقت اس طرف ضرور خیال رکھیں کہ آپ کے طواف سے کسی کو کوئی تکلیف نہ ہو اگر ایسا ہوا تو آپ کا طواف باطل ہو جائیگا کیونکہ جو کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات طیبہ کے خلاف کیا جائے اس کا صرف یہی نہیں کہ ثواب نہیں ملتا بلکہ الٹا رسول پاک کی نافرمانی کرنے کا گناہ بھی ہوتا ہے۔ اگر آپ اطمینان اور آرام سے پانچ طواف روزانہ کر لیں تو وہ اس سے ہزار درجہ بہتر ہیں کہ آپ لوگوں کو تکلیف دے کر روزانہ دس طواف کریں۔

## عُمرہ

مکہ مکرمہ میں عام طور پر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ حجاج کرام تنعیم جا کر احرام باندھ کر آجاتے ہیں اور آکر عمرہ کر لیتے ہیں اس طرح ایک حاجی اپنے حج کے سفر میں کئی ایک عمرے کر کے آجاتا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ عمرہ کے لئے کوئی خاص مہینہ یا دن مقرر نہیں ہے آدمی جب چاہے عمرہ کر سکتا ہے۔ لیکن سلف صالحین میں یہ بحث

بڑے زور شور سے رہی ہے کہ آیا ایک آدمی ایک ہی سفر میں کئی ایک عمرے کر سکتا ہے یا نہیں۔ آیا وہی عمرہ کر سکتا ہے جس کا احرام میقات سے باندھ کر آیا تھا۔ یا اس کے بعد بھی تنعیم یا اور کسی طرف حرم کی حد سے باہر جا کر احرام باندھ کر عمرہ کر سکتا ہے۔ علامہ ابن تیمیہ نے اپنی کتاب ”مناسک الحج“ میں اس کے متعلق مفصل لکھا ہے۔ اور ترجیح اسی قول کو دی ہے کہ سلف صالحین جس عمرے کا احرام میقات سے باندھا جاتے اسی کے قائل تھے۔

امام مالک کے نزدیک ایک سال میں ایک سے زیادہ عمرے کرنا مکروہ ہے امام شافعی اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک جائز ہے۔ امام مالک کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی مبارکہ میں چار عمرے کئے ہیں اور ہر ایک کے لئے قصد کر کے علیحدہ احرام باندھ کر آئے۔ جن میں سے آپ کے تین عمرے ذی قعد کے مہینہ میں ادا کئے گئے ہیں اور ایک ذی الحج کے مہینہ میں۔ حالانکہ آپ جب بھی مکہ مکرمہ تشریف لائے تو آپ نے اتنے دن قیام فرمایا کہ ان میں آپ بڑی آسانی سے تنعیم جا کر عمرہ کر سکتے تھے۔

لیکن آپ نے ایک دفعہ بھی ایسا نہ کیا۔ چنانچہ جب آپ حجۃ الوداع کے موقعہ پر تشریف لائے تو اس وقت بھی آپ نے دوسرا عمرہ نہ کیا۔ حالانکہ آپ کے لئے ایک موقعہ بھی تھا۔ وہ یہ کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا عمرہ فوت ہو چکا تھا۔ اور اس کو ادا کرانے کے لئے آپ تنعیم تشریف نہ لے گئے۔ بلکہ حضرت عائشہ صدیقہ کے بھائی حضرت عبدالرحمٰن کو فرمایا کہ جا کر اپنی ہمشیرہ کو تنعیم سے احرام بندھوا کر عمرہ کرا دو۔

جب آپ فتح مکہ کے موقعہ پر مکہ مکرمہ تشریف لائے تو آپ نے مکہ مکرمہ میں اٹھارہ روز تک قیام فرمایا۔ لیکن آپ نے اس عرصہ میں بھی کوئی عمرہ نہ کیا۔ اور آپ کے علاوہ کسی صحابی سے بھی یہ منقول نہیں ہے۔ کہ اس نے ایک عمرہ کرنے کے بعد دوسرا عمرہ تنعیم یا کسی اور طرف کی حد سے باہر جاکر احرام باندھ کر ادا کیا ہو۔ اس لئے آپ تمام اختلافات سے بچنے کے لئے بجائے عمرہ کرنے کے طواف زیادہ کرلیں۔

کیونکہ سات طواف کا ایک عمرہ شمار کیا جاتا ہے اور جتنا وقت ایک عمرہ میں خرچ ہوتا ہے۔ سات طواف میں اتنا وقت خرچ نہیں ہوتا۔ گو آج کل عرب میں یہ دستور ہے کہ حجاج کرام تنعیم سے احرام باندھ کر عمرے ادا کرتے ہیں۔

خصوصاً رمضان شریف کے مہینہ میں بہت زیادہ عمرے ادا کئے جاتے ہیں۔ میں نے اپنے دوران قیام مکہ میں حرم شریف کے علمائے کرام سے اس طرح عمرہ کرنے کے متعلق سوال کیا۔ تو تقریباً سب نے ہی جواب دیا کہ اس طرح عمرہ کرنے کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ اور جو لوگ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے عمرہ سے دلیل لیتے ہیں وہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ آپ عمرہ کی نیت ذوالحلیفہ سے کر کے آئی تھیں۔

اور مجبوری کی وجہ سے جب آپ کا عمرہ قضا ہو گیا اور آپ کسی صورت میں بھی اسے آٹھ ذوالحج سے پہلے ادا نہ کر سکیں۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم عمرے کا احرام اتار دو اور حج کا احرام باندھ لو۔ اور حج کے بعد اس

کی قضا دے دینا۔ چنانچہ حضرت عائشہ نے اسی عمرہ کی قضا بعد میں دی تھی جس کا احرام آپ نے میقات سے باندھا تھا۔

اس کے علاوہ آپ بیت اللہ شریف میں نفل نماز کثرت سے ادا کریں۔ کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف نماز کا نام لیکر فرمایا ہے کہ اس کا ثواب لاکھ گنا زیادہ ملتا ہے۔ اور اسی طرح تلاوت قرآن پاک کے متعلق بھی صحابہ سے منقول ہے۔ لہذا آپ ان ایام کو غنیمت سمجھیں اور ان سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔

ہاں جب طبیعت بالکل اکتا جائے تو آپ چھوڑ دیں۔ کیونکہ رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جب تم اکتا جاتے ہو تو پھر اس عبادت کا ثواب نہیں ملتا۔ ثواب اسی وقت تک ملتا ہے جب تک آدمی ذوق وشوق سے عبادت کرتا ہے۔ عبادات کے اوقات سے جو وقت آپ کے پاس بچ جائے اس وقت میں آپ مقامات مقدسہ کی زیارت کریں۔ جس سے ہم خرما و ہم ثواب سیر کی سیر ہو جائے گی اور ثواب علیحدہ ملے گا۔ کیونکہ اس سے طبیعت میں ایک بہت بڑا انقلاب پیدا ہوتا ہے آدمی کے سامنے وہ وقت آجاتا ہے جبکہ اسلام کی آوازان گلی کوچوں میں بلند ہوتی تھی۔ وہ صبر اور استقلال آدمی کے سامنے آجاتا ہے۔ جو صحابہ نے اسلام کے لئے دکھایا تھا۔ آؤ اس سیر وسفر میں بھی کچھ آپ کی مدد کر دوں۔

# حرم مکی

آیئے سب سے پہلے خانہ کعبہ کو دیکھیں کیونکہ اس میں بے شمار دیکھنے کی چیزیں ہیں۔ اس کی سیر کرنے سے پہلے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو یہ معلوم ہو جائے۔ کہ یہ مکان خدا تعالےٰ کی نگاہ میں کتنا مقدس ہے۔ خداوند تعالےٰ نے اس گھر کے متعلق فرمایا ہے فیہا آیات بینات۔ اس میں صاف صاف کھلے کھلے نشان ہیں۔ اس کی سب سے بڑی نشانی اس کا روز ازل سے مقدس ہونا اور اللہ تعالےٰ کی عبادت کے لئے مقرر ہونا ہے۔ حرم کے معائنہ سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو اس کی مختصر تاریخ سے آگاہ کر دوں۔

اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ کہ سب سے پہلا مکان جو لوگوں کے لئے بنایا گیا وہ وہی
بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ ہے جو کہ مکہ میں ہے وہ بڑی برکت والا ہے اور سارے جہان کی ہدایت کا باعث ہے

علمائے کرام نے محدثین اور مفسرین نے اپنی تصنیفات میں اس چیز کے متعلق اختلاف کیا ہے۔ کہ آیا اس آیت کا یہ مطلب ہے۔ کہ سب سے پہلا مکان جو زمین میں لوگوں کا قبلہ بنایا گیا۔ وہ ہے جو مکہ میں ہے یا اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ سب سے پہلا مکان جو روئے زمین پر تعمیر ہوا۔ وہ مکہ کا مکان ہے۔ مکہ میں بیت اللہ شریف کا پہلا مکان ہونا بالاتفاق مسلم ہے۔ اور اس کا سب سے پہلا قبلہ ہونا بھی تسلیم شدہ ہے۔ اور "سب سے پہلا مکان" تعمیر کے لحاظ سے پہلا مکان ہونا اس میں علمائے کرام کا اختلاف ہے۔

چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے متعلق بیان کیا جاتا ہے۔ جس کے راوی خالد بن عروہ ہیں۔ کہ ایک آدمی نے حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے سوال کیا تھا۔ کہ کیا بیت اللہ شریف دنیا کا سب سے پہلا مکان ہے تو آپ نے فرمایا نہیں۔ بلکہ بیت اللہ شریف سب سے پہلا عبادت کا مکان ہے۔ لیکن اکثر لوگوں کا قول یہ ہے کہ کعبہ شریف کی جگہ سب سے پہلی جگہ ہے۔ جس سے اللہ تعالےٰ نے زمین کی پیدائش کی ابتدا کی تھی۔ اور یہ قول حضرت قتادہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی طرف منسوب ہے۔

چنانچہ حضرت قتادہ کا قول ہے کہ ہم سے بیان کیا گیا، کہ جب آدم علیہ السلام دنیا پر تشریف لائے۔ تو اس مکان کو بھی آپ کے ساتھ دنیا پر اتارا گیا اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ اے آدم میں نے تمہارے ساتھ اپنے گھر کو بھی زمین پر نازل کیا ہے۔ جس طرح میرے عرش کے اردگرد طواف کیا جاتا ہے۔ اسی طرح بیت اللہ شریف کا طواف بھی کیا جائے۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ سب سے پہلے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مکان کو تعمیر کیا۔

علامہ یاقوت حموی نے اپنی موجز میں عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ اللہ کا عرش زمین کی پیدائش سے پہلے پانی پر تھا۔ سو اللہ تعالےٰ نے ہوا کو حکم دیا۔ اس نے ایک جگہ سے سمندر کے پانی کو خشک کر دیا۔ اس جگہ سے زمین برآمد ہوئی۔ اور اس زمین سے پھر ساری زمین کو پھیلایا گیا۔ اور وہ جگہ وہ ہے جہاں آج کل بیت اللہ شریف ہے۔ پھر اس کے بعد اس کے نیچے سے زمین کو پھیلا دیا گیا۔ علامہ یاقوت نے یہ بھی بیان کیا ہے۔ کہ سب سے پہلے

جو زمین پیدا کی گئی۔ وہ بیت اللہ شریف کی زمین تھی۔ اور دو ہزار سال بعد اس جگہ سے دوسری زمین کو پھیلایا گیا۔ لیکن یہ خبر موقوف ہے۔ بعض صحابہ اور تابعین کا قول ہے۔ حدیث مرفوع نہیں۔ البتہ صحیحین میں ایک مرفوع حدیث حضرت عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کی گئی ہے۔ کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے روز فرمایا کہ یہ وہ شہر ہے۔ جسے اللہ تعالےٰ نے اس روز حرام کیا تھا جس دن اس نے آسمانوں اور زمینوں کو بنایا تھا۔ سو یہ قیامت کے دن تک حرام ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زمین اور آسمان کی پیدائش کے دن سے یہ ٹکڑا زمین اللہ تعالےٰ کی حرمت میں ہے۔ اور یہ بلاشبہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے کئی ہزار برس پہلے کا ذکر ہے۔

## زمین آسمان کی پیدائش سے پہلے کعبہ شریف کا وجود

سعید بن مسیّب نے کعب احبار سے روایت کیا ہے کہ کعبہ شریف پانی کے اوپر بلبلے کی طرح تھا جب کہ ابھی اللہ تعالےٰ نے آسمان اور زمین کو پیدا نہیں کیا تھا۔ اور یہ زمین آسمان کی پیدائش سے چالیس سال پہلے کا واقعہ ہے اور اس کے بعد زمین اس کے نیچے سے پھیلائی گئی۔ حضرت مجاہد کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ شریف کی زمین کو ہر چیز کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے بنایا تھا۔

## فرشتوں کا بیت اللہ شریف کو تعمیر کرنا

حضرت علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے

اپنے عرش کے نیچے ایک مکان بنوایا جس کے چار ستون سونے کے بنائے گئے اور ان کو سرخ رنگ کے یاقوت سے سجایا گیا اور اس کا نام بیت الضراح رکھا گیا پھر اللہ تعالٰے نے فرشتوں کو حکم دیا۔ کہ تم عرش کا طواف چھوڑ دو۔ اور اس مکان کا طواف کرو۔ چنانچہ فرشتوں نے اس مکان کا طواف کرنا شروع کیا جب وہاں فرشتوں کا بہت زیادہ رش ہوا تو اس کا نام بیت المعمور رکھا گیا۔ جس کا ذکر اللہ تعالٰے نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے عبادت کے لئے جاتے ہیں۔ جن کی قیامت تک دوبارہ باری نہیں آئے گی۔ پھر اللہ تعالٰے نے کچھ فرشتوں کو زمین پر بھیجا اور حکم دیا کہ اسی شکل و صورت کا ایک مکان زمین میں تعمیر کیا جائے جب وہ مکان تعمیر ہو گیا تو اللہ تعالٰے نے زمین کی پیدائش کو حکم دیا۔ کہ وہ اس گھر کا طواف کریں۔ جس طرح کہ آسمان والے بیت المعمور کا طواف کرتے ہیں۔

اور مقاتلؒ سے روایت ہے کہ بیت المعمور کا نام بیت المعمور اسی لئے رکھا گیا کہ وہاں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں۔ پھر جب شام ہو جاتی ہے تو وہ اترتے ہیں۔ اور بیت اللہ شریف کا طواف کرتے ہیں۔ پھر وہ رسول پاک صلعم پر سلام بھیجتے ہیں۔ اور پھر واپس چلے جاتے ہیں۔ پھر دوبارہ ان کی باری قیامت تک نہیں آتی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جبریل علیہ السلام رسول پاک صلعم کے پاس آتے آپ کے اوپر سبز رنگ کی چادر تھی جس پر بہت گرد و غبار پڑا ہوا تھا۔ تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کیا۔ کہ یہ آپ کی

چادر پر پڑا ہوا غبار کیسا ہے تو جبریل نے عرض کیا کہ میں بیت اللہ شریف کا طواف کر رہا تھا۔ رکن یمانی کے پاس فرشتوں کی بہت زیادہ بھیڑ تھی۔ یہ غبار ان کے پروں سے اڑ کر میری چادر پر آن پڑا ہے

حضرت عثمان بن یسار سے روایت ہے کہ اللہ تعالےٰ جب کسی فرشتے کو کسی کام کے لئے زمین پر بھیجتا ہے۔ تو وہ فرشتہ اللہ تعالےٰ سے بیت اللہ شریف کا طواف کرنے کی اجازت لیتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی طرف سے جب اسے اجازت ملتی ہے تو وہ آسمانوں سے احرام باندھ کر لبیک کہتا ہوا زمین پر نازل ہوتا ہے۔ اور آکر حجر اسود کو بوسہ دیتا ہے۔ پھر بیت اللہ شریف کے سات چکر لگاتا ہے۔ اور دو رکعت نماز پڑھتا ہے۔ پھر اپنے کام کو چلا جاتا ہے۔

اور علامہ ازرقی نے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ایک خول دار موتی آدم علیہ السلام کے ہمراہ آسمان سے نازل فرمایا تھا۔ اور حکم دیا کہ اے آدم یہ میرا مکان ہے۔ جسے میں نے تیرے ساتھ زمین پر نازل کیا۔ جس طرح میرے عرش کے گرد طواف کیا جاتا ہے۔ اسی طرح اس کے گرد طواف کیا جائے۔ اور جس طرح میرے عرش کے گرد نماز پڑھی جاتی ہے۔ اسی طرح اس کے گرد نماز پڑھی جائے۔ پھر اس کے بعد فرشتوں نے اس موتی کو اٹھا کر اسکی جگہ مکان تعمیر کر دیا۔

## حضرت آدم کا کعبہ کو تعمیر کرنا

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالےٰ نے آدم علیہ السلام کو جنت سے زمین پر اتارا تو حکم دیا کہ اے آدم میرے لئے ایک مکان

تعمیر کر اور اس کے گرد طواف کر جس طرح کہ تو نے فرشتوں کو میرے عرش کے گرد طواف کرتے دیکھا ہے۔ تو آدم علیہ الصلوۃ والسلام کے لئے زمین سمیٹ دی گئی۔ جہاں جہاں حضرت آدم علیہ السلام کا قدم پڑا۔ وہاں بستیاں آباد ہو گئیں یہاں تک کہ جب وہ مکہ مکرمہ کی زمین پر آئے۔ تو یہاں آکر بیت اللہ شریف کو تعمیر کیا اور جبریل علیہ السلام نے اپنے پر زمین پہ مار کر اس کی پرانی بنیادوں کو ننگا کر کے دکھایا۔ تو پھر آپ کے ہمراہ بیت اللہ شریف کی تعمیر میں فرشتے بھی شامل ہوئے تھے۔ لبنان طور سینا اور جودی اور جبل حرا اور جبل زیت سے فرشتے پتھر اٹھا کر لاتے تھے۔ یہاں تک کہ بنیادیں زمین کے برابر ہو گئیں۔ پھر اس کے اوپر مکان تعمیر کیا گیا۔ عبداللہ بن عباس نے کہا۔ کہ آدمیوں میں سے جس نے سب سے پہلے مکان بنایا اور اس میں نماز پڑھی اور اس کا طواف کیا وہ حضرت آدم تھے۔

علامہ ازرقی نے روایت کیا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام زمین پر نازل ہوئے تو آپ کی طبیعت میں ایک وحشت سی رہتی تھی۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا کہ اے آدم تو میرے گھر کا حج کر۔ تو آپ نے حج کیا۔ اور فرشتوں نے آکر آپ کو مبارکباد دی۔ اور کہا اللہ آپ کے حج کو قبول کرے اے آدم ہم نے تجھ سے پہلے دو ہزار برس اس مکان کا حج کیا تھا۔

علامہ تقی فاسی نے شفاء الغرام میں علامہ بیہقی سے باسناد عبداللہ بن عمرو بن عاص کے ذریعہ سے روایت کیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل کو آدم اور حوا کی طرف بھیجا اور حکم دیا۔ کہ تم میرے لئے ایک مکان تعمیر کرو۔ تو حضرت جبریل نے ان کو زمین پر نشان لگا دیئے۔ تو آدم

علیہ السلام نے اس جگہ مکان کی بنیاد کو کھودا۔ اور حضرت حوا گارا بنا کر [redacted]تی تھی جب مکان مکمل ہو گیا۔ تو آسمان سے آواز آئی کہ اے آدم میں تجھ سے خوش ہوں اب تو اس مکان کا طواف کر اور تو سب سے پہلا انسان ہے اور یہ سب سے پہلا مکان ہے۔

علامہ ازرقی نے عثمان بن ساج سے روایت کی ہے کہ جب حضرت آدم مکان کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو عرض کیا یا الٰہی ہر ایک مزدور کو اس کی مزدوری ملتی ہے۔ کیا مجھے بھی اس مکان کی تعمیر کی مزدوری ملے گی۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہاں تو مانگ کیا مانگتا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا یا الٰہی مجھے اسی جنت میں آباد کر دے جس جنت سے میں نکالا گیا ہوں۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ میں ایسا ہی کرونگا۔ پھر حضرت آدم نے عرض کیا کہ یا الٰہی جو آدمی میری اولاد سے اس مکان کا حج کرے اور اپنے گناہوں کا اقرار کرے اور تجھ سے بخشش مانگے تو اسے بھی جنت میں جگہ عطا فرمانا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ میں ایسا ہی کروں گا۔

حضرت ابوہریرہؓ کی روایت میں ہے۔ کہ اللہ نے جواب میں فرمایا کہ اے آدم تیرا گناہ تو میں نے معاف کر دیا۔ اور تیری اولاد سے جو شخص اس مکان کے پاس آکر اپنے گناہ کا اقرار کرے گا اور بخشش مانگے گا۔ میں اس کے گناہ بھی معاف کر دوں گا۔

علامہ ازرقی کے بیان کے مطابق مورخین کا اس امر پر اجماع ہے کہ شروع سے لے کر آج تک خانہ کعبہ کی تعمیر گیارہ مرتبہ ہوئی ہے۔ البتہ شکست وریخت کی مرمت بہت دفعہ ہوتی رہی ہے۔ سب سے پہلی تعمیر فرشتوں کی تھی

اس کے بعد اسے حضرت آدم علیہ السلام نے تعمیر کیا اور اس کے بعد اسے حضرت شیث علیہ السلام نے تعمیر کیا۔ لیکن شیث علیہ السلام کی تعمیر کے متعلق کچھ مفصل حالات نہیں ملتے۔ البتہ اتنا باجماع مورخین مسلم ہے کہ حضرت شیث علیہ السلام نے بھی اس کو تعمیر کیا تھا۔ اور اس کا امکان بھی ہے کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام کی عمر ایک ہزار برس تھی۔ آپ نے اس کو ابتدا میں تعمیر کیا ایک ہزار برس کے بعد جب ان کا انتقال ہوا تو اس کے بعد شیث علیہ السلام کے زمانہ میں اس کی دیواریں پھٹ گئیں۔ تو پھر حضرت شیث علیہ السلام نے اس کو تعمیر کیا۔ اس کے بعد طوفان نوح علیہ السلام میں اسکی دیواروں کو بہت زیادہ نقصان پہنچا اور آہستہ آہستہ یہ تمام عمارت منہدم ہو گئی۔ چنانچہ اسی حال میں لوگ اس جگہ کا طواف بھی کرتے رہے اور اس مقام کو متبرک بھی سمجھتے رہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کے بعد اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پہلے اس سلسلے درمیانی زمانہ میں اسکی یہی کیفیت رہی مورخ مسعودی اور محمد بن اسحاق نے قوم عاد کے متعلق ذکر کیا ہے۔ کہ جب ان پر قحط مسلط ہوا تو وہ خانہ کعبہ کے پاس وفد بن کر آئے اور یہاں آکر انہوں نے دعائیں کی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پہلے بھی اس کو متبرک جانتے تھے۔ اس کے بعد اسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کیا۔ اور یہی وہ تعمیر ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔

## تعمیر حضرت ابراہیم علیہ السلام

مشہور مورخ اسلام محمد بن اسحاق کے بیان کے مطابق جب اللہ تعالٰے

نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خانہ کعبہ کی تعمیر کا حکم دیا تو وہ آرمینیہ کی سرزمین سے عرب میں پہونچے یہاں تک کہ جب وہ بیت اللہ شریف کے پاس آئے تو حضرت جبریل علیہ السلام نے ان کو کعبہ مکرمہ کے آثار دکھلائے۔ فرشتے انہی پہاڑوں سے پتھر لالا کر دیتے جاتے تھے۔ حضرت ابراہیم ان پتھروں کو دیواروں پہ جوڑتے جاتے اور حضرت اسمٰعیل گارا بنا کر آپ کو دیتے جاتے تھے۔ اس کیفیت سے آپ نے ایک ایسا مکان تعمیر کیا جس کے دو کونے رکھے گئے تھے۔ یعنی حجر اسود کا کونہ اور رکن یمانی کا کونہ۔ رکن عراقی اور رکن شامی کے کونے نہیں تھے بلکہ اس طرف سے کعبہ مکرمہ کو گول بنا دیا گیا تھا۔ شمال مشرق میں دروازہ کی جگہ رکھی گئی تھی لیکن وہاں دروازہ نہیں لگایا گیا تھا۔ کیونکہ یہ لوگ فطرت پہ پیدا کئے گئے تھے اس زمانہ میں چوری کا دستور نہیں تھا۔ اس لئے خانہ کعبہ کو دروازہ نہ لگایا گیا۔ خانہ کعبہ کے اندر دروازہ سے داخل ہونے وقت دائیں ہاتھ آپ نے ایک گڑھا کھودا جو تین ہاتھ گہرا تھا اس میں بیت اللہ شریف کے نذرانے اور زیورات وغیرہ پھینک دئے جاتے تھے۔ گویا وہ بیت اللہ شریف کا خزانہ تھا۔ جو مکان آپ نے تعمیر کیا اس کی بلندی صرف نو ۹ ہاتھ تھی اور حجر اسود اور رکن شامی کی درمیانی دیوار تینتیس ۳۳ ہاتھ تھی اور رکن شامی اور رکن عراقی کی درمیانی دیوار بائیس ۲۲ ہاتھ تھی۔ اور رکن عراقی سے لے کر رکن یمانی کی درمیانی دیوار اکتیس ۳۱ ہاتھ تھی اور رکن یمانی اور حجر اسود کی درمیانی دیوار بیس ۲۰ ہاتھ تھی۔ گویا اس مکان کی دیواریں سب کی سب چھوٹی بڑی تھیں۔ اس وقت آپ نے خانہ کعبہ کا دروازہ زمین پر رکھا تھا۔ اور اس

مکان پر کسی قسم کی چھت نہیں ڈالی گئی تھی۔ صرف دیواریں کھڑی کر دی گئی تھیں اور خانہ کعبہ کے مغرب میں ایک مدور جگہ تعمیر کی گئی تھی جو حضرت اسمعیل علیہ السلام کی بھیڑوں اور بکریوں کا باڑہ تھا۔ اس پر پیلو کے درخت کی چھت ڈالی گئی تھی تاکہ بھیڑ بکریاں سردی اور گرمی سے محفوظ رہیں۔ لیکن دروازہ اس کا بھی نہیں لگایا گیا تھا۔
جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی تعمیر مکمل کر لی تو حضرت اسمٰعیل سے فرمایا کہ مجھے کوئی ایسا پتھر دیدو جو ان پتھروں کے رنگ کا نہ ہو میں اسے یہاں نصب کر دوں تاکہ لوگوں کے لئے طواف کا نشان ہو جائے کہ ہم نے یہاں سے طواف شروع کیا تھا۔ حضرت اسمٰعیل ایسا پتھر تلاش کرنے کے لئے چلے گئے جب پتھر لے کر واپس آتے تو دیکھا کہ ایک نہایت چمکیلا پتھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے وہاں لگا لیا تھا۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یہ پتھر کون لایا ہے تو آپ نے فرمایا کہ یہ پتھر اسنے بھیجا ہے جو تیرے اور میرے بھروسہ پر نہیں ہے۔

اللہ تعالےٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ جبل ابوقبیس کے پاس ایک پتھر پڑا ہوا ہے وہ ان کو لاکر دے دو چنانچہ وہ لے آتے یہی حجر اسود تھا۔ اس وقت یہ بڑا نورانی تھا بعد میں جب دو تین دفعہ خانہ کعبہ کو آگ لگی تو یہ پتھر بھی جل گیا۔ ایک دفعہ تو جاہلیت کے زمانہ میں آگ لگی تھی۔ اور ایک دفعہ جب حصین بن نمیر کندی نے خانہ کعبہ پر گولہ باری کی اس وقت اس کو آگ بھی لگادی گئی تھی تاکہ حضرت عبداللہ بن زبیر باہر نکل آئیں۔ اس وقت اس کا رنگ بالکل سیاہ ہو گیا اور ساتھ ہی جل کر ٹکڑے ٹکڑے بھی ہو گیا۔ یہ

تھی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی وہ تعمیر جو خدا تعالےٰ کی نگاہ میں بڑی مقدس تھی۔ گو یہ تعمیر بڑی سادہ تھی لیکن جو تقوی اور پرہیزگاری اس کی تعمیر میں صرف کیا گیا تھا وہ بڑا قیمتی تھا۔

اور آج کل کے سنگ مرمر کے خانہ کعبہ سے اس وقت کا سادہ سا خانہ کعبہ ہزار درجہ زیادہ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں محبوب تھا۔ گو اللہ کا گھر آج بھی وہی ہے جو اس وقت تھا لیکن اس مکان کی تعمیر خدا تعالےٰ کے دو مقدس بندوں (پیغمبروں) نے کی تھی اور موجودہ تعمیر دنیا کے ایک جلیل القدر بادشاہ کی ہے وشتان مابینھما

## تعمیر عمالقہ

خانہ کعبہ کی یہ تعمیر قریباً گیارہ سو سال تک قائم رہی یا شاید اس سے بھی زیادہ اس کے بعد یہ تعمیر منہدم ہو گئی اور اس زمانہ کی سب سے زیادہ طاقتور قوم عمالقہ نے پھر اس کو تعمیر کیا۔ عمالقہ قوم کی تعمیر کے مفصل حالات نہیں ملتے اور نہ ہی یہ متعین کیا جا سکتا ہے کہ عمالقہ نے اس کو کس سنہ میں تعمیر کیا۔ البتہ ایک اندازہ ضرور کیا جا سکتا ہے وہ یہ کہ عمالقہ کی حکومت حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش سے تئیس سو سال پہلے شروع ہوئی اور پورے چار سو سال تک ان کی حکومت قائم رہی۔ ان لوگوں نے اسی مدت میں اس کو تعمیر کیا یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعمیر سے کم از کم گیارہ سو سال بعد اور زیادہ سے زیادہ پندرہ سو سال بعد۔

# تعمیر بنو جرہم

جب عمالقہ کی حکومت کمزور ہو گئی تو بنی جرہم اس پر غالب آ گئے گو یہ لوگ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہی کے زمانہ سے مکہ میں آکر آباد ہو گئے تھے۔ کیونکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی شادی ہی اس خاندان میں ہوئی تھی۔ لیکن عمالقہ قوم نے حضرت اسماعیل کی اولاد کے بعد اس پر قبضہ کر لیا۔ پھر جب ان کی حکومت کمزور ہو گئی تو بنی جرہم کو بیت اللہ شریف کی تولیت نصیب ہو گئی۔ علامہ ازرقی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اسی طرح نقل کیا ہے بعض لوگوں کا خیال ہے کہ بنو جرہم نے عمالقہ قوم سے پہلے اس کو تعمیر کیا تھا لیکن یہ صحیح نہیں۔

جب بنو جرہم بیت اللہ شریف کے متولی بنے تو ان کے زمانہ میں خانہ کعبہ کی دیواروں میں سیلاب کی وجہ سے شگاف ہو گئے۔ تو بنی جرہم نے اس کو گرا کر از سر نو تعمیر کیا۔ ان کی تعمیر کے مفصل حالات کہیں نہیں ملتے۔ اور نہ ہی زمانہ تعمیر کا صحیح طور پر اندازہ ہو سکتا ہے۔ البتہ گمان اغلب یہ ہے کہ ان کی تعمیر قریباً سولہ سو سال قبل مسیح میں ہوئی کیونکہ آٹھ سو سال قبل مسیح علیہ السلام یہ لوگ عرب کے علاقہ سے نکل کر یمن میں جا کر آباد ہو گئے تھے اور ان کی حکومت انیس سو سال قبل مسیح سے شروع ہوئی تھی یعنی عرب حجاز میں ان کی اقامت کی مدت گیارہ سو سال ہے جن میں سے آخری دور ان کی کمزوری کا دور ہے بعض دوسرے قرائن کی بنا پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان کی تعمیر کا زمانہ سولہ سو سال قبل مسیح علیہ السلام ہے۔

بنو جرہم کی تعمیر کے بعد علامہ ازرقی کے بیان کے مطابق مضر بن نزار نے اس کو تعمیر کیا۔ لیکن اس تعمیر کے حالات اور کسی جگہ نہیں دیکھے گئے۔ اور نہ ہی علامہ ازرقی نے اس کے کچھ حالات بیان کئے ہیں۔ معلوم نہیں کہ مضر کی تعمیر کے متعلق ان کا ماخذ کیا ہے۔ کسی اور تاریخ کی کتاب میں اس کے حالات اجمالی طور پر بھی نہیں ملتے۔

# تعمیر قصیؓ بن کلاب

مضر بن نزار کے بعد اس کی پشت میں سے قصیؔ بن کلاب نے خانہ کعبہ کو تعمیر کیا۔ مضر اور قصی میں بارہ پشتوں کا فاصلہ ہے۔ قصی کی تعمیر کے حالات کتابوں میں ملتے ہیں۔ قصی سے پہلے قریش کی طاقت بہت کمزور ہو چکی تھی ان کا کوئی عمل دخل بیت اللہ شریف کے متعلق نہیں رہا تھا۔

قصی بچپن ہی میں شام کے علاقہ میں چلے گئے تھے۔ (یہ ایک لمبا قصہ ہے) جب یہ شام کے علاقہ سے واپس آئے تو آپ نے اپنی قوم کو منظم کیا۔ اور اس کمزور سی قوم کو طاقتور بنانے کے منصوبے تیار کئے۔ الغرض حضرت قصی کی حسن تدبیر سے قریش ایک طاقتور قوم بن گئی۔ اور دوبارہ خانہ کعبہ پر متولی ہو گئی۔ یہ واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے قریباً ڈیڑھ سو سال پہلے کا ہے۔ آپ جب خانہ کعبہ پر متولی مقرر ہو گئے تو خانہ کعبہ کی تعمیر کا فیصلہ کیا۔ پرانی عمارت کو مسمار کر دیا گیا معلوم نہیں کہ اس تعمیر کو منہدم کرنے کے اسباب کیا تھے۔ بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس کو ایک بہترین عمارت

بنانا چاہتے تھے۔ چنانچہ آپ نے بڑی مضبوط عمارت بنائی اور اوپر لکڑی کا چھت ڈالا۔ اس کی مغربی جانب ایک اور مکان تعمیر کیا۔ جس کو دارالندوہ کہا جاتا تھا۔ بیت اللہ شریف کے بعد یہ مکان مکہ مکرمہ کا پہلا مکان تھا جو یہاں تعمیر ہوا۔ اس سے قبل قریش خیموں میں رہا کرتے تھے۔ اس مکان میں قریش کے سربرآوردہ لوگ بیٹھ کر صلاح و مشورہ کیا کرتے تھے۔ یہیں قریش اپنے فیصلے کرتے اور یہیں مقدمات طے کیئے جاتے تھے۔ گویا یہ مکان اسمبلی ہاؤس بھی تھا اور ایوانِ عدالت بھی۔

اس کے بعد قصی نے قریش کے تمام قبائل میں خانہ کعبہ کی سمتوں کو تقسیم کر دیا۔ اور قریش نے اپنی اپنی سمتوں میں خانہ کعبہ کے گرد اپنے مکان بناتے اور مکانوں کے دروازے خانہ کعبہ کی طرف رکھے۔

## تعمیر قریش

اس کے بعد جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عمر پینتیس سال ہوئی (یعنی بعثت سے پانچ سال پہلے) تو ایک بہت بڑا سیلاب آیا جس نے خانہ کعبہ کی دیواروں کو گرا دیا۔ مورخ عباس کلی نے اپنی کتاب "الحرم" میں قریش کی تعمیر کا سبب یہ بتلایا ہے کہ قریش کی ایک عورت خانہ کعبہ میں بانخور جلانے کے لئے آئی۔ اس کا ایک شرارہ اڑ کر خانہ کعبہ کے غلاف پر جا پڑا جس کی وجہ سے اس کو آگ لگ گئی اور اسکی دیواریں کھوکھلی ہو گئیں اور چھت جل گئی۔ لیکن عباس کے علاوہ دوسرے مورخین نے سیلاب

ہی کا تذکرہ کیا ہے۔

جب خانہ کعبہ کی دیواریں گر گئیں تو قریش نے اکٹھے ہو کر اس کی تعمیر کی تجویز کی۔ اور یہ طے پایا کہ خانہ کعبہ کی تعمیر میں صرف حلال کمائی کا روپیہ خرچ کیا جائے۔ سود۔ رشوت۔ چوری۔ ڈاکہ۔ خیانت۔ اور بددیانتی کا کوئی پیسہ اس پر خرچ نہ کیا جائے۔ یعنی قریش کے دلوں میں خانہ کعبہ کا یہ احترام تھا کہ اس پر کوئی مشکوک پیسہ خرچ نہ کیا جائے اور ساتھ ہی مقام تعجب ہے کہ اس سادہ اور مختصر عمارت کے لئے بھی قریش کے تمام قبیلہ سے حلال کا پیسہ اتنا اکٹھا نہ ہو سکا کہ یہ عمارت مکمل ہو جاتی۔ بہر حال جب کچھ روپیہ اکٹھا ہو گیا تو لکڑی کی تلاش شروع ہوئی۔ انہی دنوں اتفاق سے ایک سمندری جہاز جدّہ کے قریب آکر ٹوٹ گیا۔ قریش نے وہ جہاز خرید لیا۔ اور لکڑی اٹھا کر مکہ میں لے آئے۔ ایک مصری نجار کو لکڑی کے کام پر لگایا گیا اور باقوم نامی ایک آدمی کو دیواروں کی تعمیر پر مقرر کیا گیا۔ باقوم نے پوچھا کہ تمہارے پاس کتنا روپیہ ہے جب قریش نے بتایا تو اس نے کہا کہ تم عمارت کتنی بناؤ گے۔

قریش نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادیں اس کو دکھائیں تو اس نے کہا کہ اس روپیہ سے یہ عمارت نہیں بن سکے گی۔ آخر قریش نے فیصلہ کیا کہ مکان کا کچھ حصہ چھوڑ دیا جائے اور باقی تعمیر کر لیا جائے۔ چنانچہ خانہ کعبہ کے عرض میں سے چھ ہاتھ اور ایک بالشت زمین چھوڑ دی گئی اور باقی مکان پورا کر لیا گیا۔ البتہ قریش نے اتنا ضرور کیا کہ چھوڑی ہوئی جگہ کے گرداگرد ایک چھوٹی سی دیوار بنا دی تاکہ طواف اس کے اوپر سے کیا جائے۔ اس چھوڑی ہوئی جگہ کو

حطیم کہا جاتا ہے۔ خانہ کعبہ آج بھی اسی شکل وصورت کا ہے۔ قریش نے اس تعمیر میں چند ایک تبدیلیاں کر دیں۔ ایک تو خانہ کعبہ کا دروازہ بہت اونچا رکھا گیا تاکہ اس میں سیلاب کا پانی داخل نہ ہو سکے اور اس کے علاوہ جسے وہ چاہیں خانہ کعبہ میں داخل کریں اور جسے چاہیں روک دیں۔

اس کے علاوہ دروازہ کی دہلیز نکال دی صرف دروازہ کی اوپر کی ایک لکڑی رہنے دی۔ وہ گڑھا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کے اندر کھودا تھا اس کو اسی طرح رہنے دیا تاکہ لوگ اس میں ہدیے وغیرہ ڈال دیا کریں خانہ کعبہ کے اندر چھ ستون نصب کئے گئے اور ان کی دو قطاریں بنا دیں یعنی ہر ایک قطار میں تین تین ستون رکھے۔ اور خانہ کعبہ کے پرنالہ (میزاب) کو مشرق کی بجائے شمالی دیوار میں لگا دیا اور اس کا پانی حجر اسماعیل علیہ السلام پر حطیم میں گرنے لگا۔ اس عمارت کی بلندی قریش نے اٹھارہ ہاتھ رکھی مشرقی اور جنوبی طرفوں میں مکان کے کونے رکھے گئے اور شمال اور مغرب کی طرف کو گول بنا دیا گیا جیسے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کو مدور رکھا تھا۔ اس زمانہ میں لوگ اپنے مکان اسی طرح کے بنایا کرتے تھے۔ اور یہ صرف خانہ کعبہ کی تعظیم کے خیال سے ایسا کیا کرتے تھے۔

سب سے پہلے چار گوشوں والا مکان مکہ مکرمہ میں حمید بن زہیر قریشی نے بنایا اور قریش کہنے لگے کہ دیکھتے اب حمید زندہ رہتا ہے یا نہیں قریش کی اس تعمیر سے قبل سوائے حضرت ابراہیم اور آدم علیہما السلام کے جتنی دفعہ بھی خانہ کعبہ کی تعمیر ہوتی اس میں صرف پتھر جوڑ دیا کرتے تھے۔ قریش نے

پتھروں کو مٹی کے گارا سے جوڑا۔

جب خانہ کعبہ کی تعمیر شروع ہوئی اور عمارت حجر اسود کے مقام پر پہنچی تو قریش میں جھگڑا پیدا ہو گیا سبب یہ تھا کہ حجر اسود کو کون اٹھا کر دیوار پر رکھے۔ قریش کی تمام شاخیں بضد تھیں کہ یہ فخر ہم کو نصیب ہو۔ آخر نوبت یہاں تک پہنچی کہ خون کا پیالہ بھر کر اس میں ہاتھ ڈال دیتے گئے گویا یہ جنگ کی قسم تھی۔ چند دانش مندوں کے مشورہ سے ثالث مقرر کرنے کی تجویز مقرر ہوئی اور اس وقت بالاتفاق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ثالث تسلیم کر لیا گیا۔ اور تمام قریش اس پر رضامند ہو گئے۔ آپ نے اپنی چادر بچھا کر اپنے دست مبارک سے اس کو اٹھا کر چادر پر رکھا اور قریش کے تمام قبائل کے سرداروں کو حکم دیا کہ چادر کو سب پکڑ کر اوپر اٹھاؤ۔ چنانچہ جب حجر اسود اس مقام پر آیا جہاں اسے نصب کیا جانا تھا تو آپ نے اس کو اپنے ہاتھ سے اٹھا کر دیوار پر رکھ دیا اور اس طرح آپ کی دانشمندی سے یہ لڑائی رک گئی۔

خانہ کعبہ کی یہی وہ تعمیر ہے جس کے گرد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم طواف فرمایا کرتے تھے۔ اسی کے چار عمرے کئے اور اسی کا حج کیا۔ البتہ آپ کو یہ خیال ضرور رہا کہ یہ عمارت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر نہیں ہے۔ آپ کا دل چاہتا تھا کہ اس کو گرا کر صحیح بنیادوں پر بنا دیا جائے لیکن چونکہ اس وقت قریش ابھی نئے نئے مسلمان ہوئے تھے۔ اور خطرہ تھا کہ ان کے دل میں مبادا کوئی بدگمانی پیدا ہو جائے اس لئے آپ نے اسکو گرانے سے احتراز کیا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ

"اگر تیری یہ قوم (قریش) نئی نئی مسلمان نہ ہوئی ہوتی تو میں خانہ کعبہ کو گرا کر از سر نو تعمیر کرتا اور اس کا دروازہ زمین کے برابر رکھتا اور اس کے دو دروازے رکھ دیتا ایک مشرق کی سمت اور ایک مغرب کی سمت اور اس میں چھ ہاتھ متروکہ زمین بھی شامل کر دیتا۔ کیونکہ قریش نے اس جگہ کو زر وپیہ کم ہونے کے باعث عمارت سے خارج کر دیا تھا۔

اسلام سے قبل اور بعد جو اہم واقعات خانہ کعبہ میں رونما ہوئے ان کو مختصر طور پر یہاں ذکر کر دینا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

علامہ طبری نے اپنی کتاب "القریٰ لقاصد ام القریٰ" کے پینتیسویں باب میں لکھا ہے کہ حکیم بن حزام قریشی کی ولادت خانہ کعبہ میں ہوئی تھی۔ ان کے علاوہ اور کسی آدمی کی ولادت خانہ کعبہ میں نہیں ہوئی۔ یہ عام الفیل سے بارہ سال قبل پیدا ہوئے تھے۔ اور مدینہ منورہ میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ۵۴ھ میں فوت ہوئے یہ فتح مکہ پر مسلمان ہوئے تھے۔ جب یہ حج کے لئے آئے تو آپ نے ایک سو اونٹ اور ایک ہزار بکری قربانی کے لئے ذبح کی اور عرفات میں ایک سو غلام آزاد کیا۔ ان کی عمر ایک سو بیس سال تھی۔ جن میں سے چوہتر سال جاہلیت میں گزرے اور چھیالیس سال اسلام میں۔

علامہ ازرقی نے اپنی تاریخ کے جلد اول کے صفحہ ۱۶۱ پر ایک واقعہ ابن جریج کے واسطہ سے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ میں ایک گڑھا کھودا تھا جس میں ہدیئے وغیرہ لوگ ڈال دیا کرتے تھے۔ اس گڑھے میں کئی دفعہ چوری ہوئی تو بنو جرہم نے اس کی حفاظت کے لئے ایک آدمی مقرر کر دیا۔ اس آدمی کے دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ میں ہی اس مال کو لے جاؤں چنانچہ چوری کے ارادہ سے

وہ جب گڑھے میں اترا تو گڑھے کے نیچے سے ایک پتھر نمودار ہوا اس نے اس آدمی کو پکڑ لیا۔ جب صبح کو لوگ خانہ کعبہ میں آئے تو اس کو آکر گڑھے سے نکالا اور وہاں پھر گڑھے میں ڈال دیا۔

جرہمی کے اس واقعہ کے بعد اللہ تعالٰے نے ایک اژدہا بھیج دیا جو خانہ کعبہ کی دولت کی حفاظت کیا کرتا تھا۔ یہ اژدہا پانچ سو سال سے زیادہ اس خزانہ کی حفاظت کرتا رہا۔ جب کوئی شخص خزانہ کے قریب آتا تو سانپ پھن اٹھا کر دوڑتا یا جب کوئی شخص خانہ کعبہ کی بیحرمتی کا ارادہ کرتا یا اسے گرانا چاہتا تو سانپ اس کی حفاظت کرتا جب قریش نے خانہ کعبہ کو گرانے کا ارادہ کیا تو سانپ نے مزاحمت کی۔ قریش نے مقام ابراہیم پر کھڑے ہو کر اللہ تعالٰے سے دعا کی تو آسمان سے ایک بہت بڑا پرندہ اڑتا ہوا آیا اور اس سانپ کو اٹھا کر لے گیا۔

ابن ظہیر قریشی نے اپنی کتاب "جامع اللطیف" میں ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ عبداللہ بن عمرو بن عاص ایک دفعہ خانہ کعبہ میں بیٹھے ہوتے تھے۔ انکے پاس اور بھی بہت سارے قریشی بیٹھ کر باتیں کر رہے تھے کہ سفید رنگ کا ایک سانپ آیا۔ اس نے کھڑے ہو کر حجر اسود کو بوسہ دیا اور اس کے بعد طواف شروع کر دیا۔ لوگ حیران ہو کر اس کو دیکھنے لگے اس نے طواف کے سات چکر پورے کر کے مقام ابراہیم میں آکر دو رکعت نماز ادا کی قیام میں اپنا سر اوپر اٹھا لیتا رکوع اور سجدہ میں جھکا لیتا جب نماز ادا کر چکا تو عبداللہ بن عمرو بن عاص نے کہا کہ مجھے یہ سانپ نہیں معلوم ہوتا۔ چنانچہ وہ اٹھ کر اس کے پاس آئے تو وہ سانپ اڑ کر آسمان کی طرف چلا گیا۔ اور نظروں سے غائب ہو گیا۔

ابن ظہیر نے اپنی اسی کتاب میں علامہ ازرقی سے نقل کیا ہے کہ ۲۲۶ھ کے ذلیقعد کی ۲۷ تاریخ کو ہفتہ کے روز ایک عجیب و غریب پرندہ محلہ جیاد کی طرف سے اڑتا ہوا آیا اور اس نے آکر بیت اللہ شریف کے سات چکر لگائے۔ پھر بڑی دیر تک حجر اسود کے پاس بیٹھا رہا۔ اس کے بعد زمزم پر آکر چونچ سے زمزم کا گرا ہوا پانی پینے لگا اسکے بعد دروازہ کے قریب آکر بیٹھ کر خانہ کعبہ کو دیکھنے لگا۔ ایک آدمی نے اس کو پکڑنے کی کوشش کی تو اس نے ایک ایسی چیخ ماری جو پرندوں کی آواز کے مشابہ نہیں تھی اور اڑ کر باہر نکل گیا۔

ابن ظہیر نے ایک اور واقعہ اسی کتاب میں نقل کیا ہے کہ مقام ذی طوی میں ایک جن خاندان رہتا تھا۔ ان میں سے ایک جن آدمی کی شکل بن کر خانہ کعبہ کا طواف کرنے آیا۔ واپسی پر بنی سہم کے ایک آدمی نے اندھیرے میں اس کو اپنا دشمن سمجھ کر قتل کر دیا۔ اسی وقت ایک ایسا غبار چھا گیا کہ مکہ مکرمہ کے پہاڑ بھی نظر نہ آتے تھے۔ اور صبح ہوتے ہوتے بنی سہم کے کئی ایک آدمی قتل ہو گئے۔ صبح بنی سہم اور ان کے حلیف لاٹھیاں اور برچھیاں لے کر پہاڑوں کی طرف چلے گئے اور کئی ایک بچھو اور سانپ مار کر واپس آگئے اور متواتر تین دن تک ان کو قتل کرتے رہے تیسری رات تمام مکے والوں نے ایک آواز سنی کہ اے قریش خدا کے واسطے ہماری اور بنی سہم کی آپس میں صلح کرا دو ان لوگوں نے تو ہمارے دگنے آدمی مار دیئے آخر قریش نے اس معاملہ میں مداخلت کی اور جنوں کی اور بنی سہم کی آپس میں صلح کرا دی۔

علامہ عماد الدین ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں آیت اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ کے ماتحت ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ اساف اور نائلہ نامی ایک مرد اور عورت خانہ کعبہ میں

طواف کے لئے آتے تنہائی کا موقعہ ان کو مل گیا تو انہوں نے خانہ کعبہ میں زنا کیا اللہ تعالےٰ نے ان کی صورتیں مسخ کر دیں۔ اور ان کو پتھر بنا دیا۔ قریش نے ان دونوں پتھروں کو عبرت کے لئے صفا اور مروہ پہاڑی پر رکھ دیا۔ جب بہت زمانہ گذر گیا تو ان کی پوجا بھی شروع ہو گئی۔

# تعمیر حضرت عبداللہ بن زبیر

قریش کی اس تعمیر کے بیاسی سال بعد حضرت عبداللہ زبیرؓ نے اس کو تعمیر کیا۔ اسکی وجہ یہ ہوئی کہ جب حضرت عبداللہ بن زبیر کے ہاتھ پر بیعت شروع ہو گئی تو یزید بن امیر معاویہ نے حصین بن نمیر کو لشکر دے کر بھیجا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر خانہ کعبہ میں محصور ہو گئے۔ حصین نے منجنیقوں سے گولہ باری شروع کر دی۔ کچھ پتھر خانہ کعبہ کی دیواروں پر آ کر گرے اور دیواریں پھٹ گئیں۔ اس کے علاوہ انہی دنوں میں ایک اور واقعہ بھی پیش آیا کہ جب حصین بن نمیر نے مکہ کا محاصرہ کیا تو حضرت عبداللہ بن زبیر کے لشکر کے ایک آدمی نے اپنے خیمے میں روٹی پکانے کے لئے آگ جلائی جو کہ خانہ کعبہ کے صحن میں نصب تھا۔ اتفاق سے خیمے کو آگ لگی اور چلتی چلتی خانہ کعبہ کے غلاف کو جا لگی جس سے رہی سہی دیواریں بھی خراب ہو گئیں۔

حصین بن نمیر کے محاصرہ کے ایام ہی میں یزید کی موت کی خبر آ گئی تو حصین محاصرہ اٹھا کر چلا گیا۔ اس کے بعد چونکہ بیت اللہ شریف کی حالت بہت خراب ہو چکی تھی حضرت عبداللہ بن زبیر نے تین رات مسلسل استخارہ کر کے خانہ کعبہ کو از سر نو تعمیر کرنے کا ارادہ کیا۔
چنانچہ آپ نے پہلی دیواروں کو گرا دیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں

پر خانہ کعبہ کی تعمیر شروع کرادی اور حطیم میں سے چھ ہاتھ اور ایک بالشت زمین خانہ کعبہ میں شامل کردی۔ اور بلندی ستائیس ہاتھ تک کردی تاکہ طول۔ عرض اور بلندی آپس میں متناسب ہوجائیں۔ دروازے کو زمین کے برابر کردیا اور دروازے دو لگا دیئے ایک مشرق کی طرف اور ایک مغرب کی طرف جیساکہ آپ نے اپنی خالہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے سُنا ہوا تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارادہ اس طرح کا خانہ کعبہ تعمیر کرنے کا تھا۔ ہر ایک دروازے کی لمبائی آپ نے گیارہ ہاتھ رکھی تھی۔ اور ہر دروازے کی دو دہلیزیں رکھیں۔ اور ستون چھ کی بجائے تین کردیئے۔ آپ نے رکن یمانی اور رکن حجر اسود یہی دو تو گوشے رکھے اور دوسری جانب کو اسی طرح مدّور رکھا جیساکہ پہلے تھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے رکن یمانی اور رکن اسود کو اس لئے چھوا تھا کہ یہ دونوں رکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر تھے۔ جب رکن شامی اور رکن عراقی بھی ابراہیمی بنیادوں پر آگئے تو تمام صحابہؓ و تابعین نے ان کو بھی ہاتھ لگانا شروع کردیا۔ لیکن یہ عمارت صرف دس سال تک رہ سکی۔ حضرت عبداللہ بن زبیر نے خانہ کعبہ کے اندر رکن شامی کے پاس لکڑی کی ایک سیڑھی لگادی جس کے ذریعہ سے اس کی چھت پر چڑھا جاتا تھا۔ اور اس سیڑھی پر سونے کا پترا چڑھا دیا۔ اور حطیم کی طرف پرنالہ لگادیا گیا۔

حضرت عبداللہ بن زبیر نے خانہ کعبہ کی دیواروں میں نیچے نیچے تانبہ پگھلا کر پتھروں میں بھر دیا اور اوپر جاکر چونے سے تعمیر کیا جس کو آپ نے یمن کے علاقہ سے منگوایا تھا۔ جب یہ تعمیر مکمل ہوگئی تو آپ نے اعلان کیا کہ اسکی اندر اور باہر سے کستوری اور عنبر سے لپائی کی جائے گی۔ چنانچہ لوگوں نے بھی ہدیہ کے طور پر بہت سا عنبر اور

مشک ڈیا اور باقی شاہی خزانہ سے فراہم کیا گیا۔ اور اس کے بعد ایک ریشمی کپڑا جو مصر میں تیار ہوتا تھا خرید کر اس پر غلاف چڑھایا گیا۔ یہ دن تاریخ میں ایک بہت بڑا دن تھا۔ لاکھوں کی تعداد میں لوگ اسکو دیکھنے کے لئے آئے۔ بیشمار غلاموں کو آزاد کیا گیا۔ اور کئی ہزار اونٹ اور بکریاں ذبح کر کے غربا میں تقسیم کئے گئے۔ اور یہ دن ۲۷ رجب ۶۴ھ کا دن تھا جب یہ تعمیر مکمل ہوگئی تو حضرت عبداللہ بن زبیر اور بہت سے قریشی ننگے پاؤں تنعیم کی طرف گئے اور احرام باندھ کر آکر شکرانے کے طور پر عمرہ کیا۔

# تعمیر حجاج بن یوسف

۷۴ھ میں جب اموی حکومت کے تخت پر عبدالملک بن مروان بیٹھا تو اس نے حجاج بن یوسف ثقفی کو لشکر دے کر روانہ کیا۔ اس نے آکر حضرت عبداللہ بن زبیر کا محاصرہ کر لیا اور گولہ باری شروع ہوگئی۔ چونکہ حضرت عبداللہ بن زبیر خانہ کعبہ کے اندر پناہ گزین ہوگئے تھے۔ اس لئے خانہ کعبہ پر گولہ باری شروع ہوگئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ کچھ نقصان بیت اللہ شریف کو بھی ہوا اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ و ارضاہ شہید ہوگئے۔ جب حجاج بیت اللہ شریف پر مسلط ہوگیا اور مکہ فتح ہوگیا تو اس نے تمام کیفیت عبدالملک کو لکھ کر بھیجدی کہ اس اس طرح سے عبداللہ بن زبیر نے بیت اللہ شریف میں ردوبدل کیا ہے اس کے متعلق کیا حکم ہے۔ عبدالملک نے لکھ بھیجا کہ تم اس معاملہ میں مختار ہو جس طرح چاہو کرو۔ چنانچہ حجاج بن یوسف نے یہ کہہ کر کہ میں خانہ کعبہ کو اسی طرح کر دینا چاہتا ہوں جس طرح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں تھا۔ خانہ کعبہ کو گرانا شروع کر دیا لیکن تمام دیوار نہ گرا

کو نہ گرایا گیا بلکہ شمالی دیوار گرا کر اس میں سے حسب سابق چھ ہاتھ اور ایک بالشت زمین خانہ کعبہ سے باہر نکال دی۔ اور بنیاد قریش کی بنیاد پر رکھی۔ اور مشرقی دروازہ کو اونچا کر دیا اور مغربی کو بند کر دیا اور باقی کسی چیز میں بھی کوئی تغیر تبدل نہ کیا۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ عبدالملک نے صرف عبداللہ بن زبیر کی مخالفت کے لیئے ان کی بنائی ہوئی عمارت کو گرا دیا اور نئی عمارت بنا دی۔ حالانکہ یہ بہت غلط ہے کیونکہ علامہ ازرقی نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے کہ جب حجاج بن یوسف خانہ کعبہ کے اس رد و بدل سے فارغ ہوا تو اس نے حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ مخزومی کو خط لکھ کر عبدالملک کے پاس بھیجا۔ عبدالملک نے عبداللہ سے کہا کہ میرا خیال ہے کہ ابو خبیب (حضرت عبداللہ بن زبیرؓ) جو یہ کہتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح خانہ کعبہ بنانے کے لئے فرمایا تھا یہ غلط ہے آپ نے ایسا نہیں کہا ہوگا۔ تو حارث بن عبداللہ مخزومی نے کہا کہ اس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کہتے تو میں نے بھی سنا تھا۔ جب عبدالملک نے یہ لفظ سنے تو کہنے لگا کاش مجھے پہلے علم ہو جاتا۔ کاش میں عبداللہ بن زبیر کے اس معاملہ میں دخل نہ دیتا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عبدالملک نے عبداللہ بن زبیر کی عداوت میں خانہ کعبہ کو مسمار نہیں کرایا تھا۔ بلکہ اس خیال سے کرایا تھا کہ جو کچھ عبداللہ بن زبیر نے کیا ہے اپنی مرضی سے کیا ہے۔

ایک حدیث کے یہ الفاظ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ بھی فرمایا تھا کہ "اے عائشہ شاید تیری قوم کو کبھی بیت اللہ شریف بنانے کا خیال آئے۔ آ میں تجھے خانہ کعبہ کی اصل بنیادیں دکھلا دوں۔ یہ حدیث ایک جیتا جاگتا معجزہ ہے اس میں کئی ایک خبریں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

دی ہیں۔ پہلی یہ کہ عنقریب تیری قوم کو خانہ کعبہ کی تعمیر کا خیال آئے گا۔ سو ایسا ہی ہوا۔ اور دوسری خبر یہ تھی کہ حضرت عائشہ کی زندگی میں یہ تعمیر ہوگی۔ یہ بھی ٹھیک ہوگیا۔ اور تیسری خبر یہ تھی کہ تیری قوم کو خیال آئے گا سو ایسا ہی ہوا حضرت عبداللہ بن زبیر حضرت صدیقہ کے بھانجے تھے۔ آپ کی یہ پیشینگوئی آپ کی رحلت کے ترپن ۵۳ سال بعد پوری ہوئی صلے اللہ علی نبیہ ورسولہ وسلم۔

# تعمیر سلطان احمد

حجاج بن یوسف کی اس تعمیر کے بعد پورے آٹھ سو چھیاسی سال تک خانہ کعبہ میں کوئی تغیر اور رد و بدل نہ ہوا۔ کہ مشرقی جنوبی اور مغربی دیواریں تو حضرت عبداللہ بن زبیر کی بنی ہوتی قائم رہیں اور شمالی دیوار حجاج بن یوسف کی اس کے بعد سلطان سلیمان کے زمانہ میں ۹۶۰ھ میں، اسکی چھت خراب ہوگئی تو اس نے اس کی چھت کو درست کرا دیا۔ اس کے بعد ۱۰۲۱ھ میں سلطان احمد بن سلطان محمد کے زمانہ میں ایک بہت بڑا سیلاب آیا۔ جو خانہ کعبہ کی دیواروں کو بہت نقصان پہنچا گیا اور اس کے ساتھ ہی زور کی بارش بھی ہوئی جس سے چھت بھی پھٹ گئی اور بارش کے پانی نے اندر گر کر بہت نقصان کیا۔ خصوصاً مشرقی اور مغربی دونوں دیواریں بہت خراب ہو گئیں۔ اس وقت سلطان احمد نے اس کو گرا کر از سر نو تعمیر کرنے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ جب تعمیر شروع ہوتی تو سلطان نے حکم دیا کہ پتھر تو یہی لگائے جائیں لیکن ان پتھروں کی درزوں میں سونا اور چاندی پگھلا کر بھرا جائے۔ ایک اینٹ سونے کی ہو اور ایک چاندی کی اور اسی طرح ان پر چاندی اور سونے کے خول بھی چڑھا دئے جائیں اس

وقت علماء وقت نے اس کی سخت مخالفت کی کہ یہ اسراف ہے جو کسی طرح بھی جائز نہیں بالآخر درزوں میں تانبہ بھر دیا گیا۔ اس تعمیر پر اس وقت کے حساب سے اسی ہزار پونڈ خرچ آیا۔

سلطان احمد کی اس تعمیر کا ایک کتبہ خانہ کعبہ کے شاذروان میں سنگ مرمر کا لگا ہوا ہے۔ یہ کتبہ "معجن" کی دائیں جانب نصب ہے اس پر جو کچھ لکھا ہوا ہے اس کا ترجمہ یہ ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کی مسجدوں کو وہی تعمیر کرے جو اللہ پر اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو اور نماز اور زکوٰۃ کا پابند ہو اور اللہ کے سوا کسی سے ڈرنے والا نہ ہو۔ قریب ہے کہ یہ لوگ ہدایت پا جائیں۔ بیت اللہ شریف کی چھت کو درست کرنے اور میزاب رحمت کو نیا بنانے اور اسکی دیواروں کو مضبوط کرنے کا حکم سلطان احمد نے دیا۔ یہ تحریر محرم ۱۰۲۱ھ میں لکھی گئی۔

## تعمیر سلطان مراد عثمانی!

اس تعمیر کے پورے اٹھارہ سال بعد اس سیلاب سے بھی بڑا سیلاب آیا یعنی ۱۰۳۹ھ میں اس سیلاب کا پانی آٹھ آٹھ فٹ تک بیت اللہ شریف کی دیواروں پر چڑھ گیا اور شمالی اور مشرقی اور مغربی تینوں دیواریں گر پڑیں۔

اس کی مختصر کیفیت یہ ہے کہ سلطان مراد کے زمانہ میں جو کہ آل عثمان سے تھا ۱۹ شعبان ۱۰۳۹ھ بروز بدھ ایک ایسی بارش ہوئی کہ اس کی نظیر سابقہ تاریخ میں نہیں ملتی تھی اس بارش کا پانی سیلاب کی صورت اختیار کر کے خانہ کعبہ میں آ گیا۔ اور سب لوگوں سے تیس گھنٹے تک پانی خانہ کعبہ میں کھڑا رہا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ شمالی دیوار گر گئی اور اپنے ساتھ باب شامی کی حد تک مشرقی دیوار کو بھی لے گری صرف دروازہ کھڑا رہا۔

اور مغربی دیوار بھی قریباً چھٹا حصہ گر پڑی یعنی مجموعی طور پر تقریباً دو تہائی خانہ کعبہ گر پڑا اور چھت کا کچھ حصہ بھی مسمار ہو گیا۔ اس کے بعد سلطان مراد نے اس کی تعمیر کا حکم دیا اور پورے تیرہ مہینہ میں یعنی رمضان سنہ ۱۰۴۰ھ میں خانہ کعبہ تعمیر ہو گیا اور حجاج بن یوسف کی طرز پر تعمیر ہوا۔ یہی وہ عمارت ہے جو آج بھی موجود ہے یعنی آج اس کو تعمیر ہوئے پورے تین سو پچیس سال گذر چکے ہیں۔

۱۳۷۵ھ میں جب اللہ تعالٰے نے اپنے اس عاجز اور گنہگار بندے کو اپنے گھر کی زیارت کا شرف بخشا تو اس عاجز نے دیکھا کہ اسکی مغربی دیوار میں چھت سے لے کر نیچے تک ایک لکیر سی آگئی ہے اور اسی طرح میزاب رحمت کے نیچے بھی ایک معمولی سی لکیر آئی ہوئی۔ دیکھئے اب اس کی تعمیر کا شرف کس خوش نصیب کی قسمت میں ہوتا ہے۔

خانہ کعبہ کے اصل مکان کی تعمیر یہی ہے اس کے بعد متعلقات خانہ کعبہ میں بہت کچھ ردّ و بدل ہوا ہے مناسب ہے کہ اس کا بھی کچھ تذکرہ کر دیا جائے۔ لیکن وہ اپنے مقام پر ہوگا۔

خانہ کعبہ کی مختصر سی تاریخ آپ سن چکے اب آیئے ذرا اس حرم کی سیر بھی کر لیں۔

## حرم مکی

**دروازے**

حرم مکی کے چوبیس دروازے ہیں باب السّلام اس کا اصلی نام باب بنی شیبہ ہے کیونکہ اس طرف بنی شیبہ کے مکانات تھے۔ سنت یہ ہے کہ آدمی خانہ کعبہ میں پہلی دفعہ داخل ہوتے وقت اسی دروازہ سے جاتے

اس دروازہ کے تین در ہیں باب[۲] النبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اس کا پرانا نام باب الجنائز ہے چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی دروازہ سے آتے جاتے تھے اس لئے اس کا نام باب النبی مشہور ہوگیا۔ اور اس سے آنے کی وجہ یہ تھی کہ حضرت خدیجہ کا مکان اس دروازے سے قریب تھا اور اس کا نام باب الجنائز اس لئے تھا کہ مکی لوگ عام طور پر جنازے اسی دروازہ سے لاتے تھے۔ اس کے دو در ہیں باب[۳] العباس بعض نے اس کو بھی باب الجنائز کہا ہے کیونکہ جنۃ المعلےٰ کو راستہ اسی دروازہ سے جاتا تھا اس لئے جنازے جاتی دفعہ اسی دروازہ سے نکالے جاتے تھے اور باب العباس اس کا نام اسلئے ہوا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا مکان اس سے بالکل قریب تھا۔ اس کے تین در ہیں باب[۴] علی اس کے پرانے نام باب بنی ہاشم اور باب البطحاء ہیں اس کے بھی تین در ہیں باب[۵] دریبہ یہ دروازہ مسجد کی اندرونی جانب باب السلام سے دائیں جانب ہے اس کا صرف ایک ہی در ہے باب[۶] سویقہ یہ دروازہ وہ ہے جو دار الندوہ کے مقام پر جو جگہ آگے بڑھی ہوتی ہے اس میں بنا ہوا ہے اس کے دو در ہیں باب[۷] سلیمانیہ یہ دروازہ باب سویقہ اور باب دریبہ کے درمیان ہے اس دروازے کو بعض لوگوں نے شمار نہیں کیا۔ باب[۸] الزیادۃ مسجد کے اندر کی طرف سے یہ دروازہ باب سویقہ سے دائیں جانب ہے اس کا ایک در ہے اس کا نام باب الزیادۃ اس لئے مشہور ہوگیا کہ سب سے آخری مرتبہ جب مسجد میں اضافہ کیا گیا تو اسی طرف سے کیا گیا تھا۔ باب[۹] العجلہ اس کا نام باب العجلہ اس لئے مشہور ہوا کہ اس کے پاس ایک مکان تھا جس کا نام دار العجلہ تھا۔ اور اس کا اصلی پرانا نام باب بنی تمیم ہے یہ صرف ایک در ہے آجکل اس کا مشہور نام باب تکیہ ہے

باب السدۃ[۱۱] اس کے پرانے نام باب عتیق اور باب عمرو بن عاص ہے یہاں پہلے دیوار تھی اس کو کھول کر دروازہ بنایا گیا تو اس کا نام باب السدہ مشہور ہو گیا اس کا صرف ایک در ہے باب العمرۃ[۱۱] چونکہ اس دروازہ سے تنعیم کو راستہ جاتا ہے جہاں سے لوگ احرام باندھ کر عمرہ کرتے ہیں اس لئے اس کا نام باب العمرہ مشہور ہو گیا اس کا پرانا نام باب بنی سہم ہے اس کا صرف ایک در ہے۔ باب ابراہیم[۱۲] اس کا ایک در ہے یہ مسجد حرام کے سب دروازوں سے بڑا ہے یہ ابراہیم جس کی طرف یہ دروازہ منسوب ہے ایک درزی تھا جو اس کے قریب رہا کرتا تھا۔ باب الحزورہ[۱۳] اس کو آجکل باب الحزورہ کہتے ہیں اس کے پرانے نام باب بنی حکیم بن حزام اور باب بنی زبیر بن عوام ہے کیونکہ ان کے مکان اس طرف تھے اس کے دو در ہیں حزورہ ایک گلی کا نام تھا جس میں یہ کھلتا تھا آج کل وہ گلی حرم شریف میں داخل ہو چکی ہے اور اس کا آجکل مشہور نام باب الوداع ہے کیونکہ جب لوگ یہاں سے وداع ہوتے ہیں تو سنت یہ ہے کہ اسی دروازہ سے نکلیں اور آجکل بھی اسی طرح کیا جاتا ہے باب ام ہانی[۱۴] یہ دروازہ ام ہانی بنت ابی طالب ہمشیرہ علی المرتضیٰ کی طرف منسوب ہے چونکہ ان کا مکان اس جگہ تھا اس لئے یہ دروازہ اسی نام سے مشہور ہو گیا اب یہ مکان مسجد میں داخل ہو چکا ہے اور اس جگہ اب حرم شریف کی پولیس کا تھانہ ہے۔ اس مکان کے پاس ایک کنواں بھی تھا وہ بھی مسجد میں شامل ہو گیا اور اسکی بجائے باب الحزورہ کے پاس ایک کنواں کھودا گیا جس سے آج تک لوگ پانی پیتے ہیں یہ کنواں مہدی ثانی نے کھودا تھا۔ اس کے دو در ہیں باب المدرسہ[۱۵] اس کا پرانا نام باب بنی تیم ہے چونکہ اس طرف شریف

عجلانی کا مدرسہ تھا اس لئے اس نام سے مشہور ہو گیا اس کے دو در ہیں باب
رحمت[17] اس کا نام باب المجاہد یہ بھی ہے کیونکہ اس کے پاس یمن کے پادشاہ
مجاہد کا مدرسہ تھا۔ اور قدیمی کتابوں میں اس کا نام باب بنی مخزوم ہے اس کے دو
در ہیں باب اجیاد اس کے پرانے نام باب سنبلہ اور باب حلقیین اور باب بنی مخزوم
ہیں اس کے دو در ہیں باب الصفا[18] اس طرف بھی بنی مخزوم کے کچھ مکانات تھے
اس لئے اسے بھی باب بنی مخزوم کہا جاتا تھا باب الصفا اس کا نام اس لئے ہوا کہ
یہ دروازہ صفا پہاڑی کے بالمقابل ہے اس کے پانچ در ہیں باب بغلہ[19] اس کا
پرانا نام باب بنی سفیان ہے۔ اور باب بغلہ کی وجہ تسمیہ کا علم نہیں ہو سکا۔ اس کے
دو در ہیں باب باذان[20] اس کے پاس ایک چشمہ باذان نامی تھا اس لئے اس کا
نام باب باذان ہو گیا۔ اس کا پرانا نام باب بنی عائذ ہے اس کے دو در ہیں
باب المحکمہ[21] اس کا ایک در ہے یہ دروازہ باب مدرسہ اور باب الزیادۃ کے درمیان
ہے باب القطبی[22] یہ دروازہ قطب الدین مورخ کے نام پر منسوب ہے اس کا
مدرسہ اس کے پاس تھا۔ یہ دروازہ باب الزیادۃ سے مغربی جانب ہے اس
کا ایک در ہے باب الباسطیہ[23] یہاں عبدالباسط کا مدرسہ تھا۔ اسی کے نام سے
یہ دروازہ مشہور ہو گیا۔ یہ دروازہ باب قطبی کے قریب ہے اس کا ایک در ہے باب
الزمامیہ[24] اس کا بھی ایک در ہے یہ چوبیس دروازے ہیں جن کے ۴۳ در ہیں چونکہ
تمام کتابوں کی ترتیب پر لکھے گئے ہیں جو واقعتاً با ترتیب نہیں ہیں ان کو با ترتیب
لکھتا ہوں تاکہ اطراف کے سمجھنے میں سہولت ہو جاتے۔ ترتیب یہ ہے۔ نیز
یہ بھی یاد رکھیں کہ ان دروازوں میں آج کل بعض کے نام تبدیل ہو چکے ہیں

ہیں اس جگہ وہ تبدیل شدہ نام ہی لکھوں گا تاکہ ان کی واقفیت بھی ہو جائے۔

(۱) باب السلام (۲) باب قائتبای (۳) باب النبی (۴) باب العباس (۵) باب علی (۶) باب النساء (۷) باب بغلہ (۸) باب الصفا (۹) باب رحمت (۱۰) باب اجیاد (۱۱) باب تکیہ (۱۲) باب حمیدیہ (۱۳) باب الوداع (۱۴) باب ابراہیم (۱۵) باب داؤدیہ (۱۶) باب عمرہ (۱۷) باب العتیق (۱۸) باب الزمامیہ (۱۹) باب الباسطیہ (۲۰) باب القطبی (۲۱) باب الزیادۃ (۲۲) باب المحکمہ (۲۳) باب سلیمانیہ (۲۴) باب دریبہ۔

# مینار

دروازہ سے داخل ہونے کے بعد سب سے پہلے کچھ مسجد کے میناروں کے متعلق کہنا مناسب ہے کیونکہ یہ دروازہ کے اندر اور برآمدہ سے پہلے ہیں۔

خانہ کعبہ کے سات مینار میں ایک مینار باب دریبہ اور باب السلام کے کونہ میں ہے اس کے ایک طرف باب السلام ہے اور دوسری طرف باب دریبہ اور دوسرا مینار باب قائتبائی کے پاس ہے تیسرا مینار باب علی اور باب بانان کے درمیان کونہ میں ہے اور چوتھا مینار باب ام ہانی اور باب الوداع کے درمیان کونہ میں ہے اور پانچواں مینار باب العمرہ اور باب العتیق کے درمیان کونہ میں ہے۔ چھٹا مینار دارالندوہ کے بیرونی اضافے کے آخری کنارے پر ہے یعنی باب قطبی اور باب الزیادۃ کے درمیان اور ساتواں مینار باب المحکمہ کے پاس ہے۔ ان میناروں کی بلندی تقریباً ساٹھ فٹ کے قریب ہے

ہر مینار پہ لاؤڈ سپیکر کا کنیکشن ہے۔ خانہ کعبہ کے ان ساتوں میناروں پر بیک وقت اذان شروع ہو جاتی ہے۔ یعنی سات موذن تو یہ ہوتے ہیں اور ایک موذن حنفی مصلے پر کھڑا ہوتا ہے۔ جس کی اوپر کی منزل بجلی کا مرکز ہے۔ یہ آٹھ موذن دو حصوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں اور باری باری کلمے کہتے جاتے ہیں۔ ہر مینار میں چار چار چھتریاں ہیں جیسے مختلف منزلیں ہوتی ہیں مینار کی عام عمارت کا سفید رنگ ہے اور چھتریوں کا نیلا۔

## صحن

جب آپ دروازہ میں سے داخل ہو کر صحن میں آجائیں گے تو یہاں آپ کو بے شمار چیزیں دیکھنے کی ملیں گی۔ مسجد الحرام کا یہ موجودہ صحن اور صحن کی تمام اشیا اس موجودہ شکل و صورت میں ایک ہی دفعہ نہیں بنی تھی ان پر تاریخ کے کئی دور گزرے ہیں کئی ایک بادشاہوں نے ان پر بے شمار دولت صرف کی ہے۔ ان اشیا کو فرداً فرداً بیان کرنے سے پہلے بہتر معلوم ہوتا ہے کہ صحن مسجد کی زمین کے متعلق پہلے کچھ عرض کر دوں اس کے بعد اس کی عمارت اور متعلقات عمارت کے کی بابت کچھ عرض کیا جائے گا۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارکہ میں مسجد الحرام کا صرف اتنا ہی صحن تھا جو آج کل مطاف کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے بعد جب بھی ضرورت محسوس ہوئی خلفاء اور بادشاہوں نے اس میں اضافے کئے۔ چنانچہ سب سے پہلے خلیفہ ثانی حضرت عمر بن خطاب فاروق اعظم

رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اس میں ۱۷ھ میں اضافہ کیا یہ اضافہ خانہ کعبہ کے چاروں طرف قریباً مساوی تھا اس کے بعد ۲۶ھ میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اس میں اضافہ کیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مطاف کی طرح گول دائرے میں اضافہ کیا تھا خلیفہ ثالث نے اس کو چوکور کر دیا اسی طرح ہر کونے میں زیادہ اضافہ ہوا ویسے تو ہر جگہ سے اضافہ کیا گیا لیکن کونوں میں بہت زیادہ اضافہ ہو گیا اس کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیر نے ۶۵ھ میں اس میں اضافہ کیا۔ یہ اضافہ مشرق کی طرف بہت زیادہ ہوا باقی تینوں سمتوں میں برابر برابر اضافہ ہوا اور مشرق کی نسبت قریباً پانچواں حصہ ہر طرف ہوا۔ اس کے بعد ولید بن عبدالملک بن مروان نے ۹۱ھ میں اضافہ کیا۔ یہ اضافہ بھی مشرق کی طرف بہت زیادہ ہوا باقی سمتوں میں بھی اضافہ ہوا لیکن برائے نام۔

اس کے بعد ابو جعفر منصور نے ۱۳۷ھ میں اضافہ کیا۔ یہ اضافہ اتنا ہوا کہ پہلے تمام اضافوں کے قریباً برابر تھا۔ یہ اضافہ شمال اور مغرب میں ہوا۔ جن میں سے نسبتاً مغرب میں بہت زیادہ اضافہ ہوا۔ آجکل کے موجودہ صحن میں شمال اور مغرب کے صحن کی آخری حد ابو جعفر منصور ہی کی ہے۔ اور مشرق کی سمت میں ولید بن عبدالملک کا اضافہ آخری حد ہے۔ اس کے بعد ۱۶۰ھ میں خلیفہ محمد مہدی عباسی نے صحن میں اضافہ کیا۔ یہ اضافہ تمام کا تمام جنوب کی طرف تھا۔ اور آج کل بھی جنوب میں یہی اضافہ صحن کی آخری حد ہے۔ اس کے بعد اس نے دوبارہ چاروں طرف بہت زیادہ اضافہ کیا۔ اس کے بعد مغرب کی جانب برآمدہ سے باہر اضافہ ہوا۔ یہ اضافہ ۳۰۶ھ میں خلیفہ مقتدر باللہ عباسی نے کیا یہ وہ اضافہ ہے جو باب ابراہیم کے پاس ہے۔ اس کے بعد شمال کی جانب برآمدہ سے باہر دارالندوہ کا اضافہ ہوا۔ یہ اضافہ ۲۸۱ھ میں خلیفہ معتضد

عباسی نے کیا اس کے بعد ۹۸۴؁ھ میں بادشاہ مراد خان عثمانی نے مسجد الحرام کے چاروں طرف برآمدہ بنا دیا۔ چونکہ یہ برآمدہ ایک بہت بڑی عمارت ہے اس لئے مختصر طور پر اس کی کیفیت بیان کی جاتی ہے۔

## برآمدہ

یہ برآمدہ مسجد الحرام کے چاروں طرف ہے اس کا عرض قریباً پچاس فٹ کے قریب ہے۔ اس کی کیفیت یہ ہے کہ ستون پر محرابی دروازے بنا کر اوپر چھت ڈالی گئی اور چھت بھی لکڑی وغیرہ کی نہیں بلکہ ہر طرف اور ہر جگہ گنبد بنا تے گئے ہیں مسجد کے چاروں طرف اور صحن کے اندر بھی ایک سو باون ۱۵۲ گنبد ہیں۔ مشرقی حصہ میں چوبیس ۲۴ گنبد ہیں اور شمالی جانب میں چھتیس ۳۶ ہیں ایک گنبد منارہ حزورہ کے پاس ہے اور ایک گنبد دار الندوہ پر ہے اور پندرہ گنبد باب ابراہیم کے اضافہ پر ہیں اور مغربی جانب ۳۹ گنبد ہیں اور جنوبی جانب میں چھتیس ۳۶ گنبد ہیں۔ اور برآمدہ میں ستونوں کی تعداد اگر اس میں اضافے کے ستون بھی شامل کر لئے جائیں تو دو سو اڑسٹھ ۲۶۸ ہے اور اگر اضافوں کے ستون خارج کر دیئے جائیں تو باقی دو سو اکتالیس ہیں جن کی تفصیل یہ ہے کہ شمالی جانب میں ۶۵ ستون ہیں اور مغربی جانب میں ۴۳ اور جنوبی سمت میں ۶۴ اور مشرقی جانب میں ۳۹ اور دار الندوہ کی زیادت میں ۲۴ ستون ہیں اور ۲ ستون باب السلام کے مینار کے قریب ہیں اور ایک ستون باب العمرہ کے قریب ہے۔ ان میں سے بعض ستون سنگ مرمر کے ہیں اور بعض دوسرے پتھروں کے اس کے بعد مسجد میں کچھ ایسی ترمیمیں ہوئیں جو مستقل طور پر تو کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔ لیکن یہ ترمیم

اتنی زیادہ ہوگئی کہ ایک مستقل کام سے زیادہ اس پر روپیہ صرف ہوگیا اس لئے مختصر طور پر اس کے متعلق بھی کچھ عرض کر دینا چاہتا ہوں۔

## مرمت اور ترمیم

سنہ ۱۳۴۴ھ میں سلطان ابن سعود جب مکہ مکرمہ پر قابض ہوا تو اس نے مسجد الحرام کی بعض چیزوں میں اضافے اور ترمیمیں کیں ان کی مختصر کیفیت یہ ہے۔ کہ پہلے تو تمام مسجد الحرام میں سنگ مرمر کا فرش لگوا دیا گیا۔ اس کے بعد جو جو جگہ درست ہونے کے قابل تھی اس کو مرمت کیا گیا۔ مسجد الحرام کی دیواروں میں کچھ درزیں پیدا ہو چکی تھیں ان کو درست کیا گیا۔ مسجد کے ستونوں پر رنگ کر دیا گیا۔ مسجد الحرام کے اندر بعض راستے آنے جانے کے لئے بنائے گئے مقام ابراہیم (علیہ الصلوۃ والسلام) کو سبز رنگ کیا گیا۔ مطاف کے اردگرد تانبے اور پیتل کے ستون نصب کر کے ان میں بجلی کا بندوبست کیا گیا۔

یہ مرمت اور یہ سارا کام بہت جلد ہوا۔ آدمی بہت زیادہ لگا دیئے گئے کیونکہ حج کا موسم قریب آرہا تھا۔ اس کے بعد سنہ ۱۳۴۶ھ میں پھر مسجد کی مرمت کا کام شروع ہوا۔ مسجد الحرام کا سارا فرش پھر از سر نو دیکھا گیا جہاں جہاں اصلاح کی ضرورت تھی وہ کی گئی باب ابراہیم اور دار الندوہ کے اضافوں میں بھی پتھروں کا فرش لگایا گیا مطاف کے باہر چاروں طرف پتھر کا فرش بچھا دیا گیا جس پر کہ چاروں مصلے ہیں۔ مسجد کے گنبدوں کا پہلا روغن جو خراب ہو چکا تھا اتار کر نیا رنگ کیا گیا۔ مسجد کی دیواروں کو مختلف رنگوں سے روغن کیا گیا سنگ مرمر کے ستونوں پر ۲۰ سال کی گرد و غبار جمی ہوئی

تھی ان کو صاف کرایا گیا۔ پہلے ان کو سلطان عبدالحمید نے سنہ ۱۳۱۴ھ میں صاف کرایا تھا۔ چاہ زمزم کے اوپر کے قبہ کو درست کرایا گیا۔ تانبے اور پیتل کے ستونوں کو سبز روغن کیا گیا اور ان کے اوپر کے حصوں کو سنہری روغن کر دیا گیا۔ شاذروان کعبہ کے پتھروں میں سے بعض خراب ہو چکے تھے ان کی جگہ نئے لگائے گئے۔ اور پتھروں کی درزوں کو چونا اور سیمنٹ سے بھر دیا گیا۔ اور مسجد کے وہ حصے جہاں جہاں پتھروں کا فرش نہیں ہے وہاں کنکری بچھا دی گئی۔

## راستے

برآمدوں میں بعض بعض دروازوں سے خانہ کعبہ تک راستے آتے ہیں انکی کیفیت یہ ہے کہ وہ مسجد کے عام صحن سے قریبا ایک فٹ بلند ہیں۔ یہ بڑا قیمتی پتھر لگا ہوا ہے۔ ایک سڑک باب السلام سے خانہ کعبہ کو آتی ہے اور اس میں سے ایک چھوٹی سی شاخ باب المحکمہ کو بھی جاتی ہے۔ اور ایک راستہ باب النبی سے خانہ کعبہ کو آیا ہے۔ ایک راستہ باب علی سے خانہ کعبہ کو آتا ہے۔ اور ایک راستہ باب البغلہ سے آکر باب علی میں شامل ہو جاتا ہے اور ایک راستہ باب الصفا سے خانہ کعبہ کو جاتا ہے۔ ایک راستہ باب الوداع سے خانہ کعبہ تک پہنچتا ہے۔ باب عجلان سے ایک راستہ نکل کر باب الوداع کی سڑک میں شامل ہو جاتا ہے اور ایک راستہ باب ابراہیم سے خانہ کعبہ تک جاتا ہے اور ایک راستہ باب العمرہ سے آتا ہے اور باب داؤدیہ سے ایک چھوٹا سا رستہ نکل کر اس سڑک میں شامل ہو جاتا ہے اور ایک راستہ باب المحکمہ سے نکل کر خانہ کعبہ تک آتا ہے۔ یہ تمام کی تمام سڑکیں کچھ

ایسی ترکیب سے بنائی گئی ہیں کہ ان پر چلتے وقت خانہ کعبہ کی طرف پیٹھ نہیں ہوتی یعنی آڑی ترچھی ہیں۔ یہ ہے احترام خانہ کعبہ یہاں صرف ایک راستہ ایسا ہے جس پر چلتے وقت خانہ کعبہ کی طرف پیٹھ ضرور ہو جاتی ہے اور وہ راستہ ہے باب المحکمہ کی سڑک یہاں مشکل یہ پیش آئی۔ کہ اگر خانہ کعبہ کی طرف پیٹھ نہ ہوتی تو مدینہ منورہ کی طرف ہوتی رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے مزار مبارک کی طرف ہوتی اس موازنہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس کو ترجیح دے کر خانہ کعبہ کی طرف پیٹھ کر دی گئی یہ اس آدمی کا احترام ہے جسے آج کل بے ادب اور گستاخ کہا جاتا ہے۔

## کنکریاں

برآمدہ سے آگے حرم شریف کا ایک حصہ ایسا ہے جس سے مختلف دروازوں سے سڑکیں نکل کر خانہ کعبہ تک پہنچتی ہیں سڑکوں کے درمیان کی جگہ۔ قریباً ایک ایک فٹ گہری ہے یہ جگہ برآمدہ کی طرف سے کشادہ ہے اور خانہ کعبہ کی طرف سے تنگ ہے اس جگہ میں حکومت پندرہ بیس دن کے بعد نئی کنکریاں لا کر ڈال دیتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ حجاج کرام حرم شریف کے کبوتروں کو دانہ دنکا ڈال دیتے ہیں۔ جو کنکریوں میں رل جاتا ہے۔ بارش یا اور کسی وجہ سے اگر اس کو نم پہنچ جائے تو غلہ کے دانوں میں تعفن پیدا ہو جاتا ہے۔ اس وقت اس کو اٹھا کر نئی کنکریاں ڈال دی جاتی ہیں۔ یہ کنکریاں پچھلی رات کو بہت ٹھنڈی ہو جاتی ہیں اور عجب لطف دیتی ہیں عموماً لوگ انہی کنکریوں پر بیٹھتے ہیں ان پر بھی دریاں بچھا دی جاتی ہیں۔ برآمدوں میں بہترین قسم کے قالین قیمتی سے قیمتی غالیچے بچھے رہتے ہیں۔ لیکن یہاں دریاں بچھائی جاتی ہیں۔ اس مقام سے آگے وہ فرش

شروع ہو جاتا ہے جو مطاف کے گرداگرد لگایا گیا ہے۔ یہ فرش بھورے رنگ کے پتھروں کا ہے جو بہت زیادہ گرم ہے۔ سورج کی گرمی سے یہ اتنا گرم ہو جاتا ہے کہ رات کے پچھلے حصہ میں بھی پوری طرح ٹھنڈا نہیں ہوتا۔ سڑکوں کے کناروں پر بھی یہی پتھر ہے لیکن درمیان میں سفید سنگ مرمر کا فرش ہے جو بہت ٹھنڈا ہے۔ عین دوپہر کی گرمی میں بھی یہ اتنا گرم نہیں ہوتا کہ اس پر چلنا مشکل ہو جاتے۔ اس گول فرش کے اوپر چار مصلے ہیں چاہ زمزم اسی فرش پر ہے۔ منبر حرم۔ باب بنی شیبہ۔ مقام ابراہیم سب اسی پر ہیں ان کے متعلق علیحدہ علیحدہ عرض کرتا ہوں۔

## کبوتران خانہ کعبہ

خانہ کعبہ میں داخل ہوتے ہی سب سے پہلے آدمی کی نظران کبوتروں پر پڑتی ہے جو خانہ کعبہ میں اڑتے پھرتے ہیں ان کی مختلف ٹکڑیاں کبھی ادھر جاتی ہیں کبھی ادھر یہ کبوتر کبھی پرسے باندھ کر باہر اڑ جاتے ہیں اور پھر باہر سے جبل ابو قبیس کی چوٹی سے اڑتے ہوئے آجاتے ہیں۔ چونکہ جبل ابو قبیس کی چوٹی خانہ کعبہ سے بہت بلند ہے۔ اسلئے کبوتر خانہ کعبہ کے چھت سے بہت زیادہ بلند ہوتے ہیں۔ لیکن جب خانہ کعبہ کے قریب پہنچتے ہیں تو بھٹ کر ادھر ادھر نکل جاتے ہیں خانہ کعبہ کے اوپر سے کوئی کبوتر نہیں گذرتا انہی کنکریوں کی کیاریوں میں ان کا بسیرا ہے۔ انہی کنکریوں میں حجاج کرام دانہ لاکر ڈال دیتے ہیں۔ گندم۔ جو۔ جوار۔ باجرہ۔ مکی۔ چینا غرض ہر قسم کے دانے ان کنکریوں میں ملے ہوتے ہیں۔ اور اس کثرت سے ہوتے ہیں کہ کنکریوں میں ان کی ایک معقول تعداد نظر آتی ہے۔ کبوتر آرام سے بیٹھ کر دانہ دنکا چگتے رہتے ہیں ان کو

کسی قسم کا کوئی خوف و خطر نہیں ہوتا کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے حرم میں اور اس کی حمایت در پناہ میں بیٹھے ہوتے ہیں اسی لئے تو حافظ شیرازی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ ع

تو اے کبوتر بام حرم چہ میدانی تپیدنِ دل مرغانِ رشتہ بر پارا

مکہ مکرمہ کے گرد و نواح میں کبوتر اس کثرت سے ہیں کہ بہت دفعہ آدمی فضا بھری ہوئی دیکھتا ہے۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ یہاں انہیں سایہ بھی میسر ہے پانی بھی۔ دانہ بھی اور کبھی نہ ختم ہونے والا امن بھی وہ جہاں چاہیں بیٹھیں۔ جب چاہیں بیٹھیں اور جہاں چاہیں چلے جائیں۔ بعض دفعہ تو ایسا ہوتا ہے کہ آدمیوں کے سروں پر آکر بیٹھ جاتے ہیں لوگوں کی گود میں بیٹھ جاتے۔ ان کے جسموں سے چھو جاتے ہیں کیا کسی کو ہے طاقت کہ وہ اُن کو پکڑ سکے؟ یا ڈرا سکے؟

سب سے زیادہ خوبصورت اس وقت معلوم ہوتے ہیں جبکہ وہ اڑتے ہوتے خانہ کعبہ کی فضا کو بھر دیتے ہیں۔

مکہ مکرمہ کی با قاعدہ آبادی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ سے شروع ہوئی قریباً اسی وقت سے ان کبوتروں کی تاریخ بھی شروع ہو جاتی ہے۔ جاہلیت کے زمانہ میں جس طرح بیت اللہ شریف کی عظمت اور حرمت لوگ کیا کرتے تھے۔ اسی طرح ان کبوتروں کا احترام بھی کیا کرتے تھے جس کا ذکر جاہلیت کے زمانہ کے شعروں میں پایا جاتا ہے۔ غوموہم ان کبوتروں ہی کے ایک غول کے پیچھے یہاں آئے تھے

خانہ کعبہ کے موجودہ کبوتروں کی تاریخ سلطان سلیم عثمانی کے زمانہ سے شروع ہوتی ہے جیسا کہ "نقد التواریخ" کے حوالہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان سلیم نے کچھ کبوتر خانہ کعبہ میں بھیجے تھے۔ یہ کبوتر پیغام رساں کبوتر تھے۔ اس کے بعد ان کی

نسل یہاں آکر بہت بڑھ گئی۔ لیکن ابوالولید ازرقی نے اپنی کتاب "اخبار مکہ" میں بیان کیا ہے کہ ان کی تاریخ عام الفیل سے شروع ہوتی ہے بہر حال یہ ساکنان حرم شریف قدیم زمانہ سے چلے آتے ہیں۔

کتابوں میں لکھا ہے کہ کبوتر خانہ کعبہ کی چھت پر نہیں بیٹھتے اور نہ ہی اوپر سے اڑکر گذرتے ہیں۔ میں نے ایک دن ایک کبوتر کو خانہ کعبہ کی منڈیر پر بیٹھا ہوا دیکھا تو میں نے ایک عربی سے سوال کیا کہ کتابوں میں تو ہم یہ پڑھتے آئے ہیں کہ کبوتر خانہ کعبہ کی چھت پر نہیں بیٹھتے۔ لیکن یہ کبوتر یہاں بیٹھا ہوا ہے اسکی کیا وجہ ہے تو اس نے کہا کہ جب کوئی کبوتر بیمار ہو جاتا ہے تو وہ خانہ کعبہ کی چھت پر آکر بیٹھ جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے پانچ سات منٹ میں تندرست ہو کر اڑ جاتا ہے۔ واللہ اعلم

## چار مصلّے

خانہ کعبہ کی ہر دیوار کے سامنے ایک مصلّےٰ ہے جانب شمال حنفی مصلیٰ ہے اور مغرب کی طرف مالکی مصلیٰ ہے جنوب کی طرف حنبلی مصلیٰ ہے اور مشرق کی طرف شافعی مصلیٰ ہے۔ یہ مصلّے سب سے پہلے سلطان فرخ بن برکوک کے حکم سے بلبیق نے ۸۰۷ھ میں تعمیر کئے تھے۔

ہر مذہب کے لوگ علیحدہ علیحدہ اپنی جماعتیں کرالیتے تھے۔ جن میں سے سب سے پہلے حنفیہ کی جماعت ہوتی تھی اس کے بعد شوافع کی اس کے بعد حنابلہ کی اور اس کے بعد مالکیہ کی۔ جب ایک فرقے کی جماعت ہوتی تو باقی بیٹھے رہتے چونکہ یہ چیز صریحاً شریعت کے خلاف تھی۔ اس لئے آجکل سلطان ابن سعود نے

اس چیز کو بالکل ختم کر دیا ہے سب لوگ ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں ۔ نماز پڑھنے میں کوئی پابندی نہیں جس طرح کوئی چاہے پڑھے ۔ کوئی آمین اونچی کہے یا آہستہ کوئی رفع یدین کرے یا نہ کرے کوئی کھلے ہاتھ نماز پڑھے یا ہاتھ باندھ کر غرض کوئی بھی کسی پر اعتراض نہیں کر سکتا اور نہ ہی کوئی اختلافی مسئلہ برسرعام چھیڑ سکتا ہے ان مصلّوں کی طرز صنعت ایک ہی طرح کی ہے یعنی سب اسی بھورے رنگ کے پتھر سے بنائے گئے ہیں فرش اسی پتھر کا ہے دیواروں کی بجائے ستون ہیں اور چھت ان ستونوں پر گنبد نما بنی ہوتی ہے ۔ حنفی مصلّے کے اندر تین صفیں کھڑی ہو جاتی ہیں اور ہر صف میں قریباً بیس آدمی کھڑے ہو سکتے ہیں ۔ یہ مصلی دو منزلہ ہے نیچے کی منزل میں نماز پڑھی جاتی ہے اور اوپر بجلی کا مرکز ہے اور خدام حرم شریف اس میں رہتے ہیں ۔ حنفی مصلّے پر قرآن مجید کی تلاوت ہوتی ہے یعنی یہاں قرآن مجید کافی تعداد میں پڑے رہتے ہیں اور لوگ آکر تلاوت کرتے ہیں ۔ اس مصلّے پر ایک خادم قرآن مجید کی حفاظت کے لئے رہتا ہے مالکی مصلّی سب سے چھوٹا ہے یہ ایک منزلہ ہے ۔ اس میں قریباً تیس کے قریب آدمی نماز پڑھ سکتے ہیں ۔ یہاں بھی کچھ قرآن مجید پڑے ہوتے ہیں لیکن یہاں خادم کوئی نہیں ۔ اس لئے اسکی رونق بہت کم ہے ۔

حنبلی مصلّی ایک منزل ہے یہ حنفی مصلّے سے چھوٹا ہے اور مالکی مصلّے سے بڑا ہے قرآن مجید کی تلاوت کا سب سے بڑا مرکز یہی ہے ۔ یہاں بلا مبالغہ ہزاروں کی تعداد میں قرآن مجید پڑے ہوتے ہیں ۔ یہ مصلی دینی کتابوں کا بھی مرکز ہے یہاں سے حدیث کی کتابیں مطالعہ کے لئے مل سکتی ہیں ۔ یہاں کا خادم بہت مستعد اور ہوشیار آدمی ہے شافعی مصلّی دو منزلہ ہے اور قریباً حنفی مصلّی اور شافعی مصلّی دونوں برابر ہیں نیچے کی منزل میں

چاہ زمزم ہے اور اوپر کی منزل میں لوگ نماز پڑھتے ہیں یہی جگہ مصلی شافعی ہے۔ اور یہ خانہ کعبہ کے دروازہ کے بالمقابل ہے۔ یہاں بھی کچھ قرآن مجید پڑے ہوئے ہیں لیکن یہاں خادم کوئی نہیں ہے۔

امام نماز تین ہیں۔ ایک امام ظہر اور عصر کی نمازیں پڑھاتا ہے۔ اور دوسرا امام مغرب اور عشاء اور صبح کی نمازیں پڑھاتا ہے۔ اگر ان میں سے کوئی غیر حاضر ہو تو تیسرا امام اسکی جگہ نماز پڑھاتا ہے۔ پہلا امام شافعی ہے اور دوسرا حنبلی اور تیسرا حنفی۔ ہر ایک امام اپنے طریق پر نماز پڑھاتا ہے۔ اور سب اسی کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں کسی کو باقاعدہ علیحدہ جماعت کرانے کی اجازت نہیں ہے نماز عموماً شافعی اور حنفی مصلوں پر ہوتی ہے مغرب عشا اور صبح کی نمازیں مقام ابراہیم کے پاس خانہ کعبہ کے دروازہ کے سامنے پڑھائی جاتی ہیں اور ظہر اور عصر کے وقت چونکہ یہاں دھوپ ہوتی ہے اور حنفی مصلے پر سایہ ہوتا ہے اس لئے یہ دونوں نمازیں مصلی حنفی پر پڑھائی جاتی ہیں۔ ان تمام مقامات کی پیمائش نہایت ضروری ہے انشاء اللہ تمام چیزوں کو بیان کر کے ہر ایک کی مساحت بیان کروں گا۔

# چاہ زمزم

چاہ زمزم حرم مکی میں ایک کنواں ہے جو بہت قدیم زمانہ سے چلا آتا ہے اور مسلمانوں کے دلوں میں اس کی بہت عظمت اور احترام ہے کیونکہ اس کی فضیلت میں بہت سی احادیث آئی ہیں۔ دنیا کے تمام پانیوں سے بالاتفاق یہ پانی زیادہ متبرک اور پاکیزہ ہے سوائے اس پانی کے جو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی انگلیوں میں سے بطور معجزہ نکلا تھا وہ پانی زمزم کے پانی سے زیادہ متبرک اور پاکیزہ تھا

اس کنوئیں کا اصل یہ ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا اور اپنے بیٹے اسمٰعیل علیہ السلام کو یہاں چھوڑ کر چلے گئے تو اس وقت پانی اور خوراک کا کوئی بندوبست نہ تھا۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو پیاس لگی تو ان کی والدہ محترمہ سیدہ ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پانی کی تلاش میں صفا اور مروہ پر دوڑتی رہیں۔ لیکن پانی کا کوئی نشان نہ پایا۔ واپس آئیں تو دیکھا کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے پاس ایک چھوٹے سے سوراخ سے پانی کا سوتا پھوٹ رہا ہے۔

صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے زمین پر آکر اپنی ایڑی ماری تھی اس جگہ سے اللہ تعالے نے پانی کا چشمہ پیدا کردیا۔ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے پانی دیکھا تو اس کے ارد گرد مٹی کی مینڈھ بنادی تاکہ پانی جمع ہو جاتے اور وہ مشک بھر سکیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر ہاجرہ مٹی کی دیوار نہ بنا دیتیں تو اس چشمہ کا پانی روئے زمین پر بہہ کر سیراب کرتا۔ اتفاق سے ایک قافلہ بنو جرہم کا پانی کی تلاش میں ادھر آنکلا دیکھا کہ پانی کے پاس ایک عورت بیٹھی ہوئی ہے۔ وہ کہنے لگے کہ اگر تم اجازت دو تو ہم بھی یہاں ڈیرا لگالیں تم ہمیں پانی دیدیا کرنا۔

حضرت ہاجرہ نے فرمایا کہ اس شرط پر چشمہ کا پانی تم استعمال کر سکتے ہو کہ اس پر مالکانہ قبضہ صرف میرا اور میرے بچے کا رہے گا۔ ان لوگوں نے اس کو منظور کرلیا اور وہیں ڈیرے لگا دیئے خیمے نصب ہو گئے اور شہر مکہ مکرمہ کی یہ بنیاد قائم ہوئی۔ یہ چشمہ اللہ تعالے کے فضل وکرم سے بہتا رہا۔ جب بنو جرہم جلاوطن ہوکر یہاں سے نکلے تو وہ اس چشمہ کو بند کر گئے۔ بڑی مدت تک یہ چشمہ بند رہا نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا

عبد المطلب کو اللہ تعالیٰ نے خواب میں زمزم کی جگہ دکھلائی تو انہوں نے از سر نو اسکو کھود کر جاری کیا۔ اس دن سے آج تک برابر اس چشمہ سے پانی نکلتا رہا ہے اور انشاء اللہ العزیز قیامت تک نکلتا رہے گا۔ چونکہ مسلمانوں کے دلوں میں اس کنوئیں کا بہت احترام تھا۔ انہوں نے اس پر ہمیشہ خاص توجہ رکھی ہے۔

اس پر پہلے ایک مکان مربع شکل تعمیر کیا گیا تھا۔ یہ مکان سب سے پہلے سلطان سلیمان نے تعمیر کیا تھا جو آج تک موجود ہے صرف فرق یہ ہے کہ پہلے یہ مکان معمولی پتھروں کا تھا اور آج سنگ مرمر اور سنگ سفید سے بنا ہوا ہے۔ مکان کے اندر کی جانب پانی کے حوض بنے ہوئے ہیں۔ پانی نکالنے والے نکال کر ان حوضوں میں ڈالتے جاتے ہیں اور چھبیل میں پانی پہنچتا جاتا ہے وہاں سے لوگ پانی پیتے جاتے ہیں سبیلوں کے اوپر بھی چھت ہے اردگرد دیواریں بھی ہیں یعنی یوں سمجھو کہ اسی مکان کے دو حصے کر دیئے گئے ہیں ایک حصہ میں کنواں ہے جو قریباً ڈیڑھ گز سطح زمین سے بلند ہے۔ اور دوسرے حصہ میں چھبیلیں ہیں چھبیلیں دو میں ایک مردوں کے لئے اور ایک عورتوں کے لئے لیکن آج اس کی کوئی پرواہ نہیں کی جاتی عورتیں مردوں میں گھس آتی ہیں اور مرد عورتوں میں چلے جاتے ہیں۔

اس ساری عمارت کے اردگرد لوہے کی جالی لگی ہوئی ہے اور دیواروں پر بہت کچھ بہترین خط میں لکھا ہوا ہے۔

زمزم کے پانی کی فضیلت میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں حضرت جابرؓ کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمزم کا پانی جس نیت اور جس ارادے سے پیا جاتے اس سے وہی فائدہ حاصل ہوگا۔ (ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت میں اسکی تشریح کر دی گئی ہے کہ زمزم کا

پانی جس نیت سے پیا جائے وہ پوری ہو جاتی ہے اگر پیاس بجھانے کے لئے پیا جائے تو اس سے پیاس بجھتی ہے اگر بھوک دور کرنے کو پیا جائے تو اس سے بھوک زائل ہوتی ہے۔ اور اگر بیماری سے شفا پانے کی نیت سے پیا جائے تو اس سے شفا ہوتی ہے[1]۔

اور ایک روایت میں یہ لفظ بھی ہیں کہ اگر تو کسی مصیبت سے پناہ لینے کی نیت سے پانی پئے تو اللہ تجھے اس سے پناہ دیگا (دار قطنی) حضرت عبداللہ بن عباس جب زمزم کا پانی پینے لگتے تو یہ دعا پڑھتے تھے "یا الٰہی میں تجھ سے نفع دینے والا علم اور فراخ رزق اور ہر بیماری سے شفا کا سوال کرتا ہوں" حضرت ابوذر کی مرفوع حدیث میں ہے کہ زمزم کا پانی بڑا بابرکت ہے یہ بیماریوں سے شفا ہے اور بھوکوں کے لئے کھانا ہے (مسلم) غرض کہ اس کی فضیلت میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں اور امت کے تجربہ نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ جو کچھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ وہ بالکل صحیح ہے۔ بیشمار لوگوں نے اپنے تجربات بیان کئے ہیں۔

مسلمان آدمی کو چاہئے کہ چاہ زمزم کا پانی خوب سیر ہو کر پئے۔ ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہمارے اور منافقوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ وہ زمزم کا پانی سیر ہو کر نہیں پیتے اسی لئے حجاج کرام جبتک مکہ مکرمہ میں رہتے ہیں اسی کا پانی پیتے ہیں اور آتی دفعہ اپنے ساتھ دوسرے لوگوں کے لئے اس کا تحفہ بھی لاتے ہیں۔ کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہ جب حج کرنے کو آتیں تو زمزم کا پانی اپنے ساتھ لے جاتیں اور فرماتیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب بھی مکہ مکرمہ آتے اس کا پانی لے جاتے تھے (ترمذی)

بعض آدمی زمزم کے پانی سے سفید کپڑا بھگو کر خشک کر کے لے آتے ہیں

[1] دار قطنی۔

کہ یہ ہمارے کفن کے کام آئیگا اور اس متبرک کفن کی بدولت ہمیں عذاب قبر سے نجات ہو جائیگی اس کا کوئی اصل نہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام نے ایسا نہیں کیا۔ بعض جہلا خصوصًا ہندوستانی لوگ چاہ زمزم کے متعلق بڑے غلط عقیدے رکھتے ہیں چنانچہ وہ اس پانی میں ڈوب کر مرجانے کو بھی ایک فضیلت سمجھتے ہیں چنانچہ محمد لبیب تبنونی نے اپنی کتاب "رحلۃ الحجازیہ" میں ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ ۱۳۲۶ھ میں ایک ہندوستانی نے اپنے آپ کو چاہ زمزم میں گرا دیا۔ پانی نکالنے والے اسے بہتیرا روکتے رہے لیکن کسی وقت وہ ان کی بے خبری سے فائدہ اٹھا کر چھلانگ لگا گیا۔ اور اسی میں مرگیا۔

حکومت کو جب اس کا علم ہوا تو انہوں نے غوطہ لگانے والوں کو بلایا اور بڑی مشکل سے لاش نکالی۔ (کیونکہ زمزم کا پانی بہت گہرا ہے) اس کے بعد بہت سا پانی نکال کر اس کو صاف کیا گیا۔ وہ تو دنیا سے چلا گیا (معلوم نہیں اللہ کی رحمت کی طرف یا عذاب کی طرف) لیکن دوسرے لوگوں پر پابندی لگا گیا کہ اس کے بعد عام لوگوں کو کنوئیں کے احاطہ میں جانے کی اجازت نہ رہی۔ اسی طرح زمزم کے پانی سے بعض لوگ غسل کرتے ہیں ان تمام چیزوں کا کوئی ثبوت نہیں ان سے بچنا چاہئے جتنا کام سنت سے ہے اتنا ہی کرنا چاہئے۔

زمزم کے کنوئیں میں سے پانی نکال کر لوگوں کو پلانا ایک نیک عمل ہے۔ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم چاہ زمزم پر آئے تو پانی نکالنے والوں کو جرأت اور ہمت سے کام کرنے کی تلقین فرمائی اور فرمایا کہ پانی نکالو پانی نکالو کہ تم ایک نیک کام کر رہے ہو پھر آپ نے

فرمایا کہ اگر میرے پانی نکالنے سے یہ خوف نہ ہوتا کہ لوگ اس کو سنت سمجھ کر اس سے پانی خود نکالنے لگیں، اور تمہیں کوئی پانی نکالنے نہ دے تو میں خود اس سے پانی نکالتا۔

## منبرِ حرم مکی

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفاء راشدین کے زمانہ میں مسجد الحرام میں کوئی منبر نہ تھا۔ سب سے پہلے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مسجد الحرام کے لئے شام کے علاقہ میں منبر بنوایا اور اسے مکہ مکرمہ بھجدیا اور سب سے پہلے انہی نے منبر پر خطبہ دیا ورنہ پہلے خلفاء راشدین اور خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی زمین پر کھڑے ہو کر خطبہ دیتے رہے کبھی تو خطبہ خانہ کعبہ کے دروازہ کے سامنے ہوجاتا اور کبھی حجر اسمٰعیل علیہ السلام پر ہوتا۔ یہ منبر جو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بنوایا تھا معمولی لکڑی کا ایک چھوٹا سا منبر تھا جس کی تین سیڑھیاں تھیں یہ جب کبھی خراب ہوجاتا تو اس کی مرمت کردی جاتی اور کسی قسم کا اس میں اضافہ نہ کیا جاتا پھر جب ہارون رشید اپنے زمانہ خلافت میں حج کرنے کے لئے آیا تو اس کے ایک مصری گورنر موسیٰ بن عیسیٰ نے ایک منبر بنوا کر مکہ شریف روانہ کیا اس منبر پر نقش و نگار بھی تھے اور ویسے بھی بہت بڑا تھا اس کی نو سیڑھیاں تھیں امیر ہارون رشید نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا۔ اور پرانے منبر کو عرفات میں بھجدیا گیا۔

اس کے بعد واثق عباسی نے اپنے زمانہ خلافت میں تین منبر بنوائے ایک مسجد الحرام میں رکھا گیا اور ایک منیٰ میں اور ایک عرفات میں۔ علامہ ازرقی نے اسی طرح بیان کیا ہے۔ لیکن علامہ فاکہی نے یہ بھی کہا ہے کہ خلیفہ مستنصر باللہ جب اپنے

باپ کے زمانہ خلافت میں حج کرنے کے لئے آیا تو اس نے مکہ مکرمہ میں ایک بہت بڑا منبر بنوا کر رکھا اور اسی پر اس نے خطبہ دیا۔ علامہ تقی فاسی کے بیان کے مطابق اسکے بعد حرم شریف کے لئے کئی ایک منبر بنائے گئے۔ چنانچہ ایک منبر خلیفہ مقتدی عباسی کے وزیر نے بنوا کر مکہ مکرمہ روانہ کیا تھا۔ یہ ایک بہت بڑا منبر تھا اس پر ایک ہزار روپیہ خرچ آیا تھا۔ لیکن اس منبر کو مصریوں نے جلا دیا تھا وجہ یہ ہوئی کہ عباسیوں کا تقاضا تھا کہ اس منبر پر خطبہ مقتدی کے نام کا پڑھا جاتے اور مصریوں کا مطالبہ تھا کہ خطبہ مستنصر عبیدی بادشاہ مصر کے نام کا پڑھا جاتے۔ یہ لڑائی بہت زیادہ بڑھ گئی آخر مصری غالب آتے اور انہوں نے منبر کو جلا دیا۔

ایک منبر ۷۶۶ھ میں ملک اشرف شعبان مصر کے بادشاہ نے بنوایا تھا اس منبر پر اکتیس سال خطبہ پڑھا گیا۔ اس کے بعد ملک ظاہر برقوق مصر کے بادشاہ نے ۷۹۷ھ میں ایک منبر بنوایا یہ منبر کافی عرصہ تک حرم شریف میں رہا اور بہت مدت تک اس پر خطبہ ہوا۔ اور کئی مرتبہ اس کی مرمت ہوئی۔ اس کے بعد ایک بہترین منبر ملک مؤید مصر کے بادشاہ نے ۸۱۸ھ میں بنوا کر بھیجا اس کے بعد ۸۶۶ھ میں ملک ناصر مصری نے ایک منبر بنوایا اس کے بعد ملک اشرف قاتیبائی ظاہری نے ۸۷۷ھ میں ایک منبر بنوا کر مکہ مکرمہ بھیجا۔ اس کے بعد ۹۶۹ھ میں سلطان سلیمان خان نے لکڑی کا ایک بہترین منبر بنوا کر خانہ کعبہ میں رکھا یہ منبر ان تمام منبروں سے زیادہ قیمتی تھا۔ جو اس سے پہلے بنائے گئے تھے۔ اور یہ منبر لکڑی کا آخری منبر تھا جو مسجد الحرام میں بھیجا گیا تھا (یہ منبر ابھی تک چاہ زمزم کے پاس، باب بنی شیبہ کے قریب پڑا ہوا ہے گو اسے آج پانچ سو برس گذر چکے ہیں لیکن آج بھی اس کی

خوبصورتی ایک نمونہ ہے) اس کے بعد ۹۶۶ھ میں سلطان سلیمان خاں بن سلطان سلیم خاں عثمانی نے ایک سفید سنگ مرمر کا منبر بنوایا اور یہی وہ منبر ہے جو آج تک بفضلہ تعالےٰ قائم ہے اور اسی پر آج بھی خطبہ پڑھا جاتا ہے۔ یہ منبر صنعت میں ایک بہترین نمونہ ہے باوجود چار سو برس گذر جانے کے اسکی آب وتاب آج بھی اسی طرح ہے یہ منبر خانہ کعبہ کے صحن میں خانہ کعبہ کے دروازہ کے سامنے مشرقی جانب میں ہے یہ شمالی جانب سے مقام ابراہیم سے ملتا ہے۔ اس منبر کی تیرہ سیڑھیاں ہیں اور ان کے اوپر ایک گنبد بنا ہوا ہے جس کے نیچے چار ستون سنگ مرمر کے دیے رکھے ہیں۔ یہ گنبد لکڑی کا بنا ہوا ہے اور اس پر چاندی کا پترا چڑھا ہوا ہے اور چاندی پر سونے کا ملمع ہے دور سے دیکھتے وقت ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ سارے کا سارا سونے کا بنا ہوا ہے۔ مطاف کی زمین سے اس کی جھیٹ کے کلس تک کل بلندی اٹھارہ گز کے قریب ہے۔ اس منبر میں ایک خاص خوبی یہ ہے کہ سردی ہو یا گرمی کسی موسم میں کبھی خطیب پر دھوپ نہیں پڑتی۔ باقی رہی اسکی صناعت تو وہ ایک بہترین نمونہ ہے جو اس کے بنانے والے کے حسن ذوق کی شہادت دے رہا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جواہرات کا ایک تراشا ہوا ٹکڑا رکھا ہوا ہے۔ اس منبر کی مغربی جانب جو خانہ کعبہ کی طرف ہے یہ الفاظ لکھے ہوئے ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ قَدْ بَنٰی سُلَیْمَانُ مِنْبَرًا لِبَلَدِ الْاَمِیْنِ — کہ سب تعریفیں اللہ تعالےٰ کی ہیں یہ منبر سلیمان نے بلد الامین کے لئے بنوایا۔

اور منبر کی مشرقی جانب یعنی دروازہ منبر کی طرف یہ الفاظ لکھے ہوئے ہیں۔

اِنَّهٗ مِنْ سُلَیْمَانَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ — کہ یہ سلیمان کی طرف سے ہے اور اللہ بخشنے والے

الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ صَدَقَ اللّٰهُ جَلَّ اِسْمُہٗ ۹۶۶ھ مہربان کے نام پر ہے۔ اللہ تعالٰی نے سچ فرمایا ہے ۹۶۶ھ

اس منبر پر سب سے پہلے ابو حامد بخاری نے خطبہ دیا تھا۔ اس کے بعد ۱۰۲۰ھ میں سلطان احمد خان نے اس منبر کے لئے ایک ہلال (چاند) بنوایا پہلے اس کی چھت اینٹوں سے بنی ہوئی تھی اس کے بعد ان کو گرا کر لکڑی کی چھت بنائی گئی اور اس پر چاندی کا پترا چڑھا دیا گیا۔

# مقام ابراہیم

مقام ابراہیم مسلمانوں کے پاس ایک ایسا نشان ہے جو آج قریباً ساڑھے چار ہزار برس پہلے کی یاد دلاتا ہے۔ اور اسی طرح حجر اسود یہ اس سے بھی زیادہ قدیمی یادگار ہے۔ مسلمانوں کے علاوہ دنیا کی کسی قوم کے پاس اتنی پرانی یادگار آج دنیا میں نہیں ہے۔ مقام ابراہیم اور حجر اسود کے متعلق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ رکن اور مقام جنت کے بیشمار یاقوتوں میں سے دو یاقوت ہیں اللہ تعالٰی نے ان کے نور کو مٹا ڈالا اگر یہ اصلی حالت پر رہتے تو مشرق اور مغرب کو روشن کر دیتے (ترمذی)

حجر اسود سے اپنے طواف کو شروع کیا جاتا ہے اور اسی پر طواف کو ختم کیا جاتا ہے اور مقام ابراہیم علیہ السلام پر دو رکعت نماز پڑھی جاتی ہے۔ اور یہاں نماز پڑھنے کا حکم خود قرآن میں بھی ہے کہ۔

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى کہ مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بناؤ۔

مقام ابراہیم (علیہ السلام) ہے کیا چیز؟ یہ ایک پتھر ہے جس پر حضرت

ابراہیم علیہ السلام کے پاؤں کے نشانات موجود ہیں یعنی اس پتھر پر آپ کھڑے ہوئے تھے اللہ تعالیٰ کی قدرت سے اس کے اندر حضرت ابراہیم کے پاؤں کے نشان باقی رہ گئے۔ آپ کب اس پتھر پر کھڑے ہوئے اور کیوں کھڑے ہوئے تھے؟ اس میں علمار امت کا اختلاف ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ حکم دیا کہ تم لوگوں میں حج کے متعلق اذان دو تو اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام اس پتھر پر کھڑے ہوئے تھے اور اس وقت یہ نشان اس پتھر پر لگے۔ اور بعض علماء کا خیال ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب بیت اللہ شریف کی تعمیر کر رہے تھے تو آپ اسی پتھر پر کھڑے ہو کر تعمیر کرتے رہے اور اس وقت اس میں نشان لگے۔

علامہ ابن جریر اندلسی نے اپنی رحلت میں بیان کیا ہے کہ "جب میں ۵۷۸ھ میں حج کرنے کے لئے گیا۔ تو میں نے اس پتھر کو دیکھا۔ اسکی چوڑائی اور لمبائی قریباً برابر ہے اور وہ دو بالشت کے قریب ہے اور بلندی تین بالشت کے لگ بھگ ہے۔ نیچے کی طرف سے تنگ ہے اور اوپر کی طرف سے کشادہ ہے۔ اس میں پاؤں اور انگلیوں کے نشانات بڑے صاف طور پر لگے ہوئے تھے۔ اس نے یہ بھی لکھا ہے کہ "مقام" کے لئے ایک مخصوص گنبد نما جگہ بنائی گئی ہے۔ اس کے ارد گرد پیتل کی جالی لگا دی گئی ہے۔ لیکن یہ جالی اسی طرح نہیں رہتی بلکہ جب حج کا موسم گذر جاتا ہے اور رش زیادہ نہیں رہتا تو اس جالی کو اٹھا دیا جاتا ہے۔

اور مقام کے لئے دو قبے بنائے گئے ہیں ایک لکڑی کا اور ایک لوہے کا دوسرے دنوں میں لکڑی کا گنبد رہتا ہے اور حج کے موسم میں لوہے کا گنبد ہوتا ہے اور اس گنبد کے چاروں طرف قرآن مجید کی آیتیں لکھی ہوئی ہیں۔ شاید اس زمانہ میں

یہی کیفیت ہو۔ لیکن آجکل ایسا نہیں ہے۔ بلکہ نہایت محکم اور مضبوط قبہ بنا کر اس کے اردگرد پیتل کی جالی لگا کر جڑ دی گئی ہے۔ جو علیحدہ نہیں ہو سکتی۔)

۱۶۱ھ میں خلیفہ محمد مہدی عباسی کے زمانہ میں اس "مقام" کو محفوظ کیا گیا۔ ورنہ اس سے پہلے یہ پتھر خانہ کعبہ کے دروازہ کے پاس معجن کے قریب پڑا رہتا تھا۔ اس سال اس میں کچھ شکستگی کے آثار پائے گئے تو مہدی نے سونے کا ایک ہزار دینار نکال کر حکم دیا کہ اس کو پگھلا کر اس پتھر کو سونے کی پتریوں سے باندھ دیا جائے اور مضبوط کر دیا جائے اس کے بعد ہارون رشید کے زمانہ میں یہ پتریاں کمزور ہو گئیں تو اس نے ۱۷۹ھ میں اس کی اصلاح کی وہ اس طرح کہ اس سے مقام میں سوراخ کر کے اس میں چاندی بھری گئی اور ان میخوں سے پھر سونے کی پتریوں کو جوڑا گیا۔ اس کے بعد خلیفہ جعفر متوکل عباسی نے ۲۳۶ھ میں اس سونے پر اور بہترین قسم کا سونا چڑھا دیا اور اس کو بہت مضبوط کر دیا پھر اس کے بعد ۲۵۶ھ میں خانہ کعبہ کے خادموں نے مکہ مکرمہ کے گورنر علی بن حسن عباسی کو اطلاع دی کہ "مقام" کی درزیں نمایاں ہو گئی ہیں اور خوف ہے کہ کھل نہ جائے تو اس نے ایک سونے کی پتری اور ایک چاندی کی پتری سے اس کو مضبوط کر دیا۔ گورنر مذکور نے "مقام" کو دارالامارت میں منگوایا اور اس کا بغور معائنہ کیا معلوم ہوا کہ اس وقت اس کے سات ٹکڑے نظر آ رہے تھے لکیریں آئی ہوئی تھیں اور پتھر کھوکھلا ہو چکا تھا۔ پھر اس کے بعد ۱۱۱۲ھ میں ابراہیم بیگ نے اس کی مرمت کی اور چاندی اور سکہ پگھلا کر اس کو مضبوط کر دیا اور اس پر سونے کی تہ چڑھا دی البتہ اتنا ہوا کہ قدم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نشان بخوبی واضح رکھے گئے۔

سلاطین آل عثمان کے زمانہ میں یہ دستور ہو گیا کہ ہر سال جب خانہ کعبہ کا غلاف

چڑھایا جاتا تو مقام ابراہیم پر بھی غلاف چڑھایا جاتا یہ غلاف سیاہ رنگ کا ریشمی کپڑا ہوتا جس میں چاندی کی سونے سے ملمع شدہ تاریں بنی جاتی تھیں۔ جس طرح کہ خانہ کعبہ کے دروازہ کا غلاف بُنا جاتا تھا۔ اور اس غلاف کو لکڑی کے تابوت پر چڑھایا جاتا جو کہ پیتل کی جالی کے اندر محفوظ ہے۔ اور اس پر چاروں طرف قرآن مجید کی آیتیں لکھی جاتی تھیں۔ اور یہ دستور آجتک چلا آتا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ سے لے کر اسلام کے بعد تک یہ پتھر یا ہر پڑا رہا۔ اس پر بارش برستی رہی۔ دھوپ پڑتی رہی۔ سیلاب کی ٹھوکریں لگتی رہیں لوگ اس کو چھوتے رہے ان تمام چیزوں کی وجہ سے پتھر کھِلا ہو گیا۔ اور اس کے تلف ہو جانے کا اندیشہ پیدا ہو گیا تو اس کے لئے ایک محفوظ مقام بنایا گیا۔ اس پتھر کو ایک کرسی پر رکھا گیا جس پر قلعی کی تختیاں لگائی گئی تھیں۔

اس کے بعد ۲۴۱ھ میں خلیفہ مستنصر باللہ نے ان قلعی کی تختیوں کو اکھیڑ کر ان کی جگہ چاندی کی تختیاں لگا دیں۔ تابوت کے متعلق صحیح طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ سب سے اول اس کو کس نے بنایا تھا۔ البتہ اتنا معلوم ہے کہ اسکی تاریخ ۸۱۰ھ سے شروع ہوتی ہے۔ البتہ موجودہ گنبد کا وجود اس سے پہلے بھی پایا جاتا ہے جیسا کہ ابن جبیر اندلسی نے اپنی رحلت میں لکھا ہے اور وہ ۵۷۶ھ میں حج کرنے کے لئے آیا تھا۔

گنبد کے باہر کی جالی عمر بن ہلال نے ۴۱۹ھ میں بنوائی تھی۔ اس کے بعد موجودہ برآمدہ ۸۵۰ھ میں تعمیر ہوا جہاں اب نماز پڑھی جاتی ہے اس کے ایک ستون پر یہ تاریخ لکھی ہوئی ابھی تک موجود ہے۔ پھر اس کے بعد اس کی مرمت ۹۱۵ھ میں ملک اشرف کے حکم سے محمد بن عبداللہ رومی نے کرائی۔ پھر اس کے بعد اس کو

سلطان سلیمان خاں نے اپنے عہد حکومت میں از سر نو تعمیر کیا۔ اور اس کے بنانے کی کیفیت مقام کے اوپر کے حصہ پر خانہ کعبہ کے سامنے لکھی ہوئی ابھی تک موجود ہے۔ پھر اس کے بعد سلطان مراد خاں نے اس کو ۱۰۴۹ھ میں مرمت کیا۔ پھر اس کے بعد سلطان محمد بن ابراہیم نے ۱۰۷۲ھ میں اس پر سونے کے نقش و نگار بنائے۔ اور اس کو روغن کر دیا۔ اس کے بعد ۱۰۹۹ھ میں "مقام ابراہیم" کی کرسی جب ٹوٹ گئی تو سلطان محمد بیگ نے اس کو از سر نو بنوایا۔ پھر ۱۱۱۲ھ میں سلطان ابراہیم بیگ نے تمام مقام کی مرمت کی اور اس میں سنگ مرمر کا فرش لگایا اور گنبد میں بھی کچھ تبدیلی کر دی اور سونے اور چاندی سے نقش و نگار کیا اور اس مقدس پتھر کو بھی چاندی سے مضبوط کیا۔ اور حضرت ابراہیم کے قدم کو سونے سے واضح کیا۔ پھر اس کے بعد محمد آفندی نے اس کے صندوق کو نیا بنوایا پھر سلطان عبدالعزیز عثمانی نے ۱۲۷۹ھ میں مقام کے گنبد کو ڈیڑھ ہاتھ بلند کیا۔ اور تمام مسجد الحرام کی تعمیر کرائی اور مقام ابراہیم کی موجودہ عمارت یہی ہے جو عبدالعزیز نے بنوائی تھی۔

تاریخ ازرقی کے حاشیہ پر جو کہ ۱۳۵۷ھ میں مکہ مکرمہ میں طبع ہوئی ہے یہ عبارت بھی لکھی ہوئی ہے کہ ۱۲۲۵ھ میں جب سلطان سعود عبدالعزیز عثمانی حج کرنے کے لئے آیا تو اس نے اس گنبد کو کھولا جو مقام ابراہیم کے اوپر بنا ہوا ہے اور اس مقدس پتھر کو نکالا اور اس کو دیکھا اور تمام مکہ والوں نے بھی دیکھا اور میں نے بھی دیکھا (یہ لکھنے والا ابن بشیر ہے) یہ ایک سفید رنگ کا مربع پتھر ہے جس کی بلندی قریباً ایک ہاتھ ہے اس پر زرد رنگ کی پتریاں لگی ہوئی تھیں۔ مجھے معلوم نہ ہو سکا کہ یہ پتریاں پیتل کی تھیں یا سونے کی اور اس پر یہ آیتیں لکھی ہوئی تھیں۔ اِنَّ اِبْرَاهِيمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِلّٰهِ حَنِيفًا وَّلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ اجْتَبَاهُ وَهَدَاهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ وَاٰتَيْنَاهُ فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّاِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ

ثُمَّ اَوْحَیْنَا اِلَیْکَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّۃَ اِبْرٰھِیْمَ حَنِیْفًا وَمَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ۔ اور قدمین شریفین پر گرد پڑی ہوئی تھی۔ پتھر کے آخری کنارہ سے قریباً چار انگل کے فاصلہ پر قدمین شریفین کے نشانات ہیں۔

آجکل یہ پتھر ایک لکڑی کے تابوت میں بند ہے اور اس پر ریشمی غلاف چڑھا ہوا ہے جس پر قرآن مجید کی آیتیں لکھی ہوئی ہیں اور تابوت کے چاروں طرف پیتل کی جالی بنی ہوئی ہے اور اس کے آگے مشرق کی طرف ایک برآمدہ بنا ہوا ہے جس کے چار ستون ہیں اور چھت پر ایک نہایت خوبصورت گنبد بنا ہوا ہے جس کا رنگ سبز ہے۔

جالی مربع شکل میں ہے جس کا ہر ضلع قریباً دس فٹ ہے اور برآمدہ کی لمبائی کچھ اس سے زیادہ ہے۔ اس میں تین صفیں کھڑی ہوتی ہیں اور ہر صف میں قریباً سات آدمی نماز پڑھ سکتے ہیں۔ مقام ابراہیم چاہ زمزم سے شمالی جانب قریباً دو گز کے فاصلہ پر واقع ہے۔

## باب بنی شیبہ

یہ دروازہ مقام ابراہیم کے پیچھے مشرق کی طرف واقع ہے۔ اسکی شکل نصف دائرہ کی ہے نہایت خوبصورت بنا ہوا ہے اس کے دو ستون مربع شکل کے سنگ مرمر کے بنے ہوئے ہیں جن پر یہ دروازہ قائم ہے۔ اس دروازہ پر بہترین قسم کے نقش و نگار ہیں اس کی مشرقی جانب میں سونے کے پانی سے ہلال کے نیچے یہ الفاظ لکھے ہوئے ہیں اُدْخُلُوْھَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِیْنَ۔ اور اوپر چوٹی پر یہ آیت لکھی ہوئی ہے رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا اور مغربی جانب مقام ابراہیم کے بالمقابل اَللّٰہُ جَلَّ جَلَالُہٗ لکھا ہے اور اس کے نیچے یہ آیت لکھی ہوئی

ہے۔ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ اور اس کے نیچے یہ لفظ لکھے ہوئے ہیں
مُحَمَّدٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

مسجد الحرام کا قدیمی دروازہ یہی تھا اس کے بعد دوسرے دروازے بنوائے گئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اسی دروازہ سے آتے جاتے تھے۔ جب مسجد کی توسیع کا معاملہ پیش آیا تو اس تاریخی دروازہ کو گرانے کے لئے کوئی بھی تیار نہ ہوا اس لئے اس دروازہ کو اسی حال پر رہنے دیا گیا اور دیوار کو گرا دیا گیا اور مکانات خرید کر صحن میں شامل کر دئے گئے چونکہ اس دروازہ کے قریب شیبہ بن عثمان حجبی خادم خانہ کعبہ کا مکان تھا۔ اس لئے دروازہ انہی کے نام پر موسوم ہو گیا۔ اس مکان کو خلیفہ محمد مہدی عباسی نے آل شیبہ سے خرید کر ۱۶۴ھ میں مسجد میں شامل کر دیا۔

# حطیم

حطیم کا دوسرا نام حجر اسمٰعیل (علیہ السلام) ہے اس لئے کہ اس میں ایک سبز رنگ کا پتھر عین میزاب رحمت کے نیچے لگا ہوا ہے اس کے متعلق لوگوں کا خیال ہے اس پتھر پر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام بیٹھے تھے۔ اب لوگ اس پر نفل پڑھتے ہیں اور یہ پتھر دو حصوں میں منقسم ہے ایک حصہ چار گوشہ ہے جس کا طول تین فٹ کے قریب ہے اور عرض ڈیڑھ فٹ کے قریب اور اس کے آگے دوسرا حصہ ہے۔ جو شروع میں تو تقریباً ڈیڑھ فٹ چوڑا ہے اور آخر سے ہتھیلی کی کلی کی طرح نوک دار ہے اور درمیان سے بیضوی شکل میں چوڑا ہے لیکن اس پتھر کے متعلق یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اس پتھر پر بیٹھے تھے۔ اگر یہ صحیح ہوتا تو مقام ابراہیم کی طرح اس کی بھی بہت زیادہ حفاظت ہوتی اور اہتمام کیا جاتا۔ بہر حال

حطیم کو حجر اسمٰعیل بھی کہا جاتا ہے حطیم ایک نصف دائرہ کی شکل کی دیوار ہے جس کی بلندی ۱۳۱ سنٹی میٹر ہے اور عرض ۱۵۳ سنٹی میٹر ہے اس کا ایک کنارہ رکن شامی کے پاس آکر ختم ہوتا ہے اور دوسرا رکن عراقی کے پاس۔ دونوں طرف خانہ کعبہ اور حطیم کے کنارہ کے درمیان قریباً سات فٹ کا فاصلہ ہے جس سے لوگ اس میں داخل ہوتے ہیں اور نکلتے ہیں اس کی تمام دیوار اور فرش سفید سنگ مرمر کا ہے۔ دیوار کے دونوں جانب اور درمیان میں بجلی کے تین لیمپ لگے ہوئے ہیں جن میں سے ہر لیمپ کی تین شاخیں ہیں اور ہر شاخ پر بجلی کا ایک بلب لگا ہوا ہے۔ دیوار کی بیرونی جانب درمیان میں بہترین قسم کی منقش اینٹیں لگی ہوئی ہیں جو سفید سنگ مرمر کی ہیں اسکے اوپر کی سطح پر کچھ لکھا ہوا ہے جو اچھی طرح پڑھا نہیں جاتا۔

حطیم میں سے چھ ہاتھ اور ایک بالشت زمین خانہ کعبہ کا حصہ ہے اس کی پہچان کے لئے یہ علامت مقرر ہے کہ اس حصہ تک حطیم کی دیواریں بالکل سیدھی ہیں اور باقی حصہ مدور (گول) ہے جو حصہ مدور ہے وہ خانہ کعبہ کا حصہ نہیں ہے اور مدور اس کو اس لئے کیا گیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی اس کو مدور ہی تعمیر کیا تھا۔ گویا حطیم کا کچھ حصہ تو خانہ کعبہ کا اندر ہے اور کچھ حصہ اس کا اس سے خارج ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے حجر کے متعلق سوال کیا کہ آیا یہ بیت اللہ شریف کا حصہ ہے تو آپ نے فرمایا ہاں تو میں نے کہا کہ پھر اس کو بیت اللہ شریف میں داخل کیوں نہ کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ تیری قوم کے پاس اتنا خرچ نہیں تھا۔ پھر میں نے سوال کیا کہ اس کا دروازہ کیوں بلند رکھا گیا ہے تو آپ نے فرمایا تاکہ قریش جس کو چاہیں اندر داخل ہونے کی اجازت دیں اور جسے چاہیں روک دیں اور پھر فرمایا کہ اگر تیری قوم نئی نئی مسلمان

نہ ہوتی تو میں اس کو بیت اللہ شریف میں داخل کر دیتا۔ اور اس کے دروازے کو زمین کے برابر رکھتا۔ اور دروازے دو رکھتا ایک مشرق کی طرف اور ایک مغرب کی طرف کہ لوگوں کو آنے جانے میں سہولت ہوتی (بخاری)

حضرت عائشہ کی دوسری روایت میں ہے کہ میں خانہ کعبہ میں داخل ہونا چاہتی تھی کہ میں اس میں جا کر نماز پڑھوں تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھ کو حطیم میں داخل کر دیا اور فرمایا جب تو بیت اللہ شریف میں داخل ہونا چاہے تو حطیم میں آ جایا کر کیونکہ یہ بیت اللہ شریف ہی کا حصہ ہے۔ تیری قوم کے پاس اتنا روپیہ نہیں تھا کہ اس کو بھی تعمیر کر لیتے اس لئے انھوں نے اس کو بیت اللہ شریف سے خارج کر دیا (احمد۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ ترمذی)

سعید بن جبیر کی روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کی تمام بیویاں تو خانہ کعبہ میں داخل ہو چکی ہیں صرف میں رہ گئی ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ اس کی چابی شیبہ کے پاس ہے جو تیرا قرابت دار ہے اسے جا کر کہو کر دروازہ کھول دے چنانچہ حضرت عائشہ ان کے پاس آئیں اور وہ چابی لے کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں نے آج تک رات کے وقت کبھی خانہ کعبہ کے دروازہ کو نہیں کھولا نہ جاہلیت کے زمانہ میں اور نہ اسلام کے زمانہ میں اب اگر آپ حکم دیں تو میں کھول دیتا ہوں تو آپ نے فرمایا اچھا نہ کھولو اور پھر مجھ سے فرمایا کہ اے عائشہ حجر بھی بیت اللہ شریف کا حصہ ہے جا کر اس میں نماز پڑھ لو بیت اللہ شریف کا اندر اور حطیم ایک ہی چیز ہے (مسند احمد)

حضرت مجاہد کا قول ہے کہ ایک دفعہ حضرت عائشہ بیت اللہ شریف میں داخل

ہوئیں ان کے ساتھ اور عورتیں بھی بیت اللہ میں داخل ہونا چاہتی تھیں کعبہ کے دربانوں نے ان کو روک دیا اور دروازہ بند کر دیا عورتوں نے آواز دینی شروع کی یا ام المومنین تو حضرت عائشہ نے جب ان کی آواز سنی تو فرمایا کہ تم حطیم میں چلی جاؤ وہ بیت اللہ شریف ہے (اخرجہ سعید بن منصور) حضرت عروہ کا قول ہے کہ حضرت عائشہ فرمایا کرتی تھیں کہ بیت اللہ شریف اور حطیم میں نماز پڑھنے کا ثواب برابر ہے۔ جس کا دل چاہے بیت اللہ شریف میں پڑھے۔ جس کا دل چاہے حطیم میں پڑھ لے (سعید بن منصور)

# پیمائش مسجد الحرام

خانہ کعبہ کے مکان کے علاوہ اب چونکہ تمام چیزوں کا ذکر ہو چکا ہے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مسجد الحرام کی پیمائش اب انفرادی طور پر بیان کر دی جائے پہلے یہ معلوم کرنا چاہیے مسجد الحرام ہے کیا؟ بعض نے اس لفظ کا معنیٰ صرف خانہ کعبہ کا مکان بیان کیا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اس سے مراد صرف خانہ کعبہ کا مکان ہے۔ بعض نے اس میں صحن خانہ کعبہ کو بھی شامل کیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى اور اس جگہ حضرت ام ہانی کا گھر مراد ہے جو اب مسجد کے صحن میں شامل ہو چکا ہے بعض نے اس سے تمام مکہ مراد لیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اور اس سے مراد مکہ مکرمہ ہے اور بعض نے اس میں حرم محترم کی پوری حد کو شامل کیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدتُّمْ عِندَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اور یہ معاہدہ مقام حدیبیہ میں ہوا تھا اس لئے بہتر یہی معلوم ہوتا ہے کہ حرم کی تمام پیمائش بیان کر دی جاتے مدینہ کے راستے

سے تنعیم کی طرف سے حرم شریف کی حد چار میل ہے اور یمن کے راستے سے موضع اضاۃ حد ہے اور یہ چھ میل ہے اور طائف کی طرف سے عرفات کے راستہ سے گیارہ میل حد ہے اور عراق کے راستہ سے ثنیۂ خل حد ہے اور یہ سات میل ہے اور جعرانہ کے راستے سے حد نو میل ہے اور جدہ کے راستہ سے دس میل حد ہے۔ اور حدیبیہ کی طرف سے گیارہ میل حد ہے۔

سب سے پہلے یہ حدیں خود حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مقرر فرمائی تھیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قریش نے ان کو ختم کر دیا تو آنحضرت کو اس کا بڑا صدمہ ہوا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آکر تسلی دی اور کہا کہ گو قریش نے آج ان حدوں کو ختم کر دیا ہے لیکن عنقریب یہ لوگ پھر حدیں قائم کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ چنانچہ ایک قریشی نے خواب میں دیکھا کہ اس کو ایک آدمی نے کہا کہ اس حرم محترم کی بدولت تم لوگوں کی عزت بنی ہوئی تھی تم نے ان کو ختم کر دیا ہے اب تم پر مصیبت آجائے گی۔ چنانچہ قریشیوں نے صلاح و مشورہ سے پھر حدیں قائم کر دیں۔ پھر جبریل آئے اور آکر اطلاع دی کہ قریش نے ان حدود کو پھر قائم کر دیا ہے آپ نے فرمایا کیا حدیں صحیح طور پر قائم کی گئی ہیں تو جبریل نے کہا کہ آسمان سے ایک فرشتہ انسانی شکل میں آیا اس نے ان کو حدود بتلائیں۔ اور ان لوگوں نے ان حدوں پر پتھر نصب کر دیئے پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے سال تمیم بن اسید خزاعی کو بھیجا کہ جا کر حرم شریف کی حدود کو از سر نو قائم کرو اور حدود کی نگرانی کرو۔ چنانچہ حضرت تمیم نے حدوں کو قائم کیا۔ پھر حضرت عمر فاروق نے اپنے زمانہ خلافت میں ان کی تجدید کی پھر اس کے بعد امیر معاویہ نے ان کی تجدید کی اور اس کے بعد عبدالملک نے ان کی تجدید کرائی۔ حرم کی ان حدوں کے بعد اب آپ مسجد کی پیمائش

سن لیں۔

# خانہ کعبہ کی پیمائش

| | سنٹی میٹر | میٹر |
|---|---|---|
| کعبہ شریف کی آسمان کی طرف بلندی | | ١٥ |
| خانہ کعبہ کی مشرقی دیوار کا طول (یعنی جس میں دروازہ ہے) | ٥٨ | ١١ |
| 〃 〃 〃 مغربی 〃 〃 〃 | ٩٣ | ١١ |
| 〃 〃 شمالی دیوار کا طول (جس طرف حطیم ہے) | ٢٢ | ١٠ |
| 〃 〃 〃 جنوبی 〃 〃 〃 (یعنی رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان) | ١٣ | ١٠ |
| حجر اسود کی زمین سے بلندی | ٥٠ | ١ |
| خانہ کعبہ کے مکان کی کرسی کی زمین سے بلندی | | ٢ |
| خانہ کعبہ کے دروازہ کی لمبائی | | ٢ |
| 〃 〃 〃 〃 چوڑائی | | ١ |
| خانہ کعبہ کے شمالی کونے سے حطیم کی دیوار تک کا فاصلہ | ٦٥ | ٢ |
| 〃 〃 مغربی 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 | ٥٨ | ٢ |
| 〃 〃 شمالی دیوار سے حطیم کے وسط تک کا فاصلہ | ٣٦ | ٨ |
| خانہ کعبہ کی مشرقی دیوار سے مقام ابراہیم تک کا فاصلہ | ١٠ | ١١ |
| حطیم کے وسط سے مطاف کی حد تک کا فاصلہ | | ١٢ |
| خانہ کعبہ کی مغربی دیوار سے مطاف کی آخری حد کا فاصلہ | ٨٠ | ١٥ |
| 〃 〃 جنوبی دیوار سے مطاف کی حد کا فاصلہ | ٨٠ | ١٥ |

| | | |
|---|---|---|
| مسجد کی مشرقی دیوار سے لے کر سائبان کی آخری حد تک کا فاصلہ | ۵۰ | ۱۷ |
| سائبان کی حد سے کنکریوں کی آخری حد تک کا فاصلہ | ۴۰ | ۶۳ |
| باب بنی شیبہ سے مقام مالکی تک یعنی شرق سے مغرب کو مطاف کی حد کا فاصلہ | ۸۰ | ۴۸ |
| مقام مالکی سے سائبان کی حد تک کا فاصلہ | ۴۵ | ۵۲ |
| سائبان سے لیکر مسجد کی بیرونی دیوار تک کا فاصلہ | ۹ | ۱۴ |
| کل طول مشرق سے مغرب تک یعنی قریباً آٹھ سو فٹ | ۲۴ | ۱۹۶ |
| شمال کی طرف بیرونی دیوار سے سائبان کی حد تک | ۱۵ | ۱۵ |
| سائبان سے کنکریوں کی آخری حد تک | ۶۵ | ۲۸ |
| مقام حنفی سے مقام حنبلی تک یعنی عرض صحن | ۴۵ | ۴۷ |
| کنکریوں کی حد سے مسجد کی بیرونی دیوار تک | ۵ | ۲۰ |
| کل عرض شمال سے جنوب تک یعنی قریباً چھ سو فٹ | ۷۰ | ۱۴۲ |
| کنکریوں والی زمین کا فاصلہ مشرق سے مغرب تک | ۶۵ | ۱۴۴ |
| 〃 〃 〃 〃 〃 شمال سے جنوب تک | ۵۰ | ۱۰۷ |
| دارالندوہ کی پیمائش مشرق سے مغرب تک | ۱۰ | ۳۶ |
| 〃 〃 〃 شمال سے جنوب تک | ۱۰ | ۳۷ |
| باب ابراہیم کی پیمائش مشرق سے مغرب تک | ۶۵ | ۲۴ |
| 〃 〃 〃 شمال سے جنوب تک | | ۲۹ |
| چاہ زمزم کی پیمائش مشرق سے مغرب تک | ۳۰ | ۸ |
| 〃 〃 〃 شمال سے جنوب تک | ۷۰ | ۱۰ |

| | | |
|---|---|---|
| مصلی حنفی کی پیمائش مشرق سے مغرب تک | ۴۰ | ۸ |
| " " " " شمال سے جنوب تک | ۶۰ | ۵ |
| مصلی مالکی کی پیمائش مشرق سے مغرب تک | ۹۰ | ۳ |
| " " " شمال سے جنوب تک | ۹۰ | ۳ |
| مصلی حنبلی کی پیمائش مشرق سے مغرب تک | ۹۰ | ۳ |
| " " " " شمال سے جنوب تک | ۷۰ | ۳ |

نوٹ:۔ مصلی شافعی چونکہ چاہ زمزم کی چھت پر ہے لہذا اسکی پیمائش وہی ہے جو چاہ زمزم کی ہے

# خانہ کعبہ

اب اصل خانہ کعبہ کی عمارت کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں چونکہ یہ مضمون بہت لمبا ہے اس لئے اس کے الگ الگ حصے کر کے گوش گذار کرتا ہوں۔ چونکہ بیت اللہ شریف کا طواف حجر اسود سے شروع کیا جاتا ہے اس لئے اس مضمون کو حجر اسود ہی سے شروع کرتا ہوں۔

## حجر اسود

حجر اسود کے بوسہ اور چھونے کے متعلق اور اسکی توجیہ کے متعلق پہلے کچھ عرض کیا جا چکا ہے۔ وہ احادیث جن میں حجر اسود کی فضیلت آئی ہے وہ اتنی ہیں کہ خانہ کعبہ کی کسی ایک چیز کے متعلق اتنی حدیثیں بیان نہیں کی گئی ہیں اس کے متعلق پہلے کچھ لکھا جا چکا ہے کچھ مختصر طور پر عرض کرتا ہوں۔ حضرت عبداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ حجر اسود زمین

میں خدا تعالٰے کا دایاں ہاتھ ہے اس سے وہ اپنے بندوں سے مصافحہ کرتا ہے۔ انہی کی دوسری روایت کے یہ الفاظ ہیں کہ جو مسلمان حجر اسود کے قریب کھڑا ہو کر کوئی اچھی دعا کرتا ہے اللہ تعالٰے اس کو ضرور قبول کرتا ہے (اخرجہ الازرقی) انہی کی ایک روایت میں ہے کہ حجر اسود کو چھونا گویا اللہ تعالٰے سے بیعت کرنے کے قائم مقام ہے (اخرجہ سعید بن منصور) ابو عبید قاسم بن سلام کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حجر اسود دنیا میں اللہ کے دائیں ہاتھ کے قائم مقام ہے۔ علامہ ابو الفرج نے "مثیر الغرام" میں حضرت عبد اللہ بن عباس سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ جو آدمی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت نہیں کر سکا وہ اگر حجر اسود کو ہاتھ لگائے اس کی بیعت اللہ کے ہاتھ پر ہو جائیگی (ان تمام احادیث کا مطلب یہ ہے کہ جیسے دربار شاہی میں حاضر ہوتے وقت سب سے پہلے بادشاہ کے ہاتھ کو بوسہ دیا جاتا ہے خانہ کعبہ میں سب سے پہلے حجر اسود کو بوسہ دیا جاتا ہے گویا کہ یہ خدا کے ہاتھ کے بوسہ کے قائم مقام ہے یا جس طرح بادشاہ معاہدہ کرتے وقت مصافحہ کرتے ہیں اسی طرح جو اس کو چھو لے گویا اس کا اللہ تعالٰے سے معاہدہ ہو گیا)

ابن ماجہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حجر اسود کے پاس آئے اور اپنے ہونٹوں کو اس پر رکھ دیا اور بڑی دیر تک روتے رہے پھر جب آپ واپس پلٹے تو ان کے پیچھے حضرت عمر بن خطاب کھڑے تھے تو ان کو دیکھ کر فرمایا کہ

هٰهُنَا تُسْكَبُ الْعَبَرَاتُ  کہ اس جگہ آنسو بہانے چاہئیں۔

حجر اسود پر کئی دور گذرے کبھی یہ سیلاب میں آیا کبھی آگ میں جلا جس سے اسکی

رنگت سیاہی مائل ہو گئی اس کے متعلق پہلے کچھ لکھ چکا ہوں۔ یہ پتھر اللہ تعالے نے جنت سے نازل فرمایا تھا اور بہت نورانی تھا اللہ تعالے نے اس کی روشنی کو مٹا دیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کو طواف کے شروع کرنے کی علامت کے طور پر لگایا تھا۔ پہلے یہ ایک ہی ٹکڑا تھا۔ بعد میں اس کے کئی چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ہو گئے اب ان کا رنگ سیاہ ہے لیکن تھوڑی سی سرخی کی جھلک ان میں پائی جاتی ہے یہ کل نو ٹکڑے ہیں جن میں سے سب سے چھوٹا چنے کے دانے کے برابر ہے اور سب سے بڑا کبوتر کے انڈے کے برابر ہے۔ ان ٹکڑوں کو لاکھ میں جڑ دیا گیا ہے اور اس کو خانہ کعبہ کے مشرقی کونہ میں نصب کیا گیا ہے جہاں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کو نصب کیا تھا اور اس کے گرد چاندی کا خول بنا کر چڑھا دیا گیا ہے۔ اس خول کی شکل بیضوی ہے اور اس کا قطر ۳۰ سنٹی میٹر ہے۔

## خانہ کعبہ کا دروازہ

سب سے پہلے خانہ کعبہ کا دروازہ کس نے بنایا؟ اس میں مورخین کا اختلاف ہے۔ علامہ تقی فاسی نے زبیر بن بکار سے نقل کیا ہے کہ سب سے پہلے انوش بن شیث علیہ السلام نے خانہ کعبہ کا دروازہ پتھروں کا بنوایا مورخ سہیلی نے اس کو ترجیح دی ہے لیکن اس کا کوئی ثبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے نہیں ملتا۔ علامہ فاسی کا دوسرا قول یہ ہے کہ سب سے پہلے بنو جرہم نے اس کا دروازہ بنایا اور اس کی دو دو ہلیزیں بنائیں اور قفل بھی لگایا۔ یہ قول تاریخی لحاظ سے قرین قیاس ہے۔

مورخ ابن ہشام نے اپنی سیرۃ میں بیان کیا ہے کہ سب سے اول تبع ثالث یمن

کے بادشاہ نے اس کا دروازہ بنوایا یہ روایت محمد بن اسحٰق کی ہے۔ اور علامہ ازرقی نے اسی کو ترجیح دی ہے۔ محمد بن اسحٰق نے ایک لمبی حدیث کے ذیل میں بیان کیا ہے کہ تبع ہی نے سب سے پہلے خانہ کعبہ پر غلاف چڑھایا۔ اور اپنے جانشینوں کو اس کی وصیت بھی کی۔ اور اس کی تطہیر کا حکم بھی دیا اور اس کا دروازہ بھی بنایا اور تالہ لگایا اور چابی اس کے متولیوں کو دے دی۔ علامہ ابن جریج نے بھی اس کی تائید کی ہے یہ قریشوں کی تعمیر سے پہلے کے حالات تھے۔ جب قریش نے اس کی تعمیر کی تو اس کا دروازہ لگایا اور دو دہلیزیں رکھیں اور زمین سے دروازہ کو قریبا چھ فٹ اونچا رکھا اور زمین سے لیکر دروازہ کی اوپر کی چوکھٹ تک گیارہ ہاتھ فاصلہ تھا۔

حضرت عبداللہ بن زبیر نے جب دروازہ لگایا تو دروازہ زمین کے برابر رکھا اور اور لمبائی گیارہ ہاتھ ہی رکھی۔ حجاج بن یوسف نے دروازہ کی لمبائی چھ ہاتھ کر دی کیونکہ اس نے پھر قریش کی طرح دروازہ کو اونچا کر دیا تھا۔ پھر ۱۴۹ھ میں خلیفہ امین بن ہارون رشید نے اپنے مکہ مکرمہ کے گورنر سالم بن جراح کو اٹھارہ ہزار دینار (سونے کا سکہ) بھیجا کہ اس کو پگھلا کر سونے کی تختیاں بنا کر خانہ کعبہ کے دروازہ پر لگا دو اس نے خانہ کعبہ کی پہلی پٹیاں اکھیڑ دیں اور ایک ہزار دینار اپنی جیب سے ان میں شامل کر کے پگھلا کر دروازہ کے اوپر تختیاں بھی لگائی اور مینخیں بھی سونے کی لگائیں اور دروازہ کی دونوں زنجیریں (کنڈیاں) نیچے اوپر کی سونے کی بنادی اور دہلیزوں اور چوکھٹوں پر بھی سونے کا پترا چڑھا دیا۔ اس دروازہ کی لمبائی چھ ہاتھ دس انگل تھی اور عرض تین ہاتھ اور اٹھارہ انگل تھا۔ اور بازؤں کی دونوں دیواریں اور اوپر نیچے کی چوکھٹ پر بھی سونے کے پترے چڑھا دیئے۔ اور بازؤں کی دونوں دیواروں میں چودہ کنڈے لگا

وستے تاکہ ان سے خانہ کعبہ کا غلاف اندر کی جانب سے باندھا جا سکے۔ ان پر چاندی کا ملمع کیا گیا ہے آجکل یہ کیفیت بعینہ موجود ہے اور اس کے علاوہ جو کچھ اور اضافے ہوتے ہیں وہ یہ ہیں اوپر کی چوکھٹ پر دس میخیں لگی ہوئی ہیں یہ خود لوہے کی ہیں لیکن ان پر چاندی کا ملمع ہے اور چار میخیں دروازے کے اوپر کی جانب لگی ہوئی ہیں ان میخوں کے گرداگرد سات سات انگل کے حلقے بنے ہوتے ہیں یہ حلقے سونے کے ہیں اور دروازہ کی میخوں پر سونے کا ملمع ہے۔ نیچے کی دہلیز کے کنارے دس انگل تک دیواروں میں آئے ہوتے ہیں۔ اس دروازہ کی لکڑی ساگوان کی ہے اور یہ وہ متبرک دروازہ ہے جسے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بنوایا تھا۔ یہ نیچے کی دہلیز بھی ساگوان کی ہے جس پر سونے کا پترا چڑھا ہوا ہے اس چوکھٹ کا عرض دس انگل ہے اس میں چھیالیس میخیں لگی ہوتی ہیں۔ سات اوپر کی جانب اور دائیں جانب انیس اور بائیں جانب بیس میخیں ہیں ان پر سونے کا ملمع ہے۔ دروازہ کا طول چھ ہاتھ دس انگل ہے اور دونوں بازوں کا عرض ایک ہاتھ دس انگل ہے۔ دروازہ کی لکڑی تین انگل موٹی ہے۔ پورے دروازہ کا عرض ساڑھے تین ہاتھ ہے۔ دروازہ کی اندر کی طرف ایک تختہ میں زنجیر لگی ہوتی ہے اور بائیں میں اس کا کنڈا ہے۔ باقی تمام دروازے پر سونے کا منقش پترا چڑھا ہوا ہے۔

## شاذروان کعبہ

مکہ مکرمہ کے شہر میں خانہ کعبہ کا محل وقوع سب سے نیچی جگہ میں ہے۔ چونکہ یہ جگہ خدا تعالےٰ کی طرف سے منتخب ہو چکی ہے خانہ کعبہ کی زمین کو بدلا نہیں جا سکتا

اور نہ ہی اس میں کوئی تغیر و تبدل کیا جا سکتا ہے۔ اور یہ زمین ہے بھی سب سے زیادہ نیچی اس لئے بہت دفعہ ایسا ہوا کہ سیلاب نے خانہ کعبہ کو نقصان پہنچایا۔ کیونکہ اس ساری وادی کا پانی خانہ کعبہ میں آجاتا۔ اگر بارش ہوتی تو بھی پانی خانہ کعبہ میں آجاتا۔ اور اس سے نقصان ہو جاتا۔ یا بارش برستے وقت دیواروں پر جو پانی گرتا وہ نیچے بنیادوں میں چلا جاتا۔ اس لئے خانہ کعبہ کی دیواروں کے باہر کوہان نما چھوٹی چھوٹی دیوار ایک اور بھی بنا دی گئی ہے۔ اس دیوار کو شاذروان کہتے ہیں۔ ایک تو اس سے پانی کی روک تھام ہو گئی اور دوسرا فائدہ یہ ہوا کہ خانہ کعبہ کے غلاف باندھنے کے لئے کنڈے اس پر لگا دیئے گئے یہ شاذروان خانہ کعبہ کے تین طرف ہے مشرق۔ جنوب۔ اور مغرب کی طرف۔ اور سفید سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے چوتھی سمت یعنی شمال میں جدھر حطیم ہے اس طرف شاذروان نہیں ہے بلکہ اس طرف ایک ہموار اور صاف دیوار بنی ہوئی ہے جس کی بلندی زیادہ سے زیادہ ایک بالشت ہے اور یہ اس قسم کا پتھر ہے جس قسم سے خانہ کعبہ کی تعمیر ہوئی ہے اور یہ دیوار حقیقت میں کعبہ شریف کا حصہ ہے کیونکہ حطیم خود کعبہ ہے۔ گویا اس طرف شاذروان نہیں ہے۔ اصل شاذروان خانہ کعبہ کا حصہ ہے یا نہیں؟

اس میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ قریش نے بنیادیں تو خانہ کعبہ کی چوڑی رکھی تھیں اور زمین کے اوپر کی دیواروں کو پتلا کر دیا۔ اور یہ جگہ حقیقت میں خانہ کعبہ کی بنیاد ہی کی تھی جس پر بعد میں شاذروان بنایا گیا اگر یہ صحیح ہو تو بلاشبہ شاذروان خانہ کعبہ میں شامل ہے۔ چنانچہ تمام شافعی اور مالکی اس کے قائل ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ خانہ کعبہ کی دیوار پوری بنیاد پر اٹھائی گئی تھی۔ اور یہ شاذروان بعد میں زائد زمین پر بنایا گیا ہے۔ اگر دیوار

پوری بنیاد پر ہو تو پھر شاذروان واقعی خانہ کعبہ کا حصہ نہیں ہو سکتا۔ ان تینوں سمتوں کے شاذروان میں اڑسٹھ ۶۸ پتھر لگے ہوئے ہیں مغربی دیوار میں رکن یمانی تک پچیس ۲۵ پتھر ہیں ان میں بعض پتھر ساڑھے تین ہاتھ تک بھی ہیں اور یہ پتھر اس دروازہ کی دہلیز ہیں جو کہ مغربی جانب میں عبداللہ بن زبیر نے بنوایا تھا اور جسے حجاج بن یوسف نے بند کر دیا تھا۔ اس دروازہ اور رکن یمانی کے درمیان چار ہاتھ کا فاصلہ ہے۔

اس کے بعد رکن یمانی میں ایک مدور پتھر لگا ہوا ہے۔ اور رکن یمانی سے لے کر حجر اسود تک انیس پتھر ہیں۔ حجر اسود کے کونہ کے قریب جا کر کچھ حصہ میں شاذروان نہیں ہے وہ جگہ جو خالی ہے تین ہاتھ اور بارہ انگل ہے اور حجر اسود کے کونہ سے لے کر حطیم کی طرف کے کونہ تک تیئیس پتھر ہیں اور اس مشرقی سمت میں بھی حجر اسود کے قریب کچھ حصہ میں شاذروان نہیں ہے یہ دو ہاتھ جگہ ہے۔ اور اس جگہ کا نام ملتزم ہے شاذروان کی بلندی سولہ انگل ہے اور عرض ایک ہاتھ۔ سب سے پہلے شاذروان حضرت عبداللہ بن زبیر نے بنوایا تھا۔ یہ لفظ فارسی ہے عربی نہیں۔ حضرت عبداللہ بن زبیر نے ایران سے معمار خانہ کعبہ کی تعمیر کے لئے منگوائے تھے۔ انہوں نے ہی یہ تجویز پیش کی تھی کہ اس طرح پانی کی کچھ روک ہو جائے گی۔ اور فارس والے اس کو شاذروان کہا کرتے تھے اس لئے وہی نام مشہور ہو گیا۔ اس کے بعد حجاج نے بھی شاذروان بنوایا اور آج تک وہ چلا آتا ہے۔ ان سے پہلے شاذروان کا کوئی تذکرہ نہیں ملتا۔

## ملتزم

ملتزم کا محل وقوع تو آپ سن چکے۔ یہ وہ جگہ ہے جو خانہ کعبہ کے دروازہ اور

حجر اسود کے کونے تک ہے۔ طواف کے بعد حکم ہے کہ اس جگہ خانہ کعبہ کی دیوار سے چمٹ کر خوب رو رو کر دعائیں کی جائیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے لے کر آج تک برابر یہی دستور چلا آتا ہے۔ چونکہ یہ جگہ بہت تھوڑی تھی اور آدمیوں کا رش زیادہ ہوتا اس لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عملاً اس جگہ کو بہت وسیع کر دیا یعنی خانہ کعبہ کا دروازہ اور یہ پوری مشرقی دیوار سب اسی حکم میں شامل کر دی گئی۔

چنانچہ ابوداؤد کی ایک حدیث میں آیا ہے کہ حجۃ الوداع میں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دروازے سے بائیں جانب صحابہ کے درمیان کھڑے ہوئے تھے۔ ورنہ اصل ملتزم وہی ہے جو دروازہ کے دائیں جانب حجر اسود تک ہے اسکی فضیلت بہت زیادہ ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو دعا ملتزم پر کھڑے ہو کر کی جائے وہ ضرور قبول ہوتی ہے۔

## معجن

خانہ کعبہ کے دروازہ اور شامی کونے کے درمیان ایک گڑھا ہے جس کی لمبائی چار ہاتھ اور چوڑائی دو ہاتھ اور ایک بڑا چھ ہاتھ ہے اور گہرائی نصف ہاتھ ہے اسے "معجن" یا "مصلی جبریل" کہا جاتا ہے۔ اس گڑھے کی حقیقت کیا ہے؟ اس میں اختلاف ہے۔ راجح قول یہ ہے کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت جبریل علیہ السلام نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو پہلی دفعہ نماز پڑھائی تھی۔ اس جگہ کو بطور علامت کھود دیا گیا۔ تاکہ الگ نظر آسکے اور اس کے بعد بڑی مدت تک وہاں مقام ابراہیم پڑا رہا۔ پھر مقام ابراہیم کو دوسری جگہ منتقل کر دیا گیا۔ بعض لوگوں نے یہ مشہور کر رکھا ہے کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام یہاں خانہ کعبہ کی تعمیر کے لئے گارا بنایا کرتے تھے۔ اور یہ جگہ اسی سبب سے گہری ہے

لیکن یہ سخت غلط ہے۔ بعض لوگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ اس جگہ خانہ کعبہ کے غسل کا پانی جمع کیا جاتا تھا اور اس گڑھے سے لوگ اپنے برتن بھر لیا کرتے تھے۔ بعض کا یہ خیال ہے کہ پہلے خانہ کعبہ کا پرنالہ (میزاب رحمت) اسی جگہ لگایا گیا تھا اور بارش کا پانی جو خانہ کعبہ کی چھت سے گرتا تھا اسی جگہ گر کر جمع ہوتا تھا پھر لوگ اس کو لے جایا کرتے تھے

بہرحال یہ تمام فائدے بیک وقت بھی جمع ہو سکتے ہیں۔ علامہ ابن جبیر نے ۵۷۸ھ میں حج کرنے کو آئے انہوں نے لکھا ہے کہ یہ گڑھا کچا ہے۔ یہاں پتھروں کا فرش نہیں ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت تک اس کو پختہ نہیں کیا گیا تھا۔ غالباً اس گڑھے کو ۸۰۱ھ میں سنگ مرمر کے پتھروں سے پختہ بنایا گیا ہے۔ بعض لوگ اس گڑھے میں اتر کر نفل پڑھتے ہیں۔ لیکن اس کا کوئی شرعی ثبوت نہیں ہے۔ ہاں جس طرح دوسری عام مسجد میں نماز پڑھنا درست ہے اس حیثیت سے تو بلاشبہ اس میں بھی نماز پڑھ لینا درست ہے۔ اور اگر اس گڑھے کی نماز کو افضل سمجھ کر یہاں نماز پڑھی جائے تو یہ غلط ہے کیونکہ قرون ثلثہ مشہود لہا بالخیر میں اس کا کوئی نشان نہیں ملتا۔

## رکن یمانی

جنوب اور مغرب کا درمیانی کونہ رکن یمانی کہلاتا ہے۔ اس کو طواف کے ہر چکر میں ہاتھ لگانا سنت ہے۔ اس جگہ کوئی خاص پتھر نہیں جس طرح کا پتھر تمام عمارت بیت اللہ شریف میں لگا ہوا ہے ویسا ہی یہ پتھر بھی ہے اس کو ہاتھ لگانا صرف اس لئے سنت ہے کہ یہ کونہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیاد پر قائم ہے۔ اسی طرح وہ کونہ بھی اصلی بنیاد پر قائم ہے۔ جس میں حجر اسود نصب ہے اس کو بھی ہاتھ لگانا اور

چومنا سنت ہے۔ عراقی اور شامی کونے چونکہ اصلی بنیاد دل پر قائم نہیں ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ہاتھ نہ لگایا۔ بعض آدمی حجر اسود کی طرح رکن یمانی کو بھی بوسہ دیتے ہیں یہ خلاف سنت ہے ایسا نہ کرنا چاہیئے حج ایک بہترین عبادت ہے اور عبادت صرف وہی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو اس میں کمی بیشی کرنا کسی کے لئے جائز نہیں ہے اور اگر کمی بیشی کی جائے تو وہ عبادت نہ ہوگی بلکہ بدعت ہوگی جس کی سزا بدعتی ضرور پائے گا۔

## میزاب رحمت

خانہ کعبہ کا پرنالہ اس پتھر کے اوپر نصب ہے جو حطیم میں سبز رنگ کا لگا ہوا ہے یہ پرنالہ خالص سونے کا ہے یہ ایک بالشت چوڑا ہے اور دو ہاتھ تک دیوار سے باہر نکلا ہوا ہے اور اسکی دیواروں کی بلندی چار انگل ہے۔ اس کے نیچے دعا قبول ہوتی ہے اس میزاب کے نیچے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی قبر ہے جس پر سبز رنگ کے سنگ مرمر کا محرابی پتھر لگا ہوا ہے اور اس کے ساتھ دوسرا سبز پتھر ہے بیضوی شکل کا اس جگہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کی قبر ہے یہ دونوں پتھر بڑے خوبصورت ہیں دونوں قبروں کے درمیان سات بالشت کا فاصلہ ہے۔

سب سے پہلے قریش نے خانہ کعبہ کا پرنالہ بنایا تھا جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پینتیس سال تھی۔ کیونکہ اس سے پہلے خانہ کعبہ پر چھت ہی نہ تھی۔ پھر جب عبداللہ بن زبیر نے خانہ کعبہ کو تعمیر کیا تو آپ نے حطیم کی طرف سے باہر پرنالہ لگایا پھر حجاج نے قریش کے مقام پر خانہ کعبہ کو چھوٹا کر کے پرنالہ لگا دیا اس کے بعد شریف مکہ نے

جو مکہ مکرمہ کا گورنر تھا خانہ کعبہ کے لئے ایک پرنالہ بنوایا یہ چار ہاتھ لمبا تھا اس کی چوڑائی آٹھ انگل تھی اور قریباً اتنا ہی بلند تھا۔ اس کے اندر اور باہر سونے کی پتریاں لگی ہوئی تھیں "درر الفوائد" میں ہے کہ سب سے پہلے ولید بن عبد الملک نے پرنالہ پر سونے کی پتریاں چڑھائیں اس کے بعد رامشت فارسی نے خانہ کعبہ کے لئے ۵۳۷ھ میں پرنالہ بنوایا جس کو ۵۳۹ھ میں خانہ کعبہ پر لگایا گیا اس کے بعد ناصر عباسی نے ایک پرنالہ بنوایا جس پر اس کا نام بھی لکھا ہوا تھا یہ پرنالہ لکڑی کا بنا ہوا تھا۔ لیکن اس میں قلعی کی پتریاں لگی ہوئی تھیں اور جو حصہ باہر نکلا ہوا تھا وہاں چاندی کی پتریاں تھیں۔ یہ پرنالہ ۵۸۱ھ میں لگایا گیا تھا۔ اور ۹۵۹ھ میں اس کو اتار دیا گیا اور سلطان سلیمان خاں نے پرنالہ بنا کر لگایا۔ یہ پرنالہ چاندی کا تھا جس پر سونے کا ملمع تھا۔ پرانے پرنالہ کو روم کے خزانہ میں داخل کرنے کا حکم دیا۔ جب اس کے نوکر اس کو لیکر جدہ پہنچ گئے تو عربی لوگوں نے اس کو دینے سے انکار کر دیا۔ آخر بادشاہ کے حکم کی تعمیل کے طور پر خزانہ روم میں اسکی قیمت دو ہزار آٹھ سو درہم داخل کر دی گئی اور پرنالہ عربی لوگوں نے اپنی تحویل میں لے لیا۔ پھر ۱۰۲۰ھ میں حسن آغا نے اور بہت سی چیزوں کے ساتھ پرنالہ بھی نیا بنوایا یہ پرنالہ سونے اور چاندی کو پگھلا کر ملا کر بنایا گیا تھا۔ اس کے بعد ۱۰۹۱ھ میں ایک پرنالہ بنایا گیا۔ پھر اس کے بعد ۱۲۷۶ھ میں سلطان عبد المجید خاں عثمانی نے خالص سونے کا پرنالہ بنوایا اور یہی وہ پرنالہ ہے جو آجکل خانہ کعبہ پر لگا ہوا ہے۔

# غلاف کعبہ

خانہ کعبہ پر غلاف چڑھانے کا دستور قدیم زمانہ سے چلا آتا ہے سب سے پہلے تبع ابوکرب اسعد حمیری بادشاہ نے ۲۲۰ھ قبل ہجرت میں خانہ کعبہ پر غلاف چڑھایا

اس کے بعد اس کے جانشین بڑی مدت تک خانہ کعبہ پر غلاف چڑھاتے رہے پھر اس کے بعد یہ دستور ہوا کہ لوگوں کے ہدایا سے جو خانہ کعبہ کی نذر کئے جاتے تھے سال کے سال غلاف بنوایا جاتا تھا۔ پھر انفرادی طور پر لوگ کپڑے ہدیئے کے طور پر لانے لگے وہ تمام کپڑے جو مختلف رنگ کے ہوتے تھے، خانہ کعبہ پر لٹکا دیتے جاتے تھے قصی کے زمانہ تک یہی دستور رہا قصی نے قریش کے قبائل پر غلاف کا خرچ تقسیم کر دیا اس کے بعد صرف قصی کی اولاد میں غلاف کعبہ منتقل ہو گیا۔ جب ابو ربیعہ مغیرہ جوان ہوا تو اس نے قصی کی اولاد کو جمع کر کے کہا کہ ایک سال تم غلاف چڑھایا کرو اور ایک سال میں اکیلا غلاف چڑھایا کروں گا۔

پھر جب مکہ فتح ہو گیا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے غلاف کعبہ اپنے ذمہ لے لیا۔ پھر آپ کے بعد خلفاء راشدین اس کا اہتمام کرتے رہے۔ عبداللہ بن زبیر اور عبدالملک بن مروان نے غلاف چڑھایا۔ لیکن ابھی تک کیفیت یہی رہی کہ بہت سے کپڑے اور بھی اس پر لٹکا دیئے جاتے تھے ۱۶۰ھ میں جب خلیفہ مہدی عباسی حج کرنے کیلئے آیا تو خانہ کعبہ کے خادموں نے شکایت کی کہ یہ کپڑے بدزیب معلوم ہوتے ہیں۔ غلاف صرف ایک ہونا چاہیئے اور پورے خانہ کعبہ کا ہونا چاہیئے تو مہدی نے حکم دیا کہ آئندہ صرف ایک ہی غلاف چڑھایا جائے۔ اور آج تک یہی معمول چلا آتا ہے خانہ کعبہ کی اندرونی جانب سب سے پہلے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی والدہ نے غلاف چڑھایا۔ حضرت عباس ایک دفعہ گم ہو گئے تھے ان کی والدہ نے نذر مانی تھی کہ اگر عباس مجھے مل گیا تو میں خانہ کعبہ کے اندر غلاف چڑھاؤں گی۔

عباسی خاندان میں غلاف چڑھانے کا بہت اہتمام رہا یہ سیاہ رنگ کے

ریشمی کپڑے کا غلاف چڑھایا کرتے تھے۔ جو مصر میں بنا جاتا تھا پرانے غلاف کو اتار کر بیچ دیا جاتا تھا۔ جب عباسیوں کی خلافت کمزور ہوگئی تو پھر کبھی یمن کے بادشاہ غلاف بھیج دیتے تھے اور کبھی مصر کے بادشاہ پھر آہستہ آہستہ غلاف مصریوں میں منتقل ہوگیا ملک صالح بن ملک ناصر نے غلاف کے اخراجات کے لئے دو شہروں باسوس اور سندبیس کی آمدنی وقف کردی اس زمانہ سے باقاعدہ اس زمین کی آمدن غلاف کعبہ کیلئے وقف چلی آتی ہے اور ہر سال نیا غلاف بنا کر ارسال کیا جاتا ہے باہر کا غلاف سیاہ ریشمی ہوتا ہے۔ اور خانہ کعبہ کے اندر کے لئے یہ حساب ہے کہ جب بھی کبھی مصر کا نیا بادشاہ مقرر ہوتا ہے تو وہ اندر کا غلاف چڑھاتا ہے اور یہ سرخ رنگ کا ریشمی غلاف ہوتا ہے۔ اور اسیطرح جب خانہ کعبہ کے اندر غلاف چڑھایا جاتا ہے تو روضہ اقدس پر بھی غلاف چڑھایا جاتا ہے یہ غلاف سبز رنگ کا ریشمی ہوتا ہے۔

خانہ کعبہ کے آٹھ پردے ہوتے ہیں جن میں ہر جگہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوتا ہے یہ سیاہ رنگ کا ریشمی کپڑا ہوتا ہے اور یہ الفاظ اس میں بنے ہوتے ہوتے ہیں۔ ان پردوں کی لمبائی پندرہ میٹر اور عرض پانچ میٹر اور کچھ سنٹی میٹر ہوتا ہے ہر طرف دو دو پردے لٹکائے جاتے ہیں۔ اور ان کو آپس میں مضبوط دھاگے سے سی دیا جاتا ہے۔ خانہ کعبہ کی چھت پر لوہے کے مضبوط حلقے لگے ہوئے ہیں۔ غلاف کے اندر شلوار کی طرح ایک مضبوط رسہ ڈالا جاتا ہے جس کو لوہے کے حلقوں میں سے گزارا جاتا ہے پھر ان کو نیچے لٹکا دیا جاتا ہے۔ اور اسی طرح نچلی جانب شاذروان پر بھی لوہے کے حلقے گڑے ہوئے ہیں۔ اسی طرح نیچے سے بھی اس کو مضبوط رسہ سے باندھ دیا جاتا ہے۔

زمین سے دس میٹر کے فاصلہ پر چاروں طرف ایک سرخ پٹی لگی ہوتی ہے یہ ریشمی
کپڑا ہوتا ہے اور اس پر سونے کی تاروں سے قرآن مجید کی آیتیں لکھی جاتی ہیں اور ان
کو کپڑے میں بنا جاتا ہے اس کے چار حصے ہوتے ہیں دروازہ والی دیوار کی پٹی پر یہ
آیتیں لکھی جاتی ہیں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَأَمْنًا
وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى وَعَهِدْنَا إِلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَإِسْمَاعِيْلَ أَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ
لِلطَّائِفِيْنَ وَالْعَاكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمٰعِيْلُ رَبَّنَا
تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا
أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ اور جنوبی
دیوار کی پٹی پر یہ آیتیں لکھی جاتی ہیں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ
فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ إِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ
لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَّهُدًى لِّلْعَالَمِيْنَ۔ فِيْهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَّقَامُ إِبْرَاهِيْمَ۔ بِسْمِ اللّٰهِ
الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْئًا وَّطَهِّرْ
بَيْتِيَ لِلطَّائِفِيْنَ وَالْقَائِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ۔ وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوْكَ رِجَالًا وَّ
عَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّأْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ اور مغربی دیوار کی پٹی پر یہ آیتیں لکھی جاتی ہیں۔
لِيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْ أَيَّامٍ مَّعْلُوْمَاتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ
الْأَنْعَامِ فَكُلُوْا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيْرَ۔ ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ
وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ اور شمالی دیوار (یعنی جس طرف حطیم ہے) کی پٹی پر اس بادشاہ کا نام
لکھا جاتا ہے جس کے عہد میں وہ غلاف بنایا جاتا ہے۔ غلاف کے اخراجات کا عام
اندازہ پانچ ہزار پونڈ ہے۔

اس کے علاوہ خانہ کعبہ کے دروازہ کا غلاف علیحدہ ہوتا ہے اسے "برقع" کہا جاتا ہے اور دروازہ کے اندر کی جانب کا غلاف بیت اللہ شریف کی چابی کی تھیلی اور مقام ابراہیم کا غلاف اور منبر کے دروازہ کا غلاف یہ سارے کے سارے مصر ہی سے آتے ہیں۔ جب یہ سب سامان تیار ہو جاتا ہے تو ان کو ایک بہت بڑے صندوق میں مقفل کر کے بیت اللہ شریف لایا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ مصر کے اعلیٰ افسر ہوتے ہیں مسجد سیدنا امام حسن میں آکر اس صندوق کو رکھ دیا جاتا ہے۔ وہاں شیخ الحرم بمعہ دیگر معززین کے جاتے ہیں۔ وہ صندوق جسے مصری لوگ "محمل شریف" کہتے ہیں شیخ الحرم کی تحویل میں دے دیا جاتا ہے۔ اور یہ عام طور پہ دس ذی الحج کو ہوتا ہے۔ چونکہ اس دن اکثر آدمی منیٰ میں ہوتے ہیں۔ اس لئے زیادہ شور و غوغا نہیں ہوتا اور خانہ کعبہ کو غلاف چڑھایا جاتا ہے۔

پرانے غلاف کو اتار کر پہلے صدقہ کر دیا جاتا تھا۔ لوگوں میں تقسیم ہو جاتا تھا حضرت عثمان کے زمانہ میں معلوم ہوا کہ غلاف کا کچھ حصہ ایک حائضہ عورت نے قمیص بنا کر پہن لیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو سخت ناگوار گزرا آپ نے ارادہ کر لیا کہ آئندہ غلاف کو زمین میں دفن کر دیا جایا کریگا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سنا تو آپ نے اس کی مخالفت کی اور کہا کہ خانہ کعبہ سے اتر جانے کے بعد اگر حائضہ عورت اسے پہن لے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ تم زمین میں دفن کرنے کی بجائے اس کو بیچ دیا کرو اور اسکی قیمت نئے غلاف میں ڈال دیا کرو چنانچہ اس روز سے یہی دستور ہے کہ پرانے غلاف کو بیچ دیا جاتا ہے۔ اور باب السلام کی تمام دوکانوں سے خریدا جا سکتا ہے پہلے تو اس کی آمدن غلاف پہ ہی خرچ ہوتی رہی بعد میں مصریوں نے اس قیمت کو لینے سے انکار کر دیا۔ پھر وہ شیخ الحرم کی ملکیت ہو گئی۔

حج کے قریب شیخ الحرم مسجد میں آکر قریباً ۹ فٹ کے قریب چاروں طرف سے غلاف پھاڑ دیتا ہے اور اس کی جگہ سفید لٹھے کا کپڑا پہنایا جاتا ہے اسے "احرام کعبہ" کہتے ہیں ویسے اس کا کوئی ثبوت نہیں معلوم ایسا ہوتا ہے کہ شیخ الحرم نے قبل از وقت حاجیوں کے رش میں زیادہ قیمت پر غلاف بیچنے کیلئے یہ ایک طریقہ نکال لیا ہے واللہ اعلم

# کلید برداری

خانہ کعبہ کی کلید برداری ایک بہت بڑا منصب ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ کی چابی عثمان بن طلحہ اور شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ دونوں چچا زاد بھائیوں کے سپرد کی تھی۔ عثمان بن طلحہ کہتے ہیں کہ ہم جاہلیت کے زمانہ میں سوموار اور جمعرات کو خانہ کعبہ کا دروازہ کھولا کرتے تھے ایک دن نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے چابی مانگی وہ خانہ کعبہ کے اندر جانا چاہتے تھے چونکہ اس دن ہماری رسم کے مطابق دروازہ نہ کھولا جاتا تھا میں نے انکار کر دیا آخر تو تو میں میں تک نوبت پہنچ گئی تو آپ نے مجھ سے فرمایا کہ "اے عثمان کسی دن یہ چابی میرے ہاتھ میں ہوگی میں یہ چابی جسے چاہونگا دے سکوں گا" میں نے کہا "کیا قریش اس دن سارے مر جائیں گے اور ذلیل ہو جائیں گے"؟ تو آپ نے فرمایا "نہیں قریش اس دن بڑے آباد ہوں گے اور معزز ہوں گے" لیکن میرے دل میں خیال گزرا کہ جو بات محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی زبان سے نکل گئی ہے یہ پوری ہو کر رہے گی چنانچہ مکہ فتح ہوا تو آنحضرت نے مجھے حکم دیا کہ "عثمان چابی لاؤ" میں نے چابی حاضر کر دی آپ نے چابی لے لی اور پھر مجھے واپس کر دی اور فرمایا کہ "یہ لو چابی میں تمہیں ہمیشہ کے لئے یہ چابی دیتا ہوں جو شخص تم سے یہ چابی لے گا وہ ظالم

ہوگا اے عثمان اللہ نے تم کو اپنے گھر کا امین بنایا ہے تم اس کے مال میں سے بھلے طریقہ سے کھانا" عثمان کہتے ہیں کہ میں چابی لے کر واپس ہوا تو آپ نے پیچھے سے آواز دی میں پھر حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ وہ عثمان تجھے وہ بات یاد ہے؟ میں نے عرض کیا حضور یاد ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔

باقی رہا شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ کا قصہ تو ان کا باپ عثمان کفر کی حالت میں جنگ احد میں قتل ہوا تھا۔ اور خود شیبہ فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سینہ پر ہاتھ رکھا اور فرمایا اَخسیٔ عَنکَ الشَّیْطَانَ شیطان کو ذلیل کیے اللہ تعالےٰ نے ان کو ایمان نصیب فرمایا ان کو بھی آنحضرت نے کلید برداری میں شامل فرمایا تھا غلاف کعبہ اور کلید برداری کعبہ کے دونوں محکمے ان چچازاد بھائیوں کے حصہ میں تقسیم ہو گئے شیبہ کے خاندان میں تو غلاف کعبہ کا محکمہ آیا اور عثمان کے خاندان کے حصہ میں کلید برداری آئی۔ بعد میں کسی وقت میں عثمان کے خاندان سے منتقل ہو کر بنو شیبہ کے خاندان میں کلید برداری بھی آ گئی۔ چنانچہ اس روز سے یہ دونوں محکمے بنو شیبہ کے ہاتھ میں ہیں۔ اور آجکل کلید بردار کعبہ شیخ محمد بن محمد صالح بن احمد بن محمد بن زین العابدین شیبی ہیں یہ ۱۲۹۳ھ میں پیدا ہوئے تھے آجکل ان کی عمر بیاسی سال ہے۔

## خانہ کعبہ کے اندر

خانہ کعبہ کے وسط میں ساگوان لکڑی کے تین بہت موٹے اور مضبوط ستون ہیں جن کا قطر قریباً دو فٹ ہے۔ ان کا رنگ زرد سرخی مائل ہے۔ ان میں سے ایک ستون ۱۳۰۴ھ میں نیچے سے پھٹ گیا تھا اس وقت تینوں ستونوں کے نیچے

لکڑی کے موٹے خول بنا کر چڑھا دیئے گئے جو تقریباً سات فٹ بلند ہیں۔ یہ تینوں ستون حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نصب کئے ہوئے ہیں گویا ان کو آج تیرہ سو سال گذر چکے ہیں۔ یہ ستون ایک قدیمی یادگار کے علاوہ ایک معجزہ بھی ہیں لکڑی کی کوئی چیز بھی اتنی مدت کبھی نہیں جا سکتی۔ خانہ کعبہ کا فرش دروازہ کی دہلیز کے برابر ہے جس پر سفید سنگ مرمر کا فرش لگا ہوا ہے اور کسی کسی جگہ رنگدار پتھر بھی ہیں۔ دیواروں پر رنگدار منقش سنگ مرمر کی ٹائیلیں لگی ہوئی ہیں۔ خانہ کعبہ کے اندر سرخ رنگ کا ریشمی غلاف ہے جس پر چاندی کی تاروں سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ اَللّٰہُ جَلَّ جَلَالُہٗ لکھا ہوا ہے۔ پھر یہ لکھا ہوا ہے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اور ان کی طرز کتابت گول دائرہ بیضوی میں ہے اور دائروں کے اندر یَا حَنَّانُ یَا سُلْطَانُ یَا مَنَّانُ یَا سُبْحَانَ لکھا ہوا ہے۔ یہ پردہ دیواروں اور چھت پر چڑھایا گیا ہے چونکہ اس غلاف کو چڑھے آج بڑی مدت ہو چکی ہے اس لئے گرد و غبار کی وجہ سے یا میلا ہو جانے کی وجہ سے مٹی رنگ کا معلوم ہوتا ہے یہ غلاف سنہ ۱۲۹۰ھ میں سلطان عبدالعزیز خاں نے چڑھایا تھا۔

سیڑھی کے دروازہ پر سیاہ رنگ کا ریشمی غلاف ہے اور اس میں چاندی کی تاریں جن پر سونے کا ملمع ہے بنی ہوئی ہیں جیسے کہ خانہ کعبہ کے دروازہ کے غلاف پر ہیں تینوں ستونوں پر دو تہائی بلندی پر ایک لکڑی شمالاً جنوباً بندھی ہوئی ہے اس میں کچھ قندیلیں لٹکی ہوئی ہیں جو کہ خانہ کعبہ میں وقتاً فوقتاً ہدیہ کے طور پر آتی رہی ہیں انکی شکلیں مختلف ہیں اور قندیلیں بہت زیادہ ہیں سب سے آخری قندیل جو خانہ کعبہ میں لائی گئی تھی وہ سنہ ۱۰۹۴ھ میں ملکہ بندر آشی نے بھیجی تھی جو شریف سعید بن برکات کے عہد

حکومت میں آتی۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ کے اندر جا کر نفل پڑھے ہیں اگر بغیر کسی کو تکلیف دینے کے آدمی اندر جا سکے یا موقع مل جاتے تو اندر جا کر نفل پڑھ لے ورنہ یہ کوئی حج کا رکن نہیں ہے اگر ضروری پڑھنا چاہے تو حطیم میں پڑھ لے ایک ہی بات ہے۔ آجکل لوگ خانہ کعبہ کے اندر جانے کے لئے عجیب وغریب قسم کی بدتمیزی کرتے ہیں۔ اپنے بھی اور دوسروں کے بھی کپڑے پھاڑ دیتے ہیں کئی آدمی گر جاتے ہیں کئی پس جاتے ہیں اس طرح خانہ کعبہ میں داخل ہونا خلاف سنت ہے۔

## برآمدہ کا پردہ

خانہ کعبہ کے برآمدوں میں چونکہ جگہ تھوڑی تھی اور آدمی بہت زیادہ تعداد میں جاتے تھے اور ویسے بھی صحن کعبہ تمام حجاج کے لئے کافی نہ تھا سلطان ابن سعود نے ارادہ کیا کہ اس میں اور اضافہ کیا جائے اور سائے کا بہت زیادہ بندوبست کیا جائے۔ اس منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے سے پیشتر سلطان ابن سعود کی وفات ہو گئی اب اس کے بیٹے نے اس تجویز کو مکمل کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ عارضی طور پر سایہ کرنے کے لئے سلطان ابن سعود نے چاروں طرف برآمدوں کے آگے ایک بہت موٹے کپڑے کے پردے بنوا کر پھیلا دیئے۔ ان کو اس طرح تاروں میں پرو دیا گیا کہ جب ضرورت ہو یہ پھیلاتے جا سکتے ہیں اور جب ضرورت ہو سمیٹ لئے جاتے ہیں۔ اس طرح ایک عارضی سایہ بنا لیا گیا ہے ان پردوں کی لمبائی پچیس فٹ کے قریب ہے لیجئے خانہ کعبہ کی سیر ختم ہوئی۔ اب آیئے مختصر طور پر شہر مکہ کے متعلق ضروری

چیزیں آپ کو دکھا دوں۔

# مکہ مکرمہ

مکہ کو بکہ اور ام القریٰ بھی کہا جاتا ہے یہ شہر سطح سمندر سے ۳۳۰ میٹر کی بلندی پہ ہے۔ اس کا عرض بلد ۲۱ درجہ اور ۳۸ دقیقہ ہے اور طول ۴۰ درجہ اور نو دقیقہ اسکی بنیاد حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام سے شروع ہوئی پہلے اس کی آبادی خیموں میں رہتی تھی قصی بن کلاب نے بعثت سے دوسری صدی پہلے میں مکانات بنائے اس وقت سے لے کر برابر اس میں اضافہ ہوتا رہا ہے۔ اور یہ عرب حکومت کا دارالخلافہ ہے۔

مکہ مکرمہ کا طول مشرق سے مغرب تک ساڑھے تین میل ہے اور عرض دو میل یہ ایک وادی ہے جو شمال سے جنوب کی طرف مائل ہے۔ اس کی دونوں طرف پہاڑی سلسلے ہیں جو ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں صرف شمال کی جانب سے یہ الگ الگ ہیں۔ مکہ مکرمہ میں قریباً پندرہ ہزار مکانات ہیں جن میں سے بعض چھوٹے ہیں اور بعض بڑے۔ اکثر مکان نئی طرز کے بہترین نمونے ہیں۔ پرانے مکان تنگ ہیں اور معمولی پتھروں کے بنے ہوئے ہیں ان مکانات میں حج کے زمانہ میں قریباً پانچ لاکھ آدمی آباد ہو جاتے ہیں۔ مکہ مکرمہ کی اپنی آبادی سات آٹھ لاکھ کے قریب ہے۔ تمام بڑے بڑے مکانات محلہ قرارہ میں ہیں اور بہترین آبادی محلہ اجیاد ہے اسکے بازار کشادہ ہیں مکانات اچھے اور وسیع ہیں اس میں اکثر مکان ترکی طرز کے ہیں۔

مکہ مکرمہ میں بعض مکانات تاریخی ابھی تک موجود ہیں چنانچہ صفا پہاڑی سے مروہ کو

جاتے ہوئے دائیں طرف حضرت عبداللہ بن عباس کا مکان ابھی تک موجود ہے حرم شریف کے شمال مشرق میں ابوسفیان کے مکان کے آثار ابھی تک موجود ہیں لیکن یہ مکان اب گر چکا ہے۔

خانہ کعبہ مکہ مکرمہ کی آبادی میں جنوبی طرف یعنی جبل ابو قبیس کی طرف مائل ہے۔ اور اسی طرف خیزران کا مکان بھی ہے اس کے مشرق کی طرف شعب بنی ہاشم ہے جسے آجکل شعب علی کہتے ہیں اور اس کے ساتھ شعب مولد ہے (یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی جگہ) اور اس کے ساتھ شعب بنی عامر واقع ہے اور اسی طرف میں جاہلیت کے زمانہ میں عبدالمطلب کے خاندان کے مکانات تھے۔ اور باقی قریش دوسری سمتوں میں آباد تھے خصوصاً شمالی جانب میں ان کی بہت زیادہ آبادی تھی۔

مکہ مکرمہ کے وسط میں سے ایک بازار مغرب سے مشرق کو جاتا ہے یہ مکہ مکرمہ کا سب سے بڑا بازار ہے اس بازار کے مختلف مقامات پر مختلف نام ہیں جب یہ مغربی جانب سے محلہ جرول سے شروع ہوتا ہے تو اس بازار کا نام "حارۃ الباب" ہے جرول سے گزر کر اس کا نام "شبیکہ" ہے اور جب یہ حرم شریف کے برابر شمالی جانب میں پہنچتا ہے تو اس کا نام "شامیہ" ہے اور حرم شریف کی دائیں جانب سے جنوب کو چلا جاتا ہے تو اس کا نام "سوق صغیر" ہے اور اس سے آگے بڑھ کر اس کا نام "جیاد" ہے۔ ڈاک خانہ۔ ٹیلیفون۔ تکیہ مصریہ، دارالحکومت۔ جنرل ہسپتال اور چھاپہ خانے اسی بازار میں ہیں۔ جب یہ بازار صفا کے پاس پہنچتا ہے تو اس کا نام "مسعیٰ" ہے اس سے آگے نکل کر اس کا نام "قشاشیہ" ہے اور اس سے آگے جاکر "سوق اللیل" کہلاتا ہے اور اس کے بعد اس کا نام "معزۃ" ہے اور اس جگہ سے یہ سڑک قبرستان "جنۃ المعلٰی" کو چلی جاتی ہے

اور وہ بازار جو حرم شریف سے شمال میں واقع ہیں ان میں سب سے بڑا بازار ،،شامیہ،، ہے اور اس میں مختلف راستے اور سڑکیں آکر ملتی جاتی ہیں اور جو راستے اس میں آکر ملتے ہیں ان کے نام یہ ہیں۔ ،،سوق مدینہ۔ قرارہ۔ نقا سلیمانیہ۔ جدریہ۔ بیما منیرہ،، ان سڑکوں اور راستوں کا عرض دس فٹ سے لے کر پچھتر فٹ تک ہے۔ مکہ مکرمہ میں کوئی کھلا میدان نہیں ہے۔ اگر کوئی ضروری اجتماع ہو تو وہ خانہ کعبہ کے صحن میں ہوتا ہے۔ اور مکہ مکرمہ کی تمام آبادی مسلمان ہے۔ ایک بھی غیر مسلم یہاں آباد نہیں ہے۔ نہ کسی کو اجازت دی جاسکتی ہے اور غیر مسلم کے لئے سکونت کی ممانعت ۹ھ سے برابر چلی آتی ہے جبکہ اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی تھی۔ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا یَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس حکم کی تبلیغ کے لئے حج کے موسم پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا تھا۔ آپ پہلے آیت پڑھ کر سناتے تھے اور بعد میں یہ اعلان بھی کرتے تھے کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج کرنے کے لئے نہ آسکے۔

مکہ مکرمہ کے اندر بھی اور باہر بھی کئی ایک جگہیں دیکھنے کے قابل ہیں مثلاً آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی جگہ حضرت علی کی پیدائش کی جگہ۔ حضرت فاطمہ کی پیدائش کی جگہ اور دار الخیزران۔ غار حرا۔ غار ثور۔ جنۃ المعلےٰ۔ مسجد الجن۔ مسجد الرایہ۔ مسجد الاجابۃ۔ مسجد البیعۃ۔ مسجد ابوبکر۔ مسجد عمر۔ مسجد بلال۔ مسجد انشقاق القمر۔ ان تمام مقامات کے متعلق مختصر طور پر عرض کرتا ہوں۔

# مولد النبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

یہ وہ مقدس مکان ہے جس میں سرورِ کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیدائش ہوئی تھی یہ مکان شعب بنی عامر میں واقع ہے اس کا نام شعب المولد ہے اس مکان کی کیفیت یہ ہے کہ سطح زمین سے تقریباً چھ فٹ اس کی کرسی بلند ہے۔ پتھر کی سیڑھیوں کے ذریعہ اندر داخل ہوتے ہیں۔ دروازہ شمال کی طرف کھلتا ہے۔ دروازہ کے سامنے ایک دیوار ہے جس سے مکان کا پردہ مقصود ہے دروازہ سے مغربی جانب کو راستہ جاتا ہے اور صحن میں داخل ہوجاتا ہے صحن کا طول تقریباً ساٹھ فٹ ہے اور عرض تیس فٹ کے قریب صحن کے مشرق کی طرف دو کمرے بنے ہوئے ہیں جن کے الگ الگ دروازے ہیں یہ دروازے مشرق کی طرف کھلتے ہیں۔ ایک کمرہ چھوٹا ہے اور دوسرا شمالی کمرہ بڑا ہے۔ شمالی کمرہ کے مشرقی دیوار کے قریب جنوب کی طرف ایک گنبد بنا ہوا ہے جس پر لکڑی کا چھت ہے یہ گنبد اندر سے کچا ہے اور دوسری جگہ سے گہرا ہے یہی وہ مقدس مقام ہے جہاں ولادت باسعادت ہوئی تھی۔۔ اس سارے قبہ اور اس کی ارد گرد چار دیواری کا رقبہ تقریباً ۰۰ مربع فٹ ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ مکان حضرت عقیل بن ابی طالب اپنے چچازاد بھائی کو ہبہ کر دیا تھا۔ حضرت عقیل نے یہ مکان حجاج بن یوسف کے بھائی محمد بن یوسف کے ہاتھ بیچ دیا اس کا مکان اس مکان کے قریب تھا اس نے اسے اپنے مکان میں شامل کر لیا۔ اس سے ہارون الرشید کی ماں خیزران نے خرید کر اس کو مسجد بنا دیا اور یہ آج تک مسجد کی شکل میں ہے لیکن اس جگہ

آج حدیث شریف کا مدرسہ ہے۔

## مولد علی رضی اللہ عنہ

یہ مکان نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے مکان کے بالکل قریب ہے اور بعینہ اس نمونہ کا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں مکان اکٹھے بنے اور ایک ہی طرز کے بنے تھے۔ البتہ اتنا فرق ضرور ہے کہ یہ مکان اس پہلے مکان سے چھوٹا ہے۔

## مولد فاطمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا

یہ مکان "درب الحجر" میں واقعہ ہے اور یہ مکان حقیقت میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کا مکان ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہؓ سے نکاح کرنے کے بعد اسی مکان میں آگئے تھے۔ آپ کی تمام اولاد اسی مکان میں پیدا ہوتی ہے۔ اس مکان کی کرسی بھی بازار سے بہت اونچی ہے سیڑھیوں کے ذریعہ مکان کے دروازہ میں داخل ہوتے ہیں۔ مکان کا دروازہ شمال کو کھلتا ہے۔ اس کے آگے بھی دیوار ہے مغرب کو ہو کر راستہ صحن میں پہنچتا ہے یہ صحن گلی سے قریباً نصف فٹ اونچا ہے صحن کا طول پچاس فٹ ہے اور عرض بیس فٹ یہ جگہ مدرسہ ہے جہاں طلباء قرآن شریف کا سبق پڑھتے ہیں۔ صحن کی دائیں جانب ایک چھوٹا سا دروازہ ہے جو سطح صحن سے بلند ہے اس کے آگے دو سیڑھیاں ہیں ان پر چڑھ کر اندر داخل ہوتے ہیں یہ ایک بالکل چھوٹا سا کمرہ ہے اس کا عرض دس فٹ ہے اور طول بارہ فٹ اس کمرہ میں تین دروازے لگے ہوتے ہیں۔ اس کمرہ کی دائیں جانب ایک چھوٹا سا

کمرہ ہے جس کا طول پندرہ فٹ ہے اور عرض دس فٹ یہ وہ کمرہ ہے جس میں آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم عبادت کیا کرتے تھے۔ اور اسی میں وحی الٰہی نازل ہوا کرتی تھی۔ اس میں دائیں جانب تھوڑی سی جگہ گہری ہے کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس میں وضو کیا کرتے تھے۔ اور وہ دروازہ جو باہر کے کمرہ کے سامنے ہے یہ ایک وسیع کمرہ میں کھلتا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رہائش مع حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے اسی کمرہ میں تھی اور وہ دروازہ جو دائیں جانب ہے ایک بڑے وسیع کمرہ میں کھلتا ہے جس کا طول ۳۰ فٹ اور عرض بیس فٹ ہے اس کے اندر ایک چھوٹا سا حجرہ بنا ہوا ہے یہ وہ جگہ ہے جہاں سیدۃ نساء العالمین حضرت فاطمۃ الزہرا پیدا ہوئی تھیں۔ اس کمرہ کی مشرقی دیوار میں ایک طاق ہے جس میں چکی کے پاٹ کا ایک پتھر کا ٹکڑا پڑا ہوا ہے کہتے ہیں کہ یہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اس چکی کا ٹکڑا ہے جسے حضرت فاطمہ اپنی زندگی میں پیستی رہی تھیں۔ یہ کمرہ آپ کی صاحبزادیوں کی اقامت گاہ تھا۔ اس مکان کے طول کے اخیر پر شمال کی جانب ایک کھلا اونچا صحن ہے جس کی بلندی سات فٹ کے قریب ہے اور طول ستر فٹ اور عرض پینتیس فٹ ہے یہ وہ جگہ ہے جہاں سیدہ خدیجہ اپنا تجارت کا سامان رکھا کرتی تھیں صحن خانہ سے مغرب کی طرف ایک کمرہ بنا ہوا ہے یہ بیٹھک ہے جب باہر سے کوئی آدمی آتا تو اس جگہ بیٹھتے۔ اللہ اللہ ذرا اس مکان کے نقشہ پر غور کرو کتنا مہذبانہ مکان ہے اس کے چار کمرے ہیں ایک آپ کا اور آپ کی اولاد کا ایک آپ کا اور آپ کی بیوی کا ایک آپ کا اور آپ کے رب کا اور ایک آپکا اور دوسرے لوگوں کا۔

یہ مکان بھی آپ ہجرت کے وقت حضرت عقیل کو دے گئے تھے۔ اُنسے امیر معاویہ

نے خرید لیا اور اس کو مسجد بنا دیا۔ یہ مکان آج اسی حالت میں ہے۔

## دار الخیزران یا دار الارقم،

یہ مکان صفا سے مروہ کو جاتے ہوئے دائیں ہاتھ ایک تنگ سی گلی میں واقع ہے یہی وہ مکان ہے جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم لوگوں کو چھپ چھپ کر اسلام کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ اسی میں چھپ کر نمازیں پڑھی جاتی تھی۔ اسی مکان میں حضرت عمر آنحضرت کو قتل کرنے کے لئے آتے اور آکر مسلمان ہو گئے تھے۔

اس مکان کا دروازہ مشرق کو کھلتا ہے اس کے آگے صحن ہے جو قریباً چالیس فٹ لمبا اور بیس فٹ چوڑا ہے اس کی دائیں جانب ایک کمرہ بنا ہوا ہے جس کا عرض پندرہ فٹ ہے اور اس کمرہ کی دائیں جانب کی دیوار میں ایک دروازہ ہے جس کے آگے ایک کمرہ ہے جس کا طول چالیس فٹ اور عرض بیس فٹ ہے اس کمرہ کے جنوب مشرقی کونہ میں دو صاف پتھر اوپر نیچے رکھے ہوئے ہیں۔ اوپر کے پتھر پر یہ الفاظ کندہ ہیں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰہُ اَنْ تُرْفَعَ وَیُذْکَرَ فِیْہَا اسْمُہٗ یُسَبِّحُ لَہٗ فِیْہَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ھٰذَا مُخْتَبَاُ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَدَارُ الْخَیْزُرَانِ وَفِیْہَا مُبْتَدَاُ الْاِسْلَامِ اَمَرَ بِتَجْدِیْدِہٖ الْفَقِیْرُ اِلٰی مَوْلَاہُ اَمِیْنُ الْمُلْکِ مُصْلِحٌ اِبْتِغَاءَ ثَوَابِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَلَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ اور دوسرے پتھر پر جو نیچے رکھا ہوا ہے یہ عبارت ہے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ھٰذَا مُخْتَبَاُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْمَعْرُوْفُ بِدَارِ الْخَیْزُرَانِ اَمَرَ بِعَمَلِہٖ وَاِنْشَائِہٖ الْعَبْدُ الْفَقِیْرُ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی جَمَالُ الدِّیْنِ شَرَفُ الْاِسْلَامِ اَبُوْ جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ مَنْصُوْرٍ الْاَصْفَہَانِیُّ وَزِیْرُ الشَّامِ وَالْمُوْصِلِ الطَّالِبُ الْوُصُوْلَ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی الرَّاجِیْ رَحْمَتَہٗ اَطَالَ اللّٰہُ فِی الطَّاعَۃِ بَقَاءَہٗ وَاَنَالَہٗ

فِی الدَّارِ بِیْنَ مُنَاۃٍ فِیْ سَنَۃٍ خَمْسٍ وَّخَمْسِیْنَ وَخَمْسِمِائَۃٍ۔

# گھنٹہ گھر

مسجد الحرام بیت اللہ شریف کے باہر باب الجیاد کے پاس "تکیہ مصریہ" سے گذر کر مقر الحکومۃ پر ایک بہت بڑا گھنٹہ گھر ہے۔ اس گھنٹہ گھر سے خانہ کعبہ میں بیٹھ کر وقت دیکھا جا سکتا ہے۔ اس کے گھنٹوں کی ضربیں کافی بلند ہوتی ہیں جو خانہ کعبہ میں سنی جاتی ہیں۔ شہر کے دوسرے حصوں میں بھی اس سے وقت دیکھا جا سکتا ہے۔ رات کو اس گھنٹہ گھر کے اندر بجلی کی تیز روشنی ہوتی ہے جس سے رات کو بھی وقت دیکھا جا سکتا ہے۔ مدت سے خانہ کعبہ کے خدام آرزو کرتے تھے کہ یہاں کوئی گھنٹہ گھر ہو جائے تو بہت بہتر ہے۔ چنانچہ ۱۳۵۱ھ میں خدام خانہ کعبہ نے ایک درخواست اس مقصد کے لئے سلطان ابن سعود کو روانہ کر دی۔

چنانچہ سلطان نے اسی وقت حکم دے دیا کہ فوری طور پر گھنٹہ گھر کی تعمیر مکمل کرائی جائے۔ چنانچہ وزیر مالیات شیخ عبداللہ سلیمان حمدان نے ایک بہت بڑا کلاک منگوایا۔ اور شیخ عباس قطان گورنر مکہ مکرمہ نے گھنٹہ گھر کی تعمیر کرائی۔ اور شیخ محمد سعید بن عبدالرحمن کے زیر اہتمام ۱۳۵۲ھ میں یہ گھنٹہ گھر مکمل ہو گیا۔ یہ گھنٹہ گھر دار الحکومت کے اوپر تعمیر کیا گیا ہے۔ بلڈنگ کی چھت سے اسکی بلندی ساٹھ فٹ ہے مسجد الحرام کی زمین سے اسکی بلندی پوری ایک سو فٹ ہے۔ بعض لوگوں کا خیال تھا کہ اسکو اور بلند کر دیا جائے۔ لیکن سلطان نے حکم بھیجا کہ مسجد الحرام کے میناروں سے اس کی بلندی زیادہ نہ رکھی جائے۔ چنانچہ ان کی بلندی تک اسے بھی روک دیا گیا

# غارِ حرا

یہ وہ مقدس غار ہے جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بعثت سے پہلے جاکر عبادت الٰہی کیا کرتے تھے۔ اسی غار میں پہلی دفعہ وحی آئی تھی۔ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ۝ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝ اس غار کا طول پندرہ فٹ کے قریب ہے اور عرض دس فٹ کے قریب یہ غار جس پہاڑ میں ہے اس کا نام "جبل نور" ہے حرم شریف سے پیدل چل کر آدمی ڈیڑھ گھنٹہ میں وہاں پہنچ جاتا ہے۔ یہ غار جبل نور کی چوٹی پر ہے اور چوٹی بالکل سیدھی اور کافی اونچی ہے وہاں آسانی سے آدمی نہیں پہنچ سکتا۔ مکہ سے عرفات کو جاتے ہوئے راستہ میں بائیں ہاتھ سڑک کے قریب ہی یہ پہاڑ واقع ہے۔

# جبل ثور یا غار ثور

غار ثور وہ غار ہے جس میں ہجرت کرتے وقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ تین دن رات تک چھپے رہے تھے اس پہاڑ کا نام بھی ثور ہے یہ غار قریباً آٹھ فٹ لمبی اور آٹھ فٹ چوڑی ہے۔ خدا تعالےٰ کی قدرت ہے کہ اس پہاڑ میں اسی شکل و صورت کی کتنی غاریں ہیں اور آج کوئی شخص بتائے بغیر ان غاروں میں تمیز نہیں کر سکتا۔ شاید اس وقت بھی یہ غاریں اسی طرح ہوں اور قریش کی پریشانی کا باعث بنی رہی ہوں۔ محلہ مسفلہ کے جنوب سے اس پہاڑ کو راستہ جاتا ہے اور قریباً مکہ مکرمہ سے ۱۲ میل کے فاصلہ پر واقع ہے پہاڑ کی چڑھائی بڑی دشوار گذار ہے قریباً ایک میل چڑھائی ہے نصف راستہ میں ایک جگہ

کچھ پہاڑ ہموار ہے وہاں ایک حوض بنا ہوا ہے جس پر اکثر زائرین بیٹھ کر دم لے لیتے ہیں۔ اس کے بعد ایک درہ سا آتا ہے اس میں سے گذر کر اوپر کو جائیں تو تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر غاروں کا سلسلہ ہے انہی غاروں میں سے ایک غار وہ بھی ہے وہاں راہنما کافی مل جاتے ہیں۔

# جنۃ المعلےٰ (یعنی قبرستان مکہ مکرمہ)

مکہ کے عوام اور جہلا اسے "جنت مالا" کہتے ہیں یہ قبرستان مکہ مکرمہ کے مشرقی دروازہ کے باہر واقع ہے۔ پہاڑیوں کے دامن میں ہے۔ زمین کچھ تو رتیلی ہے اور کچھ پہاڑی۔ عموماً پہاڑیوں کے پتھروں میں لاشوں کو رکھ دیتے ہیں۔ بڑا دکھ اس بات کا ہے کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ دونوں کے قبرستانوں میں کسی قبر پر کوئی کتبہ نہیں ہے۔ اس لئے زائرین کو راہنمائی کی ضرورت رہتی ہے جو تھوڑے سے پیسے دو چار آنے لے کر تمام قبریں دکھا دیتے ہیں یہ ان لوگوں کا روزگار ہے۔ قبرستانوں کے باہر دروازے کے قریب کئی آدمی بیٹھے ہوتے آپ دیکھیں گے جب آپ قبرستان کے پاس جائیں گے تو تم سے کئی پوچھنے والے ہوں گے کہ رہبر کی ضرورت ہے؟ ویسے تو یہاں بہت سے صحابہ اور تابعین اور صلحاء امت دفن ہیں لیکن چند ایک قبروں کے علاوہ دوسری قبروں کا پتہ نہیں چلتا۔ بہرحال یہ قبریں خاص و عام میں مشہور ہیں سیدۃ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی قبر مشہور ہے ان کی قبر کے پاس ایک چوکھنڈی (چار دیواری) بنی ہوئی ہے جس میں سولہ آدمیوں کی قبریں ہیں یہ اشراف مکہ کی قبریں ہیں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی قبر کے سامنے جنوبی طرف حضرت آمنہ بنت وہب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کی قبر ہے (علامہ یاقوت حموی نے اپنی معجم میں لکھا ہے کہ حضرت آمنہ کی قبر مقام "ابواء" میں ہے ان کا انتقال مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کو واپس آتے راستہ میں ہوا تھا

اور وہیں دفن ہوئی تھیں۔ تاریخ کی اور بھی کئی کتابوں میں اسی طرح لکھا ہے معلوم نہیں کہ حقیقت حال کیا ہے ان کی قبر ابوآ میں ہے یا مکہ مکرمہ میں بہرحال یہاں بھی ان کی قبر بنی ہوئی ہے اور انہی کے نام سے مشہور ہے) اور ان کے ساتھ شریف محمد بن عون کی قبر ہے اور حضرت خدیجہ کے شمال میں حضرت ابو طالب کی قبر ہے اور ان کے پاس حضرت عبدالمطلب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دادا کی قبر ہے اور ان کے پاس ہی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی قبر ہے اور ان کے ساتھ خلیفہ ابو جعفر منصور کی قبر ہے۔ لیکن اس قبر کا نشان آجکل مٹ چکا ہے۔

# مساجد

مکہ مکرمہ میں چند ایک مسجدیں بھی ہیں جو تاریخی طور پر دیکھنے کے قابل ہیں ان میں سے ایک مسجد الجن ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وعظ فرما رہے تھے تو جنوں کی ایک جماعت نے آپ کا وعظ سُنا اور مسلمان ہو گئے جس کا ذکر قرآن مجید میں سورۃ الجن میں ہے یہ مسجد کافی وسیع ہے اور نہایت شاندار ہے اس کا ایک مینار ہے جیسا کہ بیت اللہ شریف کے مینار ہیں ویسا ہی یہ مینار بھی ہے (عرب میں جس جگہ بھی کوئی مینار دیکھا ہے اس کی وہی شکل ہے جو خانہ کعبہ کے میناروں کی شکل ہے) یہ مسجد شہر کے شمال میں ہے اس جگہ کو مقدس سمجھ کر اس جگہ مسجد بنا دی گئی ہے۔ اس کا رنگ سبز ہے۔

مسجد الرآیہ یہ وہ مقام ہے جس جگہ فتح مکہ کے دن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا جھنڈا نصب کیا تھا۔ بعد میں یہاں مسجد بنا دی گئی۔

مسجد اجابۃ۔ اس مقام پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالٰے سے ایک دعا کی تھی جو اللہ تعالٰے نے منظور فرماتی اس جگہ کو مقدس سمجھ کر یہاں مسجد بنا دی گئی۔

مسجد البیعۃ یہ وہ مقام ہے جہاں بیعت عقبہ ہوئی تھی۔ یہ شہر سے کچھ فاصلہ پر ہے۔ مدینہ منورہ کا ایک قافلہ آیا تھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ان کو وعظ فرمانے کے لئے تین میل کا پہاڑی سفر کر کے تشریف لے گئے ان لوگوں کو خدا تعالیٰ نے اسلام نصیب فرمایا بعد میں اس جگہ مسجد بنا دی گئی۔

مسجد ابوبکر یہ وہ مقام ہے جہاں حضرت صدیق اکبر کا مکان تھا آجکل وہاں مسجد ہے اور انہی کے نام سے مشہور ہے۔

مسجد عمر یہ جگہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مکان کی جگہ ہے۔ آج کل وہاں مسجد بنا دی گئی ہے اور مسجد عمر کے نام سے مشہور ہے۔

مسجد بلال یہ مسجد کافی بڑی ہے اس پر زرد رنگ کا روغن ہے اور اچھی حالت میں ہے یہ وہ جگہ ہے جہاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صفا پہاڑی پر چڑھ کر قریش کو بلایا تھا اور کہا تھا کہ میں اگر تم کو یہ کہوں کہ اس پہاڑی کے پیچھے ایک فوج بیٹھی ہے جو تم پر حملہ کرنا چاہتی ہے تو تم مجھے سچا سمجھو گے یا نہیں؟ تو سب نے کہا تھا کہ ہم تجھ کو سچا سمجھیں گے کیونکہ تو صادق اور امین ہے تو آپ نے فرمایا تھا کہ اگر یہی کیفیت ہے تو میں تم کو خبر دیتا ہوں کہ قیامت آنے والی ہے اس کے عذاب سے بچ جاؤ تو سب قریش مخالف ہو گئے تھے۔ صرف ایک حضرت علی اس دن ایمان لائے تھے۔ اس جگہ سے خانہ کعبہ بالکل قریب ہے، ذرا اس کی چھت اچھی طرح نظر آتی ہے قریباً چار سو فٹ کی بلندی ہے بعد میں وہاں مسجد بنا دی گئی کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت بلال نے حج کے موقعہ پر اس پہاڑی پر چڑھ کر اذان بھی دی تھی لہذا اس مسجد کو انہی کے نام سے موسوم کر دیا۔ اس مسجد میں بہت تھوڑے آدمی نماز پڑھتے ہیں کیونکہ خانہ کعبہ قریب ہے جو اس طرف آئیگا وہ خانہ کعبہ میں نماز کیوں نہ پڑھے گا؟ اور پھر

بلندی پر چڑھنے کی زحمت بھی کون گوارا کرے۔

مسجد انشقاق القمر۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں کفار نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے چاند کے دو ٹکڑے ہونے کا معجزہ طلب کیا تھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالے سے دعا کی اور چاند کی طرف اشارہ کیا تو وہ دو ٹکڑے ہو گیا آجکل اس جگہ مسجد بنی ہوئی ہے۔

مکہ مکرمہ میں چند ایک لنگر خانے بھی ہیں جن میں غریبوں کو کھانا کھلایا جاتا ہے۔ ان میں سے تین لنگر خانے زیادہ مشہور ہیں۔ زیادہ رونق مصر کے لنگر خانہ میں ہوتی ہے۔ اس لئے کہ یہ لنگر خانہ کعبہ کے بالکل قریب ہے عام حالات میں اس میں پانچ سو آدمی کا کھانا ہر روز دو وقت تیار ہوتا ہے اور حج کے دنوں میں دو ہزار آدمی کا کھانا تیار ہوتا ہے یہ لنگر خانہ باب اجیاد کے سامنے ہے۔ اس کا خرچ حکومت مصر ادا کرتی ہے۔

اس کے بعد بنی برکات کے دار الحکومت میں ایک لنگر خانہ ہے اس میں بھی کافی رونق ہوتی ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی چھوٹے چھوٹے لنگر خانے ہیں۔

مکہ مکرمہ میں دو قلعے ہیں ایک قلعہ تو شریف سرور نے ۱۱۹۶؁ھ میں بنوایا تھا یہ محلہ جیاد کی جنوبی سمت میں ہے اور ایک پہاڑی پر واقع ہے۔ مکہ مکرمہ کے سب سے بڑے ہسپتال کے جو محلہ جیاد میں ہے کے بالکل قریب ہے اور دوسرے کا نام قلعۃ الہندی ہے یہ مکہ مکرمہ کے شمال میں ہے اسے شریف غالب نے ۱۲۲۱؁ھ میں بنوایا تھا۔

مکہ مکرمہ میں چند ایک غسل خانے ہیں۔ جن میں بہت سے لوگوں کے غسل کا انتظام کیا جاتا ہے اور یہ انتظام مفت ہوتا ہے ان میں سے بڑے غسل خانے دو ہیں ایک غسل خانہ محلہ عمرہ میں ہے اسے محمد پاشا وزیر سلطان سلیمان نے ۹۸۰؁ھ میں بنوایا تھا اور دوسرا قشاشیہ میں ہے اسکا نام حمام نبی مشہور ہے کیونکہ یہ آپ کے مکان کے قریب ہے۔

مکہ مکرمہ میں چند ایک چھاپہ خانہ ہیں ایک مطبع تو اسی محلہ قشاشیہ میں ہے اس کا نام مطبع ولایت ہے ایک مطبع دار الحکومت کے سامنے ہے اس کا نام مطبعۃ الحکومت ہے۔ ایک مطبع محلہ جیاد میں ہے اس کا نام مطبعۃ الحرم ہے ایک مطبع محلہ شبیکہ میں ہے یہ مطبع نیم سرکاری ہے۔

حرم شریف میں دو لائبریریاں ہیں ان میں سے ایک تو باب ام ہانی کے قریب ہے اسے کتب خانہ شروانی کہتے ہیں اسے محمد رشدی پاشا نے بنایا تھا۔ آجکل اس لائبریری کی حالت بہت ردی ہے اور دوسرا کتب خانہ باب دریبہ میں ہے اسے کتب خانہ سلیمانیہ کہتے ہیں اسے سلطان عبد المجید نے بنایا تھا۔ یہ کتب خانہ بہت بڑا ہے اس میں بیشمار نادر کتابیں رکھی گئی ہیں اور قریباً ہر زبان اور ہر موضوع کی کتابیں اس میں موجود ہیں لیکن اکثریت عربی کتابوں کی ہے۔

مکہ مکرمہ کے بہت سے بازار ہیں ان میں سے ایک تو "سوق الشامیہ" ہے یہ حرم کے شمال سے گذرتا ہے یہ تمام کا تمام اوپر سے چھتا ہوا ہے۔ اس میں تسبیح۔ یاقوت عقیق۔ فیروزہ۔ جواہرات اور ہیروں کی تجارت ہوتی ہے۔ ایک "سوق صغیر" ہے اس میں کھانے پینے کی چیزیں فروخت ہوتی ہیں مثلاً آٹا۔ گوشت۔ سبزیاں اور پھل وغیرہ اس کے علاوہ اس میں کافی تعداد میں ہوٹل ہیں۔ جن سے چائے۔ قہوہ۔ اور کھانا وغیرہ مل سکتا ہے۔ ایک بازار حسینیہ ہے جو حرم کے جنوب میں ہے اس میں اکثر دوکانیں مچھلی فروشوں کی ہیں اور سب سے بڑا بازار "سوق الليل" ہے۔ اس میں ہر قسم کی چیزیں فروخت ہوتی ہیں اور مکہ مکرمہ کا سب سے بڑا تجارتی مرکز بھی بازار ہے۔ اس کے علاوہ دکہ توشہ کا بازار دکہ غلاموں کی خرید و فروخت کی منڈی تھی جو آج کل ختم

ہو چکی ہے۔ کیونکہ یہ خرید و فروخت آجکل ختم ہو چکی ہے۔

مکہ مکرمہ کی آب و ہوا گرم خشک ہے یہاں بارش بہت کم ہوتی ہے۔ لیکن طائف کے پہاڑوں پر جو بارش ہوتی ہے اس کی وجہ سے یہاں سیلاب کافی آتے رہتے ہیں حضرت عمر نے ان سیلابوں کی روک کے لئے ایک بند بنوایا تھا جس کی وجہ سے پانی مشرق کی طرف جنوب کو چلا جاتا تھا وہاں ایک بہت بڑا حوض تعمیر کیا گیا تھا جس میں پانی جمع کر لیا جاتا تھا اور اس سے کھیتی باڑی کی جاتی تھی اس حوض کے نشان ابھی تک موجود ہیں اسے "برکتہ ماجن" کہتے ہیں۔

مکہ مکرمہ میں ہوائیں بہت چلتی ہیں اور ہر طرف سے چلتی ہیں اسکی وجہ یہ ہے کہ مکہ کے اردگرد پہاڑوں کا سلسلہ ہے جن میں ہوا گھر جاتی ہے چنانچہ مکی لوگ ازراہ مذاق کہا کرتے ہیں کہ خدا تعالے نے دنیا میں ستر قسم کی ہوائیں پیدا کی ہیں جن میں سے انہتر مکہ مکرمہ میں ہیں اور ایک ہوا ساری دنیا میں چلتی ہے۔ جنوبی اور مشرقی ہوائیں گرم چلتی ہیں اور مغربی ہوا سمندر کی وجہ سے ٹھنڈی چلتی ہے اور شمالی ہوا معتدل ہوتی ہے۔

مکہ مکرمہ میں آجکل ہسپتال بہت زیادہ بنائے گئے ہیں۔ دنیا کے ہر مسلمان ملک کا ایک ہسپتال مکہ مکرمہ میں موجود ہے اس کے علاوہ عرب حکومت نے بہت سے ہسپتال بنوا دیئے ہیں۔ پاکستان کا ہسپتال محلہ حارۃ الباب میں ہے اس کے سامنے ادارہ اسعاف کا صدر دفتر ہے۔ یہ ادارہ خدمت خلق کے لئے وقف ہے یہ ہر طرح کی امداد کرتے ہیں اور ہر شخص کی خدمت کرتے ہیں اسکی شاخیں جا بجا شہر میں قائم ہیں۔ مکہ کا سب سے بڑا ہسپتال محلہ جیاد میں ہے۔ اس میں ہر طرح کا علاج کیا جاتا ہے۔ بہتر سے بہتر اوزار ہر قسم کے اس میں موجود ہیں ڈاکٹر اور نرسیں

بڑی محنت سے کام کرتے ہیں۔ ایک ہسپتال محلہ جودل میں ہے۔ یہ ہسپتال صرف ولادت کا ہے۔ مقام منیٰ میں ایک بہت بڑا ہسپتال ہے جس میں سن سٹروک کا علاج کیا جاتا ہے اس کے علاوہ مزدلفہ اور منیٰ میں کافی ڈسپنسریاں موجود ہیں حج کے دنوں میں تمام ڈاکٹر حجاج کرام کے ساتھ عرفات اور منیٰ میں چلے جاتے ہیں۔ اسی طرح بیرونی ممالک کے ہسپتال بھی باہر چلے جاتے ہیں افغانستان کا ہسپتال تنعیم کے راستہ میں ہے اس کی عمارت تمام ہسپتالوں سے زیادہ خوبصورت ہے۔

عربی حکومت کے ہسپتالوں میں مریضوں میں کوئی تمیز نہیں رکھی جاتی کوئی عربی ہو یا کسی اور ملک کا سب کا علاج بڑے غور سے کیا جاتا ہے۔ بیرونی ممالک کے ہسپتالوں میں اتنا فرق ہے کہ اپنے ملک کے مریضوں کا ہر قسم کا علاج مفت کرتے ہیں اور دوسرے ملک کے مریض کا علاج معمولی ہو تو مفت کیا جاتا ہے اور اگر قیمتی ہو تو اسے دوائیں لانے کے لئے کہا جاتا ہے وہ دوائیں لے آئے تو باقی اس کی خدمت وہ ضرور کریں گے۔

مکہ مکرمہ میں آجکل پانی کا بہت اچھا انتظام ہے۔ چند ایک کنوئیں بھی ہیں اس کے علاوہ عام پانی نہر زبیدہ کا ہے جس کی شاخیں عرفات۔ مزدلفہ اور منیٰ اور مکہ مکرمہ سب جگہ پھیلی ہوئی ہیں۔ اس پر کنوئیں بھی بنائے گئے ہیں اور اس کے علاوہ واٹر ورکس کے پمپ (نل) ہر جگہ لگے ہوئے ہیں جن میں چوبیس گھنٹے پانی کھلا رہتا ہے۔

لیجئے مکہ مکرمہ کی سیر ختم ہوئی۔ آپ کے اوقات کا مشغلہ ہو گیا اب حج کی تیاری کریں اور مفصل پروگرام سن لیں۔

# انبیاء علیہم السلام کے حج کی کیفیت

آج جو لوگ حج کرنے کے لئے جاتے ہیں۔ وہ اپنے ساتھ ہزار سامان لے کر جاتے ہیں، بڑی شان و شوکت سے جاتے ہیں لیکن انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے حج کی یہ کیفیت نہ ہوتی تھی۔ انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب حج کے لئے تشریف لائے تو آپ نے ایک پھٹا پرانا کجاوہ اونٹنی پر رکھا جس کی قیمت چار درہم بھی نہیں تھی۔ اور فرمایا کہ اے اللہ میں وہ حج کرنا چاہتا ہوں جس میں کچھ ریا اور دکھلاوا نہ ہو (ترمذی)

غور فرمایئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس وقت عرب کے بادشاہ تھے اپنے گھر سے روانہ ہوتے تھے۔ یہ نہیں کہ مکہ مکرمہ جا کر یہ فروتنی اور عاجزی اختیار فرمائی تھی۔ صحیح بخاری میں ہے کہ حج کے وقت آپ جس اونٹنی پر سوار ہو کر آتے تھے وہ پانی کی بار برداری کی اونٹنی تھی یعنی وہ اونٹنی جس پر آپ سوار ہوا کرتے تھے وہ اس سفر میں نہ لاتے تھے۔ بلکہ ایک دبلی پتلی اونٹنی لے کر آتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جا رہے تھے کہ آپ نے دفعتًا سوال فرمایا کہ یہ کونسی وادی ہے لوگوں نے کہا کہ یہ وادی ازرق ہے آپ نے فرمایا کہ میں اس جگہ موسیٰ علیہ السلام کے حج کرنے کی کیفیت کو مشاہدہ کر رہا ہوں (اللہ تعالٰی نے کشفی طور پر آپ کو وہ وقت اور وہ کیفیت دکھلا دی یہ معجزہ تھا) ان کے بال بہت بڑھ چکے ہیں اور آپ نے اپنی انگلیاں کانوں پر رکھی ہوتی ہیں اور آپ بلند آواز سے تلبیہ (لبیک) پکار رہے ہیں

پھر جب ہم ثنیہ پر پہنچے تو فرمایا کہ یہ کونسا ثنیہ ہے کسی نے عرض کیا کہ ہرشی آپ نے فرمایا کہ یہاں مجھے اللہ تعالےٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کے حج کی کیفیت دکھلائی ہے آپ ایک سرخ رنگ کی اونٹنی پر بیٹھے ہوتے ہیں۔ موٹی اون کا ایک کمبل آپ نے لپیٹ رکھا ہے آپ نے اونٹنی کی مہار ہاتھ میں پکڑ رکھی ہے اور لبیک پکارتے جاتے ہیں (ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجد خیف میں ستر نبیوں نے نماز پڑھی ہے ان میں سے ایک موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ آپ نے دو کمبل اوڑھ رکھے تھے۔ آپ کی اونٹنی کی مہار درخت کی چھال کی تھی۔ جو ٹوٹ چکی تھی (طبرانی) حضرت عبداللہ بن عباس کی ایک اور روایت میں ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب حجۃ الوداع میں تشریف لائے۔ تو جب وادی عسفان میں پہنچے تو فرمایا کہ اے ابوبکر یہ کونسی وادی ہے آپ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ وادی عسفان ہے آپ نے فرمایا کہ اس جگہ مجھے اللہ تعالےٰ نے حضرت ہود اور حضرت صالح علیہما السلام کے حج کی کیفیت دکھلائی ہے وہ اس جنگل سے گذر رہے ہیں اونٹنیوں پر سوار ہیں ان کی مہاریں درخت کی چھال کی ہیں انہوں نے اون کے تہ بند زیب تن کئے ہوتے ہیں ان کی چادریں کمبل کی ہیں یہ بیت اللہ شریف کا حج کرنے کو جا رہے تھے (احمد و بیہقی) مطلب یہ ہے کہ سواری اور لباس دونوں معمولی تھے۔ کسی طرح کا تکلف نہ تھا ان کی حالت سے خاکساری نمایاں ہوتی تھی۔

ابن عباس کی ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک دفعہ موسیٰ علیہ السلام ایک لال بیل پر بیٹھ کر کمبل اوڑھ کر حج کرنے کے لئے تشریف لائے تھے۔ (طبرانی) جناب کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عام لباس یہی گلیم ہوا کرتا تھا۔

ابو یعلی نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیت اللہ شریف کا حج کرنے کے لئے ستر نبی تشریف لاتے تھے انہی میں سے ایک موسیٰ علیہ السلام بھی ہیں یہ سب ننگے پاؤں بیت اللہ شریف تک آئے تھے۔ ان لوگوں نے چادریں اوڑھ رکھی تھیں، اور بیت اللہ شریف کا حج کرتے تھے۔ حضر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ایک روائت میں ہے کہ انبیاء علیہم السلام جب بیت اللہ شریف کے حج کو نکلتے تو خاکساری کی وضع قطع اختیار فرماتے (طبرانی)

سچ ہے اس عبادت کا یہی ادب ہے کہ حاجی کے روئیں روئیں سے ظاہر باطن سے عاجزی۔ فروتنی۔ تواضع۔ خضوع۔ خشوع ظاہر ہو۔ اس کے لفظ لفظ سے اللہ تعالےٰ کی بزرگی عیاں ہو کہ وہ رب الارباب ہے اور بندے سب کے سب ابن تراب ہیں۔ اسی لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے جب ایک شخص نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ حاجی کیسا ہوتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا پریشان بال۔ میلا کچیلا۔ پھر اس نے سوال کیا کہ بہترین حج کونسا ہے تو آپ نے فرمایا کہ جس میں قربانی زیادہ کی جائے اور لبیک بلند آواز سے پڑھا جائے (ابن ماجہ)

آپ بھی انبیاء علیہم السلام کی سنت کے مطابق پوری عاجزی اور مسکینی سے حج کریں اللہ آپ کے حج کو قبول فرمائے۔

# ہوشیار باش

حجاج کرام نہایت افسوس سے آپ کو اطلاع دی جاتی ہے کہ معلم حضرات ویسے تو آپ کی ہر طرح کی سہولت کا خیال رکھیں گے لیکن آپ کے حج کے متعلق جو آپ کا

اصلی مقصد ہے وہ بڑی کوتاہی کرتے ہیں۔ مطلقاً اس چیز کا خیال نہیں کیا جاتا کہ ان کا حج صحیح طریق سے ادا ہوتا ہے یا نہیں۔ لہذا آپ اپنے حج کے ارکان کا خود خیال رکھیں اور حج سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ادا کریں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام عمر کے بعد اس سعادت کا موقع دیا ہے۔ معلوم نہیں دوبارہ آپ کو یہ موقع مل سکے یا نہ اس لئے کوشش کریں کہ آپ کا حج درست طریقہ پر ہو۔ پہلے میں آپ کو حج کا پورا پروگرام سناتا ہوں۔ اس کے بعد ان امور کی طرف آپ کو توجہ دلاؤں گا جن میں معلم کوتاہی کرتے ہیں میں ان کو پہلے بیان کر دیتا لیکن احکام سننے سے پہلے ان چیزوں کا آپ کو صحیح طور پر پتہ نہ چل سکیگا اس لئے ان کو بعد میں..... بیان کروں گا۔ اب آپ حج کا پروگرام سن لیں۔

## حج کا پروگرام

حج کا پروگرام پورے ایک ہفتہ پر پھیلا ہوا ہے آپ ہر روز کا پروگرام علیحدہ علیحدہ سن لیں۔

**پہلے دن کا پروگرام** ساتویں ذی الحجہ کو یوم الزینت کہا جاتا ہے اس دن آدمی کو چاہیے اپنے کپڑے صاف کرے اور غسل کرے حج کی تیاری کرے

**دوسرے دن کا پروگرام** آٹھویں ذی الحج کو یوم الترویہ کہا جاتا ہے۔ اس دن کا پروگرام یہ ہے کہ صبح سویرے نماز پڑھ کر احرام باندھ لے اور اس احرام کے لئے خانہ کعبہ میں آنا لازمی نہیں بلکہ جہاں ٹھہرا ہوا ہو وہیں سے احرام باندھ لے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس دن اتفاق سے وادی محصب میں تھے آپ نے وہیں سے احرام باندھ لیا تھا اگر آپ نے افراد یا قران کی نیت کی تھی تو اب آپ کو نیا احرام

باندھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر احرام باندھ کر دو رکعت نماز نفل پڑھ لیں تو بہتر ہے ورنہ کوئی ضروری نہیں اور اس کے بعد یہ دعا کریں۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْهُ لِیْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّیْ۔ لَبَّیْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ اَللّٰهُمَّ اَحْرَمَ لَكَ شَعْرِیْ وَبَشَرِیْ وَجَسَدِیْ وَجَمِیْعُ جَوَارِحِیْ مِنَ الطِّیْبِ وَالنِّسَاءِ وَكُلِّ شَیْءٍ حَرَّمْتَهُ عَلَی الْمُحْرِمِ اَبْتَغِیْ بِذٰلِكَ وَجْهَكَ الْكَرِیْمَ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ (ارشاد الساری)

اے اللہ میں نے حج کا ارادہ کیا ہے تو اس کو مجھ پر آسان کر اور اس کو مجھ سے قبول فرما۔ میں حاضر ہوں۔ اے اللہ میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں بیشک تمام تعریف اور نعمت تیری ہے بادشاہی تیری ہے تیرا کوئی شریک نہیں اے اللہ میرے بالوں میرے چہرہ میرے جسم اور میرے تمام اعضا نے تیرے لئے احرام باندھ لیا ہے یا اللہ میں عورت اور خوشبو اور ہر اس چیز کو جس کو تو نے محرم پر حرام کیا ہے اپنے اوپر حرام کرتا ہوں۔ اور میں تیری رضامندی چاہتا ہوں اے سارے جہان کے پالنے والے۔

اس کے بعد اگر آپ پیدل جانا چاہیں تو بہتر یہ ہے کہ آپ سورج نکلنے کے بعد روانہ ہو جائیں اور اگر آپ سواری پر جانا چاہیں تو معلم آپ کے پاس لاری لا کر کھڑی کر دے گا۔ آپ اس پر سوار ہو جائیں۔ مکہ مکرمہ کی شمالی طرف آخر میں ایک بہت بڑا عظیم الشان مکان آپ دیکھیں گے یہ بادشاہ کا مکان ہے۔ اور آپ کی بائیں جانب تھوڑی دیر کے بعد "جبل نور" آجائے گا اسی کی چوٹی پہ غار حرا ہے جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بعثت سے پہلے عبادت کیا کرتے تھے اور اسی میں پہلی وحی نازل ہوئی تھی۔

جبل نور سے پہلے وادی محصب آتی ہے اسکو بھی دیکھ لیں یہ ایک تاریخی مقام ہے آجکل اس جگہ چاروں طرف دیوار بنی ہوئی ہے سڑک کے ساتھ بائیں طرف آتی ہے

باہر ایک کنواں ہے اور مویشیوں کے پانی پلانے کی جگہ بنی ہوئی ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں بیٹھ کر کفار مکہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام اور بنی ہاشم سے بائیکاٹ کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجتہ الوداع میں واپسی پر اس جگہ رات گذاری تھی اور صرف یہ دکھانا تھا کہ دیکھو اللہ تعالےٰ کی قدرت وہی مقام جس میں کفار مکہ نے مقاطعہ کا معاہدہ کیا تھا وہ آج ہمارے قبضہ میں ہے۔ اس کے بعد منیٰ میں جب آپ پہنچ جائیں تو مسجد خیف کے پاس جاکر ڈیرہ لگالیں اور ظہر، عصر، مغرب، عشاء، اور صبح کی نمازیں اس مسجد میں گذاریں۔ آج کے دن آپ کو سوائے مسجد خیف میں پانچ نمازیں پڑھنے کے اور کوئی کام نہیں ہے بہتر یہ ہے کہ آپ فارغ اوقات میں دو چار چیزیں دیکھ لیں۔

لیکن یہ ضرور خیال رکھیں کہ نمازیں باجماعت ادا ہوتی رہیں۔ آجکل بعض حجاج کرام مسجد میں ہی جاکر ڈیرا لگا لیتے ہیں یہ منع ہے کیونکہ اس سے نمازیوں کو تکلیف ہوتی ہے مسجد خیف بازار سے جنوب کی طرف منیٰ کے مشرق میں ہے۔ کیونکہ مکہ مکرمہ سے عرفات مشرق کو ہے۔ اور یہ سارا راستہ مشرق مغرب ہی کو آتا جاتا ہے۔ مسجد کا دروازہ شمال کی طرف ہے چاروں طرف کافی اونچی دیوار ہے۔ مسجد کا رنگ نیلا ہے۔ قبلہ کی طرف یعنی مغربی جانب مسجد بنی ہوئی ہے جس پر قبہ دار چھت ہے مسجد کی عمارت کافی وسیع ہے۔ صحن مسجد میں ایک مینار ہے اور ایک گنبد۔ اس گنبد کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس جگہ حضرت آدم علیہ السلام بیٹھ کر عبادت کیا کرتے تھے۔ بعد میں اس جگہ گنبد بنا دیا گیا اور اسے گنبد آدم کہتے ہیں اور مینار اس جگہ پر بنایا گیا ہے جس جگہ منیٰ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہاں مسجد نہیں تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں یہ مسجد تعمیر کی گئی تھی۔

مسجد خیف سے جنوب کی طرف جو پہاڑ ہے اس میں ایک غار ہے جسے غار مرسلات کہتے ہیں۔ سورۃ المرسلات اسی غار میں نازل ہوئی تھی۔

مسجد خیف سے شمالی جانب جو پہاڑ ہے اس میں ایک غار ہے جسے غار ابراہیم کہتے ہیں۔ اس غار میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جبکہ وہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کو لے کر مکہ مکرمہ کی طرف آئے تھے رات کو بسیرا کیا تھا اور غار سے باہر نکل کر کچھ فاصلہ پر نماز پڑھی تھی اس جگہ آج کل ایک مسجد بنی ہوتی ہے جسے مسجد ابراہیم کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ یہ وہ مقام ہے جہاں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے ...... کے لئے لٹایا گیا تھا۔ غار کا طول بیس فٹ اور عرض دس فٹ کے قریب ہے۔ مسجد کے قریب ایک بڑے پتھر میں ایک بہت بڑا شگاف ہے جس کے متعلق لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے غصہ میں آکر جو چھری کو پھینکا تو وہ پتھر کو چیر گئی لیکن اس کا کوئی اصل نہیں ہے۔

# تیسرے دن کا پروگرام!

آج نو ذی الحج کا دن ہے اسے یوم عرفہ کہا جاتا ہے۔ یہی وہ دن ہے جسکی انتظار میں حجاج کرام کا مجمع اکٹھا ہوا ہے۔ یہی حج کا دن ہے آج ذرا ہوشیار ہو جائیں۔ صبح کی نماز کے بعد توبہ اور استغفار کریں اور جب کوہ ثبیر پر سورج چمکنے لگے تو عرفات کو روانہ ہونے کی تیاری کریں۔ سورج نکلنے سے پہلے یہاں سے روانہ نہیں ہونا چاہئے جب آپ منیٰ سے مشرق کو باہر نکلیں گے تو آپ دیکھیں گے کہ یہاں وادی تنگ ہو گئی ہے (آجکل مکہ مکرمہ سے لے کر عرفات تک پختہ سڑکیں بنی ہوتی ہیں اور چار سڑکیں ہیں تاکہ آنے جانے میں سہولت رہے دو سڑکیں تو پختہ ہیں یہ لاریوں کی آمد و رفت

کے لئے ہیں اور دو کچی سڑکیں ہیں یہ پیدل چلنے والوں کے لئے ہیں جس جگہ جا کر وادی پوری تنگ ہو جاتی ہے یہی وہ مقام ہے جہاں ہاتھی والوں (ابرہہ) کا لشکر تباہ ہوا تھا جس کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے اسے وادی محسّر کہتے ہیں اس جگہ سے تیز چل کر گذرنے کا حکم ہے (یہ بھی خیال رکھیں کہ منیٰ سے عرفات کو دو راستے جاتے ہیں ایک ضب کا راستہ اور دوسرا مازمین کا راستہ سنت یہ ہے کہ آدمی ضب کے راستہ سے جائے اور مازمین کے راستہ سے واپس آئے) وادی محسر سے نکل کر پھر وسیع ہوتی جاتی ہے اور قریباً دو میل کے فاصلہ پر پوری وسیع ہو جاتی ہے یہی وہ مقام ہے جسے مزدلفہ کہا جاتا ہے جہاں عرفات سے واپسی پر رات گذارنا ہے۔ لیکن جاتی دفعہ مشعر الحرام دائیں ہاتھ کچھ فاصلہ پر رہ جاتا ہے اور حجاج کرام سیدھے نکل جاتے ہیں اور سنت بھی یہی ہے مشعر الحرام میں جبل قزح پر ایک بہت بڑی مسجد بنی ہوئی ہے جس کے درمیان ایک بہت بڑا مینار ہے اور قبلہ کی دیوار کھڑی ہے باقی تینوں دیواریں گر چکی ہیں آج کل قریباً دو دو فٹ باقی رہ گئی ہیں اور کافی مضبوط ہیں اس مسجد کو سلطان قائتبائی مصری نے بنوایا تھا اس جگہ کھڑے ہو کر دعائیں کی جاتی ہیں۔ اس کے بعد آگے جا کر وادی پھر تنگ ہوتی جاتی ہے جس جگہ جا کر پوری تنگ ہو جاتی ہے اس کو وادئ عرنہ کہتے ہیں وادئ عرنہ کے اختتام پر مسجد نمرہ ہے۔

منیٰ سے مزدلفہ قریباً چار میل سفر ہے اور مزدلفہ سے عرفات ساڑھے چار میل مسجد کے پاس جا کر وادی پھر شمالاً جنوباً بڑی وسیع ہو جاتی ہے۔ مسجد نمرہ بہت بڑی مسجد ہے اسکو بھی سلطان قائتبائی مصری نے تعمیر کیا تھا۔ اس کی پوری دیواریں موجود ہیں یہ مسجد حرم شریف کی حد پر بنی ہوئی ہے اس کا مغربی نصف حصہ جو کہ مکہ مکرمہ کی طرف ہے

وہ حرم میں شمار کیا جاتا ہے اور نصف حصہ مشرقی حرم سے باہر ہے اس کے صحن میں نہر زبیدہ کی شاخ کو کھول دیا گیا ہے تاکہ وضو اور پینے کے لئے پانی سہولت سے مل سکے۔ اس مسجد سے شمال کی طرف تھوڑی دور پتھروں کے دو ستون فضا میں بنے ہوئے ہیں جو قریبًا بارہ فٹ اونچے ہیں اور ان کا درمیانی فاصلہ دس فٹ کے قریب ہے یہیں سے عرفات کی حد شروع ہوتی ہے اور عرفات کی مغربی جانب میں یہ ستون علامت حد کے لئے نصب کئے گئے ہیں۔ اس جگہ آپ دیکھیں گے کہ ایک پہاڑ وادی کے ارد گرد نصف دائرہ کی شکل میں پھیلا ہوا ہے یہی پہاڑ جبل عرفات ہے۔ اس پہاڑ کی جنوبی طرف سے طائف کو راستہ جاتا ہے اور اس پہاڑ کی شمالی جانب میں مغرب کی طرف ایک چھوٹا پہاڑی سلسلہ جاتا ہے یہ آخری پہاڑی جبل رحمت ہے جبل رحمت کی جنوبی جانب شمال کی جانب سے عرفات کی حد ہے۔ اس کے قریب ایک بہت بڑا پتھر ہے۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا تھا۔ اور آجتک خطبہ اسی جگہ پڑھا جاتا ہے۔ جبل رحمت کی چوٹی پر ایک مینار بنا ہوا ہے جس پر رات کو روشنی کردی جاتی ہے تاکہ لوگ راستہ دیکھ سکیں (بعض جہلاء کا خیال ہے کہ اس مینار کی جگہ میں اللہ تعالےٰ نے حضرت آدم کی توبہ قبول کی تھی اسی لئے اس کو جبل رحمت کہتے ہیں اس کا کوئی اصل نہیں ہے) مینار کے قریب کچھ پتھر جڑے ہوتے ہیں اور ایک محراب بنا ہوا ہے کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ نماز پڑھی تھی۔ لیکن اس کا بھی کوئی ثبوت نہیں کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہاں صرف دو نمازیں پڑھی ہیں اور وہ مسجد نمرہ کے مقام پر پڑھی ہیں۔

آپ ان چیزوں کو دیکھتے ہوتے بھی کسی وقت یہ نہ بھولیں کہ آپ احرام کی حالت

میں ہی تلبیہ ذکر دعا وغیرہ کو برابر جاری رکھیں راستے میں بھی لبیک پڑھتے جائیں جب آپ وادی عرنہ میں پہنچ جائیں تو عرفات کی حد سے باہر ڈیرا لگالیں کیونکہ سنت یہی ہے اگر کچھ سایہ کا انتظام ہو سکے تو انتظام کرلیں ورنہ ویسے گذارا کریں۔ اگر کچھ وقت ہو تو کچھ آرام کرلیں کیونکہ آج آپ کو کافی کام کرنا ہے جب سورج ڈھلے تو اٹھ کر غسل کریں اور مسجد نمرہ میں آجائیں اس کو مسجد ابراہیم اور مسجد عرفہ بھی کہا جاتا ہے۔ یہاں پہلے خطبہ سنیں (آجکل بعض دفعہ خطبہ بھی یہیں دے دیا جاتا ہے اور بعض دفعہ جبل رحمت کے پاس خطبہ ہوتا ہے بہر حال جہاں بھی ہو پہلے خطبہ سنیں اس کے بعد اذان ہو گی اور ظہر اور عصر کی دونوں نمازیں سورج ڈھلتے ہی پڑھ لی جائیں گی۔ کیونکہ خطبہ بڑا مختصر ہوتا ہے جو زیادہ سے زیادہ دس منٹ میں ختم ہو جاتا ہے۔

یہاں بالاتفاق نمازیں اکٹھی پڑھی جاتی ہیں اور بالاتفاق دوگانہ پڑھا جاتا ہے۔ بھر خواہ کوئی آفاقی ہو یا مقیمی سب دوگانہ پڑھیں کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکی لوگوں نے بھی دوگانہ ہی پڑھا تھا آنحضرت صلے علیہ وسلم نے کسی کو پوری نماز پڑھنے کا حکم نہ دیا تھا۔ یہاں پہلے اذان ہو گی اور اسی وقت تکبیر کہہ کر جماعت کھڑی ہو جائیگی دو رکعت ظہر کے بعد اسی وقت دو رکعت عصر کی پڑھی جائینگی اور سنت نفل کچھ نہ ہونگے نمازوں سے فارغ ہونے کے بعد آپ عرفات کی حد میں داخل ہو جائیں۔ عرفات میں آپ جس جگہ بھی کھڑے ہو جائیں گے وہ درست ہے۔ لیکن جبل رحمت کے پاس جو پتھر بچھے ہوتے ہیں اس جگہ کھڑا ہونا بہتر ہے کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اسی جگہ کھڑے ہوتے تھے بعض لوگ جبل رحمت پر کھڑے ہونے کو بہتر خیال کرتے ہیں حالانکہ یہ غلط ہے۔ بلکہ جبل رحمت کا کچھ حصہ عرفات کی حد سے باہر ہے اس طرح حج کے ضائع ہو جانے کا

خطرہ ہے اس لئے احتیاط اسی میں ہے کہ جبل رحمت پر کھڑے نہ ہوں اگر آپ جبل رحمت کے پاس جائیں تو اس کو دیکھ کر یہ دعا پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَتُبْ عَلَیَّ وَاَعْطِنِیْ سُؤْلِیْ ۔ اے اللہ مجھے بخش دے اور میری توبہ قبول فرما اور میری وَوَجِّہْ لِیَ الْخَیْرَ اَیْنَمَا تَوَجَّھْتُ سُبْحَانَ اللّٰہِ حاجتیں پوری کرا دیں جس طرف بھی منہ کروں خیر اور بھلائی کو وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اسی طرف پھیر دے اللہ پاک ہے۔ سب تعریفیں اللہ تعالےٰ کی ہیں اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ بہت بڑا ہے۔

امام مالک کہتے ہیں کہ خاص اسی دعا کو پڑھنا ضروری نہیں بلکہ جو دعا چاہے پڑھ لے۔

پھر جب آپ عرفات میں داخل ہو جائیں تو یہ سمجھ لیں کہ اب شام تک چار یا پانچ گھنٹے حج کا لبّ لباب ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ الحج الوقوف بعرفۃ کہ حج عرفات میں کھڑے ہونے کا نام ہے۔ یعنی شام تک جو وقت ہے وہی حج ہے اسلئے اس وقت کو ضائع نہ کریں اور اس سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔ عرفات کا خاص وظیفہ دعا اور استغفار ہے۔ لیکن اتنی مدت تک دعا اور استغفار میں عام لوگوں کی طبیعت نہیں لگتی۔ جب آپ کسی ایک خاص وظیفہ سے اکتا جائیں تو کوئی دوسرا شغل اختیار کرلیں۔ غرض کہ اس سارے وقت میں دعا۔ استغفار۔ توبہ۔ تسبیح۔ تکبیر۔ تہلیل۔ تحمید پڑھتے رہیں اس سے طبیعت اکتا جائے تو قرآن مجید کی تلاوت شروع کردیں اور اس سے سیر ہو جائیں تو درود شریف شروع کردیں۔ اور اس سارے وقفہ میں کبھی کبھی بلند آواز سے لبیک اللہم لبیک بھی پڑھتے جائیں۔

عرفات میں اصل یہ ہے کہ آدمی یہ پانچ چھ گھنٹے کھڑے ہو کر ان کو دعاؤں میں گزارے اگر زیادہ تھک جائے تو تھوڑی دیر بیٹھ کر آرام کرلے پھر اٹھ کر کھڑا ہو جائے

ضعیف اور بیمار آدمیوں کو بیٹھنے کی اجازت ہے۔ عورتوں پر کھڑا ہونا ضروری نہیں۔ بلکہ مستحب بھی نہیں۔ بہرحال سو جانے سے جاگنا بہتر ہے اور لیٹنے سے بیٹھنا بہتر ہے اور بیٹھنے سے کھڑا ہونا بہتر ہے۔ بلکہ ضروری ہے۔

عرفات میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کافی دعائیں منقول ہیں سنت یہی ہے کہ آدمی انہیں دعاؤں کو بار بار پڑھتا رہے اور اگر طبیعت سیر ہو جائے تو کوئی اور دعا شروع کر دے۔ لیکن جو دعا بھی پڑھے نہایت خلوص اور رقت سے پڑھے کہ اللہ تعالےٰ کی جناب میں شرف قبولیت حاصل کر لے۔ اگر عربی دعاؤں کی سمجھ نہ آئے تو ضروری نہیں کہ عربی ہی میں پڑھے۔ اپنی زبان میں دعائیں مانگے۔ رو رو کر مانگے گڑگڑا کر مانگے اور پورے عزم اور ہمت سے مانگے کہ اللہ تعالےٰ ان کو ضرور قبول فرما دیگا۔ کیونکہ عرفات وہ مقام ہے جہاں اللہ تعالےٰ کی رحمت برستی ہے۔ اللہ تعالےٰ حجاج کرام کے لئے اپنی بے کیف مخصوص حالت سے آسمان دنیا پر نزول اجلال فرماتے ہیں۔ اور غبار آلودہ پریشان بال آدمیوں کو دیکھ کر اللہ تعالےٰ فرشتوں سے فخریہ طور پر ان کا ذکر فرماتے ہیں کہ دیکھو یہ اس آدم کے بیٹے ہیں جس کے متعلق تمہارا خیال تھا کہ وہ دنیا میں فساد کرے گا خونریزی کرے گا۔

پھر اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ یہاں کیوں آئے ہیں؟ تو فرشتے کہتے ہیں کہ یا الٰہی تیری بخشش کے لئے حاضر ہوئے ہیں تو خداوند تعالےٰ فرماتے ہیں کہ تم گواہ رہو کہ میں نے ان سب کو معاف کر دیا۔ اگرچہ ان کے گناہ ریت کے ذروں اور بارش کے قطروں ہی کے برابر کیوں نہ ہوں حدیث شریف میں آیا ہے کہ عرفہ کے دن جتنے آدمی دوزخ سے آزاد کئے جاتے ہیں اتنے کسی دن میں نہیں کئے جاتے۔ دوسری حدیث میں ہے،

کہ شیطان یا تو بدر کے دن گھبرایا تھا یا پھر عرفہ کے دن پریشان ہوتا ہے وہ دیکھتا ہے کہ بڑے بڑے گناہ خاک میں ملاتے جا رہے ہیں اللہ کی رحمت اتر رہی ہے۔

دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے بندو تم چلے جاؤ میں نے تم سب کو معاف کر دیا۔ اور جن کی تم شفاعت کرو گے میں ان کو بھی بخش دوں گا۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ اس وقت شیطان اپنے سر پر خاک ڈالتا ہے اور واویلا کرتا ہے۔ سارے شیطان اس کے پاس جمع ہو جاتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ خیر تو ہے وہ ملعون کہتا ہے کہ خیر کیسی میں نے جس قوم کو ساٹھ ستر برس میں گمراہ کیا تھا اور اتنی دیر اپنی محنت اور کوشش کرتا رہا وہ قوم ایک آنکھ جھپکنے میں بخش دی گئی آہ ے

بر در گہ دوست ہر گناہے بخشند	صد سالہ گناہ بمد آہے بخشند
عفو گنہم بنا توانی کردند	زینجاست کہ کوہ را بکاہے بخشند

ایسی جگہ اور ایسے وقت میں کہ دنیا کا سب سے بڑا مجمع لگا ہے اس موقف عظیم مجمع کریم۔ اور محفل رحمٰن رحیم میں بھی اگر کسی سے خلوص دل سے دعا نہ ہو سکے تو سمجھو کہ وہ بڑا ہی بدنصیب شخص ہے آخر اس کے لئے وہ کونسا وقت آئے گا جس میں یہ بدنصیب دعائیں کرے گا اپنی حاجتیں مانگے گا اور بخشش چاہیگا اور امید اجابت رکھے گا۔ وہاں یہ خیال ہونا چاہئے کہ اللہ کی رحمت نے دستگیری فرمائی ہے جو یہاں لے آیا ہے اور اس جگہ بخشنے ہی کیلئے لایا ہے۔ میں خود بھی کچھ کوشش کروں کہ درجے میری کوشش ہی سے بلند ہوں گے۔ یہ بھی خیال رکھیں کہ عرفات کے دن سب سے بدترین جرم یہ ہے کہ اس دن بھی آدمی اللہ کی رحمت سے مایوس رہے۔ آپ دعائیں کریں اور اس یقین سے کریں کہ میری تمام دعائیں قبول کی جا رہی ہیں۔ اگر دنیا میں شرف قبولیت حاصل کر گئیں تو فبہا ورنہ آخرت

کے خزانہ میں جمع ہو جائیں گی جو اس سے بھی بہتر ہے۔ پھر یہ بھی خیال رکھیں کہ اللہ ہی بہتر جانے شاید اس مجمع میں ہزاروں اولیاء اللہ ہوں سینکڑوں قطب اور ابدال ہوں اللہ تعالےٰ کی رحمت جب ان پر برسنے لگے گی تو لامحالہ ہم پر بھی برس جائے گی۔

هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ۔ یہ ایسی قوم ہے کہ انکے پاس بیٹھنے والا کبھی بدنصیب نہیں رہ سکتا۔

اس کے بعد اب آپ مسنون دعائیں سنیں۔ اپنے لئے اور اپنے ماں باپ اور خویش و اقارب اور دوست احباب کے لئے دل کھول کر دعائیں کریں کہ وہ ضرور قبول ہوں گی اور اس کے ساتھ ہی اللہ کے اس گنہ گار بندے راقم الحروف کے لئے بھی دعا مغفرت فرماویں اور ایسے قیمتی وقت میں اس امیدوار دعا کو بھول نہ جاویں ع

وقت پر بھول نہ جانا یہ ذرا یاد رہے۔

# مسنون دعائیں

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں اور مجھ سے پہلے نبیوں نے جتنے بھی کلمات کہے ہیں ان میں سے سب سے بہتر یہ کلمہ ہے۔

| | |
|---|---|
| لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ | اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی |
| لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ | شریک نہیں اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کی تعریف |
| شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ | ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ |

اس کلمہ کو بار بار کہیے اور دوسری دعاؤں کے دوران میں بھی گاہے بگاہے اسکو پڑھتا جاتے۔ عرفات کی ایک دعا یہ ہے۔

| | |
|---|---|
| اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَالَّذِيْ تَقُوْلُ وَ | اے اللہ سب تعریف تیری ہے جیسا کہ تو نے فرمایا ہے |

وَخَيْرًا مِمَّا نَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ لَكَ صَلٰوتِيْ
وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ
اِلَيْكَ مَآبِيْ وَلَكَ رَبِّ تُرَاثِيْ اَللّٰهُمَّ
اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ
وَوَسْوَسَةِ الصَّدْرِ وَشَتَاتِ الْاَمْرِ
اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ وَتَرٰى مَكَانِيْ وَ
تَسْمَعُ كَلَامِيْ وَتَعْلَمُ سِرِّيْ وَعَلَانِيَتِيْ
وَلَا يَخْفٰى عَلَيْكَ شَيْءٌ مِنْ اَمْرِيْ وَاَنَا
الْبَائِسُ الْفَقِيْرُ الْمُسْتَغِيْثُ الْمُسْتَجِيْرُ
الْوَجِلُ الْمُشْفِقُ الْمُقِرُّ الْمُعْتَرِفُ
بِذَنْبِيْ اَسْئَلُكَ مَسْئَلَةَ الْمِسْكِيْنِ
وَاَبْتَهِلُ اِلَيْكَ اِبْتِهَالَ الْمُذْنِبِ الذَّلِيْلِ
وَاَدْعُوْكَ دُعَاءَ الْخَائِفِ الضَّرِيْرِ مَنْ
خَضَعَتْ لَكَ رَقَبَتُهٗ وَفَاضَتْ لَكَ
عَيْنَاهُ وَنَحَلَ جَسَدُهٗ وَرَغِمَ
لَكَ اَنْفُهٗ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِيْ بِدُعَائِكَ
رَبِّ شَقِيًّا۔ وَكُنْ بِيْ رَءُوْفًا رَّحِيْمًا
يَا خَيْرَ الْمَسْئُوْلِيْنَ يَا خَيْرَ الْمُعْطِيْنَ۔

(طبرانی)

اور جیسا ہم کہتے ہیں اس سے بہتر اے اللہ میری نماز میری
قربانی میری زندگی اور میری موت سب تیرے لئے ہے
اے سارے جہانوں کے پالنے والے میرا لوٹنا تیری ہی طرف
ہے۔ اے میرے اللہ میرا تو ہی وارث ہے اے اللہ میں
عذاب قبر اور سینے کے وسوسہ اور کاموں کے متفرق ہو جانے
سے تیری ہی پناہ لیتا ہوں اے اللہ تو میری حالت جانتا اور
دیکھتا ہے اور میری بات کو سنتا ہے اور میرے پوشیدہ
اور ظاہر کو جانتا ہے تجھ پر میری حالت سے کوئی چیز پوشیدہ
نہیں اور میں ایک بھوکا فقیر ہوں تجھ سے فریاد کرنے والا
پناہ لینے والا ڈرنے والا خوفزدہ اپنے گناہ کا اقرار کرنے والا میں
تجھ سے مسکینوں کی طرح مانگتا ہوں اور میں تجھ سے ایک گنہگار
ذلیل آدمی کی طرح گڑگڑا کر التجا کرتا ہوں۔ اور میں تجھ کو ایک
تکلیف والے خوفزدہ کی طرح پکارتا ہوں اے وہ کہ
جس کے سامنے اسکی گردن جھک گئی ہے جس کی آنکھوں
سے آنسو جاری ہیں جس کا جسم تیرے سامنے کمزور ہے جس
کی عزت تیرے سامنے خاک میں ملی ہوئی ہے یا الٰہی
مجھے اپنی پکار سے بدنصیب نہ کرنا اور مجھ پر رحم کرنے
والا اور بخشنے والا ہو جا اے بہترین مسئول اور اے
بہترین دینے والے۔

عرفات میں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر

سو مرتبہ قل ھو اللہ احد سو مرتبہ اور نماز والا درود شریف سو مرتبہ پڑھنا بھی سنت ہے (بیہقی)

یہ دعا بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عرفہ میں پڑھی تھی۔

| | |
|---|---|
| اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَّفِیْ سَمْعِیْ | اے اللہ میرے دل میں، میرے کانوں میں، اور میری آنکھوں |
| نُوْرًا وَّفِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا اَللّٰھُمَّ اشْرَحْ لِیْ | میں نور بھر دے اے اللہ میرے سینے کو کھول دے میرا کام |
| صَدْرِیْ وَیَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ اَللّٰھُمَّ یَا رَفِیْعَ | مجھ پر آسان کر دے اے اللہ اے درجات کے بلند کرنے والے |
| الدَّرَجَاتِ وَمُنَزِّلَ الْبَرَکَاتِ وَفَاطِرَ | اور برکتوں کے نازل کرنے والے اور زمینوں اور آسمانوں |
| الْاَرَضِیْنَ وَالسَّمٰوٰتِ۔ ضَجَّتْ | کے پیدا کرنے والے۔ تیرے سامنے مختلف زبانوں |
| اِلَیْکَ الْاَصْوَاتُ بِصُنُوْفِ اللُّغَاتِ | کے آوازوں کی پکار ہے۔ ہم تجھ سے اپنی حاجتیں |
| نَسْاَلُکَ الْحَاجَاتِ وَحَاجَتِیْ اَنْ لَّا | مانگتے ہیں اور میری حاجت یہ ہے کہ |
| تَنْسَانِیْ فِیْ دَارِ الْبَلَاءِ اِذَا نَسِیَنِیْ اَھْلُ | تو مجھے اس مصیبت کے وقت یاد رکھنا |
| الدُّنْیَا (ابن ابی شیبہ) | جبکہ مجھے دنیا والے بھلادیں۔ |

آپ بار بار ان کلمات کو دہراتے تھے۔

| | |
|---|---|
| رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ | اے اللہ ہمیں دنیا اور آخرت میں بھلائی عنایت فرما |
| حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ | اور ہمیں جہنم کے عذاب سے محفوظ رکھ۔ |

■ دعائیں بھی مسنون ہیں۔

| | |
|---|---|
| اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا | اے اللہ میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کئے ہیں اور تیرے سوا کوئی |
| وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِیْ | گناہوں کو معاف نہیں کرسکتا سو تو مجھے اپنی مہربانی سے معاف |
| مَغْفِرَۃً مِّنْ عِنْدِکَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ | کردے اور مجھ پر رحم فرما بیشک تو ہی معاف کرنے |

الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ
مَغْفِرَةً تُصْلِحُ بِهَا شَانِیْ فِی الدَّارَیْنِ وَتُبْ
عَلَیَّ تَوْبَةً نَّصُوْحًا لَا اَنْكُثُهَا اَبَدًا۔ وَاَلْزِمْنِیْ
سَبِیْلَ الْاِسْتِقَامَةِ لَا اَزِیْغُ عَنْهَا اَبَدًا
اَللّٰهُمَّ انْقُلْنِیْ مِنْ ذُلِّ الْمَعْصِیَةِ اِلٰی
عِزِّ الطَّاعَةِ وَاكْفِنِیْ بِحَلَالِكَ عَنْ
حَرَامِكَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ
وَنَوِّرْ قَلْبِیْ وَقَبْرِیْ وَاهْدِنِیْ وَاَعِذْنِیْ
مِنَ الشَّرِّ كُلِّهٖ وَاجْمَعْ لِیَ الْخَیْرَ كُلَّهٗ
اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْهُدٰی وَالتُّقٰی وَالْعَفَافَ
وَالْغِنٰی۔ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِی الْیُسْرٰی وَجَنِّبْنِیْ
الْعُسْرٰی وَارْزُقْنِیْ طَاعَتَكَ مَا اَبْقَیْتَنِیْ
اَسْتَوْدِعُكَ دِیْنِیْ وَاَمَانَتِیْ وَخَوَاتِیْمَ
عَمَلِیْ وَقَوْلِیْ وَبَدَنِیْ وَنَفْسِیْ وَاَهْلِیْ وَ
اَحْبَابِیْ وَسَائِرَ الْمُسْلِمِیْنَ وَجَمِیْعَ مَا
اَنْعَمْتَ بِهٖ عَلَیَّ وَعَلَیْهِمْ مِنْ اُمُوْرِ
الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْهُ
اٰخِرَ عَهْدِیْ بِهٰذَا الْمَوْقِفِ وَارْزُقْنِیْهِ
مَا اَبْقَیْتَنِیْ اَبَدًا۔ وَاجْعَلْنِیْ فِیْ هٰذَا

والا ہے رحم کرنے والا ہے۔ اے اللہ تو مجھے اس
طرح بخش دے کہ میرے دونوں جہان کے کام درست ہو
جائیں اور مجھے مضبوط توبہ کی توفیق عنایت فرما جسے میں کبھی نہ
توڑوں اور مجھے استقامت کے راستہ پر لگائے جس سے
میں کبھی ٹیڑھا نہ ہو جاؤں۔ اے اللہ مجھے گناہ کی ذلت سے
فرمانبرداری کی عزت میں لے جا اور مجھے حلال روزی دے کر
حرام سے بچا اور اپنے فضل سے مجھے دوسروں سے بے نیاز
کر دے اور میرے دل اور میری قبر کو روشن کر اور مجھے
ہدایت فرما اور مجھے تمام برائیوں سے بچا اور مجھے تمام بھلائیاں
عطا فرما۔ اے اللہ میں تجھ سے ہدایت اور پرہیزگاری اور پاکدامنی
اور بے نیازی کا سوال کرتا ہوں اے اللہ مجھے اسلام عطا فرما
اور کفر سے بچا اور جب تک میں زندہ رہوں مجھے اپنی
فرمانبرداری میں لگائے رکھ میں تیرے پاس اپنا دین
اور اپنے عمل اور اپنے اعمال کا خاتمہ اور اپنے قول
اور بدن اور نفس اور اپنے اہل و عیال اور اپنے
دوست احباب اور تمام مسلمانوں کو اور ان تمام
نعمتوں کو جو تو نے مجھ پر اور ان پر دنیا اور آخرت کے
متعلق نازل فرمائی ہیں امانت رکھتا ہوں۔ یا الٰہی اس مقام
میں یہ میرا آنا آخری دفعہ نہ ہو جب تک میں زندہ رہوں

الْيَوْمَ مُسْتَجَابُ دُعَائِيْ مَغْفُوْرَةً ذُنُوْبِيْ وَ أَعْطِنِيْ مِنَ الرِّضْوَانِ وَالرِّزْقِ الْوَاسِعِ الْحَلَالِ مَا تَقَرُّ بِهِ عَيْنِيْ وَبَارِكْ لِيْ فِيْ جَمِيْعِ أُمُوْرِيْ وَفِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ وَالْوَلَدِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَسَلَّمَ

مجھے یہاں آنے کی توفیق عطا فرمایا الٰہی آج کے دن میری دعا قبول فرما میرے گناہ بخشدے اور مجھے اپنی رضامندی اور حلال کا وسیع رزق عطا فرما جس سے میری آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور میرے تمام کاموں میں برکت عطا فرما میرے اہل وعیال میں اور اولاد میں اے اللہ تعالےٰ ہمارے سردار محمد اور اسکی آل پر رحمت .... اور سلامتی نازل فرما

ماثورہ دعائیں یہی ہیں جو نقل کردی گئی ہیں بہتر یہی ہے کہ آپ اس مقام میں بار بار انہی دعاؤں کو پڑھتے رہیں ان سے کوئی چیز باہر نہیں ہے۔ اور اگر کسی وقت اور کچھ پڑھنے کو دل چاہے تو اس معاملہ میں ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "حزب الاعظم" بے نظیر چیز ہے۔ بہتر ہے کہ آپ اسے اپنے ہمراہ لیجائیں اور بمقام عرفات ہی ایک دفعہ ختم کردیں [1]۔

---

[1] اور اگر اس کے علاوہ اور بھی خواہش ہو تو وہ دعائیں بھی پڑھ لیں جو آجکل معلمین حضرات حجاج کرام کو بتلاتے ہیں۔ یہ دعائیں اپنی مجموعی صورت میں تو ماثورہ نہیں ہیں لیکن ان کے بعض ٹکڑے ماثور ہیں۔ آپ کی سہولت اور واقفیت کیلئے ان کو بھی یہاں درج کردیتا ہوں کتاب سے ان کو بھی پڑھ لیں تو حرج نہیں لیکن اس دعا کا وہ ثواب نہیں ملیگا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ارشاد کردہ دعاؤں کا ملتا ہے۔ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اللّٰهُمَّ إِنَّكَ وَفَّقْتَنِيْ وَحَمَلْتَنِيْ عَلٰى مَا سَخَّرْتَ لِيْ حَتّٰى بَلَّغْتَنِيْ بِإِحْسَانِكَ إِلٰى زِيَارَةِ بَيْتِكَ وَالْوُقُوْفِ عِنْدَ هٰذَا الْمَشْعَرِ الْعَظِيْمِ اقْتِدَاءً بِسُنَّةِ خَلِيْلِكَ وَاتِّبَاعًا لِآثَارِ خِيَرَتِكَ مِنْ خَلْقِكَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّ لِكُلِّ ضَيْفٍ قِرًى وَلِكُلِّ وَفْدٍ جَائِزَةً وَلِكُلِّ زَائِرٍ كَرَامَةً وَلِكُلِّ سَائِلٍ عَطِيَّةً وَلِكُلِّ رَاجٍ

(بقیہ بر صفحہ ۲۵۸)

ثَوَابًا وَلِكُلِّ مُلْتَمِسٍ لِمَا عِنْدَكَ جَزَاءً وَلِكُلِّ رَاغِبٍ إِلَيْكَ زُلْفَى وَلِكُلِّ مُتَوَجِّهٍ إِلَيْكَ
إِحْسَانًا وَقَدْ وَقَفْنَا بِهَذَا الْمَشْعَرِ الْعَظِيمِ رَجَاءً لِمَا عِنْدَكَ وَلَا تُخَيِّبْ إِلَهَنَا رَجَاءَنَا
فِيكَ يَا سَيِّدَنَا يَا مَوْلَانَا يَا مَنْ خَضَعَتْ كُلُّ الْأَشْيَاءِ لِعِزَّتِهِ وَعَنَتِ الْوُجُوهُ لِعَظَمَتِهِ
اللَّهُمَّ إِلَيْكَ خَرَجْنَا وَبِفِنَائِكَ أَنَخْنَا وَإِيَّاكَ أَمَّلْنَا وَمَا عِنْدَكَ طَلَبْنَا وَلِإِحْسَانِكَ
تَعَرَّضْنَا وَرَحْمَتَكَ رَجَوْنَا وَمِنْ عَذَابِكَ أَشْفَقْنَا وَلِبَيْتِكَ الْحَرَامِ حَجَجْنَا يَا مَنْ يَمْلِكُ
حَوَائِجَ السَّائِلِينَ وَيَعْلَمُ ضَمَائِرَ الصَّامِتِينَ يَا مَنْ لَيْسَ مَعَهُ رَبٌّ يُدْعَى وَلَا إِلَهٌ يُرْجَى وَلَا
فَوْقَهُ خَالِقٌ يُخْشَى وَلَا وَزِيرٌ يُؤْتَى وَلَا حَاجِبٌ يُرْشَى يَا مَنْ لَا يَزْدَادُ عَلَى السُّؤَالِ إِلَّا
كَرَمًا وَجُودًا وَلَا كَثْرَةِ الْحَوَائِجِ إِلَّا تَفَضُّلًا وَإِحْسَانًا يَا مَنْ ضَجَّتْ بَيْنَ يَدَيْهِ الْأَصْوَاتُ
بِلُغَاتٍ مُتَخَالِفَاتٍ يَسْأَلُونَكَ الْحَاجَاتِ وَسُكِبَتِ الدُّمُوعُ بِالْعَبَرَاتِ وَالسُّنَّ فَرَاتٍ
مُلِحِّينَ بِالدَّعَوَاتِ فَحَاجَتِي إِلَيْكَ يَا رَبِّ مَغْفِرَتُكَ وَرِضْوَانُكَ عَنِّي لَا سُخْطَ بَعْدَهُ
وَهُدًى لَا ضَلَالَ بَعْدَهُ وَحُسْنُ الْخَاتِمَةِ وَالْعِتْقُ مِنَ النَّارِ وَالْفَوْزُ بِالْجَنَّةِ وَأَنْ
تَذْكُرَنِي عِنْدَ الْبَلَاءِ إِذَا نَسِيَنِي أَهْلُ الدُّنْيَا وَوَارَوْنِي فِي التُّرَابِ وَانْقَطَعَ عَنِّي الْأَحْبَابُ وَتَقَطَّعَتْ
بِيَ الْأَسْبَابُ يَا عَزِيزُ يَا وَهَّابُ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ. رَبِّ اهْدِنَا بِالْهُدَى وَزَيِّنَّا بِالتَّقْوَى
وَاغْفِرْ لَنَا فِي الْآخِرَةِ وَالْأُولَى. اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ رِضَاكَ وَالْجَنَّةَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ سَخَطِكَ
وَالنَّارِ وَمَا يُقَرِّبُنِي إِلَيْهِمَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ فِعْلٍ أَوْ عَمَلٍ. اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَبْرُورًا وَذَنْبًا مَغْفُورًا
وَعَمَلًا صَالِحًا مَقْبُولًا. رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ
إِلَهِي لَا قُوَّةَ لِي عَلَى سَخَطِكَ وَلَا صَبْرَ لِي عَلَى عَذَابِكَ وَلَا غِنَى لِي عَنْ رَحْمَتِكَ وَلَا قُوَّةَ لِي
عَلَى الْبَلَاءِ وَلَا طَاقَةَ لِي عَلَى الْجُهْدِ أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَمِنْ فُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ يَا
أَمَلِي وَيَا رَجَائِي وَيَا خَيْرَ مُسْتَغَاثٍ وَيَا أَجْوَدَ الْمُعْطِينَ يَا مَنْ سَبَقَتْ رَحْمَتُهُ غَضَبَهُ

يا سيدي ومولاي يا ثقتي ويا رجائي ومعتمدي اللهم يا من لا يشغله سمع عن سمع
ولا تشتبه عليه الاصوات يا من لا تشتبه عليه الوسائل ولا تختلف عليه اللغات
يا من لا يبرمه الحاح الملحين ولا تعجزه مسألة السائلين اذقنا برد عفوك و
حلاوة مغفرتك يا ارحم الراحمين اللهم اني قد وفدت اليك ووقفت بين يديك
في هذا الموضع الشريف رجاء لما عندك فلا تجعلني اليوم اخيب وفدك فاكرمني
بالجنة ومن علي بالمغفرة والعافية واجرني من النار وادرأ عني شر خلقك انقطع
الرجاء الا منك وغلقت الابواب الا بابك فلا تكلني الى احد سواك في اموري ديني
ودنياي طرفة عين ولا اقل من ذلك وانقلني من ذل المعصية الى عز الطاعة و
نور قلبي وقبري واعذني من الشر كله واجمع لي الخير كله يا اكرم من سئل واجود
من اعطى اللهم بنورك اهتدينا وبفضلك استغنينا وفي كنفك وانعامك وعطائك
واحسانك اصبحنا وامسينا انت الاول فلا شيء قبلك والآخر فلا شيء بعدك و
الظاهر فلا شيء فوقك والباطن فلا شيء دونك نعوذ بك من الفلس والكسل
وعذاب القبر وفتنة الغنى نسئلك موجبات رحمتك وعزائم مغفرتك والغنيمة
من كل بر والسلامة من كل اثم والفوز بالجنة والنجاة من النار اللهم يا عالم الخفيات
ويا سامع الاصوات يا باعث الاموات يا مجيب الدعوات يا قاضي الحاجات يا خالق
الارض والسموات انت الله الذي لا اله الا انت الواحد الاحد الفرد الصمد
الوهاب الذي لا يبخل والحليم الذي لا يعجل لا راد لامرك ولا معقب لحكمك
رب كل شيء ومليك كل شيء ومقدر كل شيء اسئلك ان ترزقني علما نافعا
وعملا زكيا وايمانا خالصا وهب لنا انابة المخلصين وخشوع المخبتين واعمال

الصالحين ويقين الصادقين وسعادة المتقين ودرجات الفائزين يا افضل من قصد
واكرم من سئل واحلم من اعطى ما احلمك على من عصاك واقربك الى من
دعاك واعطفك على من سئلك لا مهدى الا من هديت ولا ضال الا من اضللت
ولا غنى الا من اغنيت ولا فقير الا من افقرت ولا معصوم الا من عصمت و
لا مستور الا من سترت اسئلك ان تهب لنا جزيل عطائك والسعادة بلقائك
والمزيد من نعمك وآلائك وان تجعل لنا نورا في حياتنا ونورا في حشرنا ونورا في
مماتنا ونورا في قبورنا ونورا نتوسل به اليك ونورا نفوز به لديك فانا ببابك
سائلون وبنوالك معترفون وللقائك راجون اللهم اجعل خير عمري آخره و
خير عملي خواتمه وخير ايامي يوم لقائك اللهم ثبتني بامرك وايدني بنصرك و
ارزقني من فضلك ونجني من عذابك يوم تبعث عبادك فقد اتيتك لرحمتك
راجيا ومن وطني نائيا ولنسكي مؤديا ولفرائضك قاضيا ولكتابك تاليا ولك داعيا
ولقسوة قلبي شاكيا ومن ذنبي خاشيا ولنفسي ظالما وبجرمي عالما دعاء من جمعت
عيوبه وكثرت ذنوبه وتصرمت آماله وبقيت آثامه وانسكبت دمعته
وانقطعت مدته دعاء من لا يجد لنفسه غافرا غيرك ولا لمامول من الخيرات
معطيا سواك ولا لكسره جابرا الا انت يا ارحم الراحمين ولا حول ولا قوة الا
بالله العلي العظيم اللهم لا تقتلني بعذابك ولا تخزني بشيء من الفتن مولاي
ها انا ادعوك راغبا وانصب اليك وجهي طالبا واضع لك خدي مهينا راهبا فتقبل
دعائي واصلح الفاسد من امري واقطع من الدنيا همي وحاجتي واجعل فيما عندك
رغبتي واقلبني منقلب المذكورين عندك المقبول دعاؤهم القائم حجتهم

المغفور ذنبهم المبرور حجهم المحطوط خطاياهم المحرم سيئاتهم الراشد أمرهم
منقلب من لا يعصي لك أمراً ولا يأتي بعده مأثماً ولا يحمل بعده وزراً منقلب
من عمرت بذكرك لسانه وطهرت من الأدناس بدنه واستودعت الهدى قلبه
وشرحت بالإسلام صدره وأقررت برضاك وعفوك قبل الممات عينه وغضضت
عن المآثم بصره واستعملت في سبيلك نفسه وأسألك أن لا تجعلني أشقى خلقك
المذنبين عندك ولا أخيب الراجين لديك ولا أحرم الآملين برحمتك ولا
أخسر المنقلبين من هذا الموقف العظيم مولاي رب العالمين. اللهم وقد دعوتك
بالدعاء الذي علمتنيه فلا تحرمني من الرجاء الذي عرفتنيه يا من لا تنفعه الطاعة
ولا تضره المعصية وما أعطيتني بما أحب فاجعله لي عوناً فيما تحب واجعله لي خيراً
وحبب طاعتك لي والعمل بها كما حببتها إلى أوليائك حتى داوموا بها وكما هديتني
الإسلام فلا تنزعه مني حتى تقبضني إليك وأنا عليه اللهم حبب إلي الإيمان و
زينه في قلبي وكره إلي الكفر والفسوق والعصيان واجعلني من الراشدين اللهم
اختم بالخيرات آجالنا وحقق بفضلك آمالنا وسهل لبلوغ رضاك سبلنا. وحسن
في جميع الأحوال أعمالنا يا منقذ الغرقى يا منجي الهلكى يا شاهد كل نجوى يا منتهى كل شكوى
يا قديم الإحسان يا دائم المعروف يا من لا غنى بشيء عنه ولا بد لكل شيء منه يا من رزق
كل شيء عليه ومصير كل شيء إليه مدت إليك أيدي السائلين وامتدت أعناق
العابدين نسألك أن تجعلنا في كنفك وجودك وحرزك وعياذك وسترك وأمانك
اللهم إنا نعوذ بك من جهد البلاء ودرك الشقاء وسوء القضاء وشماتة الأعداء و
سوء المنظر والمنقلب في المال والأهل والولد اللهم لا تدع في مقامنا هذا ذنباً إلا

(بقیہ بر صفحہ ۲۶۲)

غرض اسی طرح ذکر دعا توبہ استغفار میں یہ وقت گزاریں جب سورج غروب ہو جائے اور زردی زائل ہونے لگے تو اس وقت عرفات سے مزدلفہ کو روانہ ہوں سورج کے غروب ہونے سے پہلے عرفات کے میدان سے نکلنا جرم ہے اور اگر کوئی شخص سورج غروب ہونے سے پہلے یہاں سے نکل آئے تو بعض کے نزدیک اس کا حج ہی باطل ہوجاتا ہے یا پھر دوبارہ جاکر صبح ہونے سے پہلے پہلے عرفات میں کھڑا ہو اور بعض کے نزدیک اسے ایک قربانی جرمانہ کے طور پر دینی پڑتی ہے۔ یہاں شام کی نماز پڑھنا منع ہے اگرچہ شام کا وقت وہیں ہوجاتا ہے اور نہ ہی شام اور عشاء کی نماز راستہ میں پڑھنی چاہئے اگر کوئی شخص عرفات یا راستہ میں نماز پڑھ لے تو مزدلفہ میں آکر اسے دوبارہ نماز پڑھنی چاہئے اور اگر صبح سے پہلے پہلے اس نماز کو دوبارہ نہ پڑھے تو وہ نماز ہمیشہ کے لئے باطل ہوگئی۔ ہاں اگر ٹریفک کی مجبوری کی وجہ سے کسی شخص کو اتنی دیر تک عرفات میں ٹھہرنا پڑے کہ صبح ہوجانے کا خطرہ پیدا ہوجائے تو عرفات کی حد سے باہر آکر نماز پڑھ لے۔ عرفات سے مزدلفہ کو آتے وقت راستہ میں جلدی نہ کرے اطمینان اور سکون سے چلے کسی کو تکلیف نہ دے راستہ میں

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۶۱) غَفَرْتَہٗ وَلَا ھَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَہٗ وَلَا غَائِبًا اِلَّا رَدَدْتَہٗ وَلَا کَرْبًا اِلَّا کَشَفْتَہٗ وَلَا دَیْنًا اِلَّا قَضَیْتَہٗ وَلَا عَدُوًّا اِلَّا کَفَیْتَہٗ وَلَا فَسَادًا اِلَّا اَصْلَحْتَہٗ وَلَا مَرِیْضًا اِلَّا عَافَیْتَہٗ وَلَا خَلَّۃً اِلَّا سَدَدْتَھَا وَلَا حَاجَۃً مِنْ حَوَائِجِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ لَکَ فِیْھَا رِضًا وَّلَنَا فِیْھَا صَلَاحٌ اِلَّا قَضَیْتَھَا فَاِنَّکَ تَھْدِی السَّبِیْلَ وَتَجْبُرُ الْکَسِیْرَ وَ تُغْنِی الْفَقِیْرَ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ وَاغْفِرْ لَنَا وَلِوَالِدِیْنَا وَذُرِّیَّتِنَا وَاِخْوَانِنَا وَاَھْلِیْنَا وَالْحَاضِرِیْنَ وَالْغَائِبِیْنَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَجْمَعِیْنَ۔ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

لبیک لبیک اور تکبیریں بلند آواز سے پڑھتا آئے جب مزدلفہ میں پہنچ جائے تو سب سے پہلے شام اور عشاکی دونوں نمازیں اکٹھی کر کے پڑھے اور صرف فرض ہی پڑھے۔ ایک اذان اور دو تکبیریں ہوں نمازوں سے فارغ ہونے کے بعد ذکر استغفار اور دعا میں مشغول ہو جائے چونکہ پہلے بھی پانچ چھ گھنٹے کھڑا رہنا پڑا ہے اور اگلے دن بھی کافی کام ہوتا ہے اس لئے کمزور آدمی کے لئے بہتر ہے کہ وہ کچھ دیر آرام کر لے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے امت کی سہولت کو مدنظر رکھ کر اس رات میں پوری طرح آرام فرمایا تھا۔ تمام امت کا اتفاق ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام عمر تہجد کی نماز کبھی ضائع نہیں کی لیکن اس رات کو آپ نے تہجد کی نماز بھی نہیں پڑھی تھی یہ صرف اس لئے تھا کہ لوگوں پر اس رات کا جاگنا ضروری نہ ہو جائے۔ اور اگر آدمی طاقت ور ہو اور یہ سمجھتا ہو کہ مجھے کوئی خاص تکلیف نہ ہوگی تو اس کے لئے رات کا جاگنا بہت بہتر ہے۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ حاجیوں کے لئے مزدلفہ کی رات لیلۃ القدر سے زیادہ درجہ رکھتی ہے اس لئے رات کو غنیمت سمجھے اور یہ بھی جان لے کہ ایسے موقع بار بار نہیں آتے لیلۃ القدر کے متعلق تو کوئی ایسی یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا کہ یہی رات ہے لیکن مزدلفہ کی رات تو یقینی ہے اس میں جو ہو سکے کرے کیونکہ یہ رات بھی درجے والی ہے یہ مقام بھی درجے والا ہے اس پر مزید یہ کہ یہ زمین بھی حرم کی ہے اور یہ مجمع بھی اللہ کے نیک بندوں کا ہے یعنی وقت بھی اچھا اور جگہ بھی اچھی مجمع بھی اچھا۔ مزدلفہ میں رات گذارنا واجب ہے اگر آدمی یہاں رات نہ رہے تو ایک قربانی جرمانہ میں دینی پڑتی ہے (اسے دم جنایت کہتے ہیں)

آدھی رات کے بعد کمزور بیمار اور عورتوں نابالغ بچوں کو یہاں سے منی کو روانہ ہونے کی اجازت ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعض بیویوں کو صبح ہونے سے پہلے

یہاں سے روانہ کر دیا تھا۔ جب صبح ہو جائے تو اول وقت نماز صبح ادا کرے بلکہ بعض کے نزدیک تو یہاں صبح کی نماز صبح ہونے سے پہلے بھی پڑھنی جائز ہے اس نماز سے تکبیریں شروع ہو جائیں گی اور تیرہ تاریخ کی عصر تک ہر نماز کے بعد پڑھی جائیں گی۔ کم از کم تین مرتبہ پڑھیں تکبیر یہ ہے۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔ سبحان اللہ اللہ کے وہ لاکھوں بندے جنہوں نے کبھی نماز وقت سے آگے پیچھے نہیں کی آج ان مقامات میں شوق سے آگے پیچھے کر رہے ہیں۔ عصر کی نماز وقت سے پہلے پڑھ رہے ہیں اور شام کی نماز وقت سے پیچھے پڑھ رہے ہیں۔ اسی طرح صبح کی نماز بھی وقت سے پہلے پڑھتے ہیں سچ ہے جو اللہ اور اس کا رسول حکم دے وہی درست ہے وہی صحیح ہے باقی سب غلط ہیں۔ ان مقامات میں نمازوں کو وقت پر پڑھنا جرم اور گناہ ہے) مشعر الحرام میں کھڑا ہو کر اللہ تعالےٰ کا ذکر کرے اور جو دعائیں اس کو پسند ہوں کرے۔ تمام مقامات میں دعاؤں کی آزادی ہے جو چاہے پڑھے لیکن اگر کسی مقام میں کوئی دعا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو جاتے تو وہ دعا دوسری دعاؤں سے بہرحال بہتر اور افضل ہے اس کے علاوہ اگر کوئی شخص کوئی ورد دعا بھی پڑھے تو وہ ناجائز نہیں ہے۔

## چوتھے دن کا پروگرام

آج کا دن یوم النحر کہلاتا ہے یہ دس ذی الحجہ کا دن ہے یعنی عید الاضحی کا دن اس کا پروگرام یہ ہے کہ نماز اول وقت میں ادا کر کے مشعر الحرام میں کھڑا ہو کر ذکر دعا۔ استغفار وغیرہ میں مشغول ہو جائے۔ مشعر الحرام کے نشان کے طور پر مزدلفہ میں ایک بہت بڑی مسجد بھی بنی ہوئی ہے۔ جس کے تین طرف چھوٹی چھوٹی دیوار ہے اور قبلہ کی طرف

پوری دیوار ہے اور اس کے درمیان ایک مینار ہے یہ مسجد جبل قزح پر بنی ہوئی ہے اس میں آکر کھڑا ہو جائے یا اس کے قریب کسی جگہ میں کھڑا ہو جائے اور ذکر الٰہی کرے۔ اور اگر اسکی اقامت اس جگہ سے زیادہ دور ہو تو اپنی جگہ پر ہی کھڑے ہو کر ذکر میں مشغول ہو جائے۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ الجمع کلہا موقف کہ جمع تمام کا تمام کھڑے ہونے کی جگہ ہے (جمع مزدلفہ کا نام ہے) اور مزدلفہ مدیق سے لے کر وادی محسر تک ہے جس کا اندازہ قریباً آٹھ سو گز کے قریب ہے۔ گو یہاں پڑھنے کے لئے کوئی خاص دعا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول نہیں ہے لیکن عام طور پر لوگ یہاں یہ دعا پڑھتے ہیں

| | |
|---|---|
| اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا | اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے اللہ |
| اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ اَللّٰهُمَّ كَمَا | کے سوا کوئی معبود نہیں اللہ بہت بڑا ہے اور سب تعریفیں |
| اَوْقَفْتَنَا فِيْهِ وَاَرَيْتَنَا اِيَّاهُ فَوَفِّقْنَا | اللہ کی ہیں اے اللہ جیسے تو نے ہم کو یہاں لاکر کھڑا کیا ہے اور |
| لِذِكْرِكَ كَمَا هَدَيْتَنَا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا | یہ مقام دکھایا ہے ہمیں اپنی مرضی کے مطابق ذکر کی توفیق بھی |
| كَمَا وَعَدْتَنَا بِقَوْلِكَ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ | عنایت فرما اور ہم کو بخش دے اور ہم پر رحم فرما جیسا کہ تو نے |
| فَاِذَا اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا | وعدہ فرمایا ہے اور تیرا وعدہ بھی سچا ہے کہ جب تم عرفات سے |
| اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَاذْكُرُوْهُ | واپس آؤ تو مشعر الحرام کے پاس اللہ کو یاد کرو اور اس کی |
| كَمَا هَدٰىكُمْ وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ | ہدایت کے مطابق اس کا ذکر کرو اور بیشک اس سے پہلے تم |
| الضَّآلِّيْنَ ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ | رستہ بھولے ہوئے تھے پھر تم بھی وہیں سے واپس آؤ جہاں |
| النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ | سے لوگ واپس آتے ہیں اور اللہ سے بخشش مانگو بیشک اللہ |
| رَّحِيْمٌ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ يَا غَفُوْرُ | بخشنے والا ہے مہربان اے اللہ ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں |
| يَا رَحِيْمُ اَنْ تَفْتَحَ لَا عَيْنِنَا اَبْوَابَ | اے غفور اے رحیم کہ تو ہم پر اجابت کے دروازے کھول دے |

الإجابة يا من إذا سأله المضطر أجابه
يا من يقول للشيء كن فيكون اللهم إنا
جئناك بجمعنا متشفعين إليك في
غفران ذنوبنا فلا تردنا خائبين۔
وآتنا أفضل ما تؤتي عبادك الصالحين
ولا تصرفنا من هذا المشعر العظيم إلا
فائزين مفلحين غير خزايا ولا نادمين
ولا ضالين ولا مضلين يا أرحم الراحمين
اللهم وفقنا للهدى واعصمنا من
أسباب الجهل والردى وسلمنا من
آفات النفوس فإنها أشد العدى و
اجعلنا ممن أقبلت عليه فأعرض
عمن سواك وخذ بأيدينا إليك
وارحم تضرعنا بين يديك إلهنا
قومنا إذا اعوججنا وأعنا إذا استقمنا
وكن لنا ولا تكن علينا وأحينا في الدنيا
مؤمنين طائعين وتوفنا مسلمين تائبين
واجعلنا ممن يأخذ كتابه باليمين
واجعلنا يوم الفزع الأكبر من الآمنين و

اے وہ کہ جب اس سے بیقرار سوال کرتا ہے تو اس کی فریاد کو قبول
کرتا ہے اے وہ کہ جب کسی چیز کو کہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی
ہے اے اللہ ہم تمام تیرے پاس درخواست کرنے کو آتے
ہیں کہ ہمارے گناہوں کو معاف فرما اور ہمیں نامراد واپس نہ
لوٹا اور اس سے بھی بہتر عطا فرما جو تو اپنے نیک بندوں کو
عطا فرماتا ہے اور اس مقدس مقام سے کامیاب نجات
پانے والے (جو ذلیل نہ ہوں جن کو ندامت نہ حاصل ہو جو گمراہ نہ
ہوں اور نہ گمراہ کرنے والے) بنا کر واپس لوٹا اے سب سے زیادہ
رحم کرنے والے اے اللہ ہمیں ہدایت کی توفیق دے اور ہمیں
جہالت اور ہلاکت کے اسباب سے بچا اور ہمیں نفس کی آفتوں
سے محفوظ رکھ کہ یہ بدترین دشمن ہے اور ہمیں ان لوگوں
سے بنا جن کو تو نے قبول کر لیا ہمیں اپنے سوا دوسروں
کے سپرد نہ کر اور ہمارے ہاتھوں کو اپنی طرف پکڑ لے
اور رحم فرما ہم تیرے سامنے عاجزی کرتے ہیں۔ اے
ہمارے اللہ جب ہم ٹیڑھے ہوں تو ہمیں سیدھا
کر دے اور جب ہم سیدھے ہوں تو ہماری مدد کر اور تو ہمارا
مددگار ہو اور ہمارے خلاف نہ ہو اور ہمیں دنیا میں مومن
فرمانبردار بنا کر زندہ رکھ اور ہمیں مسلمان تائب بنا کر فوت کر اور
ہمیں ان لوگوں سے بنا جن کے دائیں ہاتھ میں نامہ اعمال ہو گا

مَتِّعْنَا اللّٰهُمَّ بِالنَّظَرِ اِلٰی وَجْهِكَ الْكَرِيْمِ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔ اور ہمیں اس بڑی گھبراہٹ والے دن امن عطا فرما اور ہمیں اپنے بزرگ چہرہ کا شرف عطا فرما محض اپنے فضل سے اے بہترین رحم کرنے والے۔

اس کے بعد جب روشنی اچھی ہوجائے اور سورج نکلنے کے قریب ہو تو یہاں سے کوچ کرے اور جمرات کو کنکریاں مارنے کے لئے یہاں سے ستّر کنکریاں اٹھالے۔ اگر گر پڑنے کا اندیشہ ہو تو زیادہ بھی لے لے۔ بعض آدمی رات کے اندھیرے میں یہاں سے کنکریاں چننا ضروری سمجھتے ہیں اس کا کوئی اصل نہیں۔ اور یہ بھی ضروری نہیں کہ مزدلفہ ہی سے کنکریاں اٹھائے اور ساری کی ساری اٹھائے اگر پہلے دن کے لئے سات کنکریاں یہاں سے لے لے تو بھی کافی ہیں باقی اور کسی جگہ سے لے لے اتنا ضروری ہے جمرات کو ماری ہوتی کنکریاں نے کر نہ مارے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت عبداللہ بن عباس کو کنکریاں لانے کا حکم دیا تو اس وقت آپ وادی محسر میں پہنچ چکے تھے (وادی محسر میں آکر تیز چلے اس وادی کا طول قریباً تین سو گز ہے) چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے وادی محسر سے کنکریاں چنی تھیں۔ یہ کنکریاں چنے کے دانے کے برابر ہوں یا کچھ اس سے چھوٹی بڑی مگر تھوڑا ہی فرق ہو (بعض بے وقوف آدمی بڑے بڑے پتھر اٹھا کر وہاں سے مارتے ہیں بعض ٹوٹی ہوتی جوتیاں پھینکتے ہیں یہ محض جہالت ہے) جب آپ منٰی میں پہنچیں تو سب سے پہلے جاکر جمرۃ العقبہ کو (یہ جمرۃ منٰی کی آخری مغربی حد پر ہے اسے بڑا شیطان کہتے ہیں) سات کنکریاں ماریں۔ یہ کام آپ کو جاتے ہی کرنا لازمی ہے۔ کیونکہ یہ کنکریاں مارنا (رمی کرنا) آپ کی عید کی نماز کے قائم مقام ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ منی کا تحیۃ (تحفہ) کنکریاں مارنا ہے

کنکریاں مارنے کی ترکیب یہ ہے کہ آپ جمرہ عقبہ کے سامنے آکھڑے ہوجائیں (اس جمرہ کی شمالی طرف ایک ٹیلہ ہے جس کے آگے ایک دیوار بنی ہوئی ہے اور دیوار کے ساتھ پتھر کا ایک چوکور ستون بنا ہوا ہے جس کی شمالی جانب دیوار کے ساتھ لگی ہوئی ہے۔ مشرقی اور مغربی طرفیں قریباً ایک بالشت چوڑی ہیں ان سمتوں پر کنکر مارنے منع ہیں اور جنوبی طرف کھلی ہے۔ جو ایک گز کے قریب چوڑی ہے اس طرف میں کنکر مارنے سنت ہیں) منیٰ کو اپنے دائیں ہاتھ رکھیں اور بیت اللہ شریف کو بائیں ہاتھ اور سامنے کھڑے ہو کر ایک ایک کنکری انگوٹھے اور ساتھ والی انگلی میں پکڑیں اور یہ دعا پڑھیں۔

| | |
|---|---|
| بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ رَجْمًا لِلشَّيْطَانِ | اللہ کے نام سے اللہ بہت بڑا ہے شیطان کو ذلیل کرنے |
| وَرِضًى لِلرَّحْمٰنِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا | کیلئے اور اللہ کو خوش کرنے کیلئے (یہ کنکری مارتا ہوں) اے |
| وَّذَنْبًا مَّغْفُوْرًا وَّسَعْيًا مَّشْكُوْرًا وَّعَمَلًا | اللہ اس حج کو قبول فرما اور گناہ بخش دے اور میری کوشش کو |
| صَالِحًا مَّقْبُوْلًا وَّتِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ۔ | قبول فرما اسے نیک اور مقبول عمل اور کبھی نہ ہلاک ہونیوالی تجارت بنا۔ |

اس کے بعد یہ دعا بھی پڑھے۔

| | |
|---|---|
| بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ صَدَقَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ | اللہ کے نام سے اللہ بہت بڑا ہے جس نے اپنا وعدہ |
| عَبْدَهٗ وَاَعَزَّ جُنْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ | سچا کیا اور اپنے بندے کی مدد کی اور اپنے لشکر کو عزت دی |
| وَحْدَهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا | اور تمام لشکروں کو اکیلے نے شکست دی اللہ کے سوا |
| اِيَّاهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ | کوئی معبود نہیں۔ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتے |
| الْكٰفِرُوْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا | ہم اسی کا دین رکھتے ہیں اگرچہ اسے کافر ناپسند کریں اور |
| مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ۔ | اللہ تعالیٰ ہمارے سردار حضرت محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اور ان کی |

آل اور ان کے اصحاب پر رحمت اور سلامتی نازل فرمائے۔

اس کے بعد کنکری پھینکیں اور کوشش یہ کریں کہ کنکری جمرہ کو جا کر لگے اور اگر بالفرض یہ بھی سگے تو بھی فرض ادا ہو گیا پہلی کنکری مارنے کے ساتھ ہی تلبیہ ختم ہو گیا۔ اسی طرح یہ دعائیں پڑھ پڑھ کر سات کنکریاں ایک ایک کر کے ماریں یعنی ایک کنکری لیں اور اس پر دعائیں پڑھیں پھر کنکری ماریں (بیمار اور معذور لوگوں کی کنکریاں دوسرا آدمی بھی مار سکتا ہے) جب آپ کنکریاں مارنے سے فارغ ہو جائیں تو یہاں کھڑے ہو کر اور کوئی دعا نہ مانگیں۔

کنکریاں مارنے کے بعد آپ پر عورت کے سوا سب چیزیں حلال ہو گئیں (پہلے دن کنکریاں مارنے کا وقت سورج نکلنے سے لے کر زوال تک ہے۔ بالاتفاق امام احمد کے نزدیک غروب آفتاب تک بھی وقت رہتا ہے معذور لوگ جو رات کو آجائیں وہ سورج نکلنے سے پہلے بھی کنکریاں مار سکتے ہیں دوسروں کے لئے جائز نہیں) اگر آپ نے حج تمتع یا قران کیا ہے تو سیدھے قربان گاہ میں چلے جائیں (یہ قربان گاہ منٰی کے بالکل مشرقی کنارہ میں ہے اس سے آگے تھوڑے ہی فاصلہ پر وادی محسر شروع ہو جاتی ہے قربان گاہ ایک پہاڑ کے دامن میں ہے۔ جمرہ عقبہ اور قربان گاہ کے درمیان قریباً دو میل کا فاصلہ ہے) (اگر آپ نے حج افراد کیا ہے تو آپ پر قربانی واجب نہیں ہے اگر مرضی ہو تو کریں ورنہ نہ کریں ہاں اگر افراد کی حالت میں آپ سے کوئی واجب رہ گیا ہو یا منافی احرام کام ہو گیا ہو تو آپ پر جرمانہ کی قربانی ضروری ہے یہ جرمانے کی قربانی مختلف ہوتی ہے جس کی تفصیل پہلے گذر چکی ہے) قربان گاہ میں بلا مبالغہ لاکھوں کی تعداد میں بھیڑ۔ بکری۔ دنبہ۔ گائے اونٹ موجود ہوں گے۔

اپنی طاقت کی اور پسند کی قربانی خریدلیں اور قربانی کے لئے جس صفت کی قید شریعت نے لازمی قرار دی ہے اس کا خیال ضرور رکھیں۔ یعنی اندھا۔ کانا۔ لنگڑا۔ سینگ ٹوٹا ہوا

دُم کٹا۔ کان کٹا۔ لنگڑا۔ بیمار۔ اور دبلا جانور نہ خریدیں اور قربانی کے لئے جس عمر کی قید شریعت نے رکھی ہے اس کا بھی خیال رکھیں۔ یعنی بھیڑ بکری میں ایک سال۔ گائے اور بھینس میں دو سال اور اونٹ میں پانچ سال اور کم از کم ایک قربانی ضرور ذبح کریں۔ اگر زیادہ کریں تو بہتر ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پورا سو اونٹ قربانی میں ذبح کیا تھا۔ اور اگر آپ سے کوئی قصور ہو گیا ہو تو اس جرمانے کی قربانی بھی ضرور کریں بہتر یہ ہے کہ قربانی اپنے ہاتھ سے ذبح کریں۔ جانور کو لٹا کر چھری ہاتھ میں لے کر بسم اللہ اللہ اکبر پڑھیں اور ذبح کر دیں اگر آپ نہ کر سکیں تو کسی کو کہہ دیں (اور اگر آپ کے پاس قربانی کے لئے پیسے نہ ہوں تو ایام تشریق گیارہ۔ بارہ۔ تیرہ ذی الحجہ کو تین روزے رکھیں اور جب گھر واپس آئیں تو سات روزے اور رکھیں۔ یعنی قربانی کی قیمت دس روزے ہو گی)

اور قربانی کا گوشت خود بھی لے آئیں اور پکا کر خوب کھائیں اس دن یہ گوشت کھانا بھی ایک عبادت ہے سنت ہے شوربا خوب پئیں (قربانی کا وقت عید کے دن کنکر مارنے سے لے کر بارہ ذی الحجہ کی شام تک ہے۔ جرمانہ کی قربانی بعد میں بھی ہو سکتی ہے اور اس کے لئے منیٰ قربان گاہ نہیں ہے بلکہ جرمانہ کی قربانی مکہ مکرمہ میں ہو گی اور یہیں کے مسکینوں میں تقسیم کی جائے گی اس میں سے خود کھانا منع ہے)

حدیث شریف میں آیا ہے کہ سب سے اچھی قربانی زیادہ قیمت والی ہے اسی لئے صحابہ کرام اور سلف صالحین تین چیزوں کی قیمت میں کبھی کمی نہ کرتے ہدیٰ۔ اضحیہ۔ اور رقبہ (ہدیٰ وہ قربانی ہے جو باہر سے آدمی ساتھ لے کر جاتے۔ اور منیٰ میں ذبح کرے یا وہیں سے لے کر حج کے موقعہ پر ذبح کرے۔ اضحیہ وہ قربانی ہے جو مکہ مکرمہ اور منیٰ کے علاوہ اور کسی جگہ ذبح کیجائے اور رقبہ وہ غلام ہے جسے آزاد کرنے کے لئے خریدا جائے) دوسری

حدیث میں یہ بھی ہے کہ عید کے دن سب سے بہتر عمل قربانی کرنا ہے۔ اور قربانی کا خون۔ گوشت۔ چمڑا۔ ہڈیاں بول و براز سب نیکی میں وزن کیا جائے گا اور خون زمین پر بعد میں گرتا ہے اللہ کے ہاں اسکی منظوری پہلے ہو جاتی ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ قربانی کے خون کی ہر بوند ایک صدقہ ہے۔

زید بن ارقم نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا کہ یا رسول اللہ یہ قربانی کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا تمہارے باپ ابراہیم کی سنت پھر اس نے سوال کیا کہ ہمیں قربانی کرنے سے کیا ملیگا؟ آپ نے فرمایا کہ ہر بال کے بدلے ایک نیکی (احمد) قربانی سے فارغ ہو کر آپ حجام کے پاس جائیں اور اس سے سر منڈوائیں یا کترائیں اس طرح کہ قبلہ رو ہو کر بیٹھ جائیں۔ حجام سر کی اگلی جانب سے دائیں طرف سے مونڈنا شروع کرے۔ اور اگر کوئی شخص گنجا ہو اس کے سر پر بال نہ ہوں تو وہ بھی اوپر استرا پھرلے۔ منڈانا کترانے سے بہت بہتر ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ یا الٰہی سر منڈانے والوں پر رحم فرما صحابہؓ نے عرض کیا اور یا رسول اللہ کترانے والوں پر بھی پھر آپ نے منڈانے والوں کے لئے دعا فرمائی۔ صحابہ نے پھر وہی عرض کیا غرض آپ نے تین دفعہ سر منڈانے والوں کیلئے دعا فرمائی اور چوتھی دفعہ بال کترانے والوں کے لئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بال سر منڈانے میں گریگا وہ قیامت کے روز نور کا ایک تار ہوگا سر منڈانے کے بعد اسکو سلے ہوئے کپڑے پہننا۔ خوشبو لگانا۔ شکار کھیلنا سب جائز ہو گیا۔ البتہ عورت کی پابندی ابھی تک باقی ہے۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ کنکریاں لانے۔ قربانی کرنے۔ حجامت کرانے۔ طواف افاضہ کرنے میں یہی ترتیب چاہیئے جو بیان کی گئی ہے۔ اور اگر کوئی کام

آگے پیچھے ہو جائے مثلاً کوئی قربانی کرنے سے پہلے حجامت کرالے یا طواف افاضہ حجامت کرانے سے پہلے کرلے تو اس میں کوئی حرج نہیں البتہ سنت کے خلاف ضرور ہوگا۔ جان بوجھ کر سنت کے خلاف کرنا اچھا نہیں حجامت کرانے کے بعد آپ مکہ مکرمہ میں بیت اللہ شریف کا طواف کرنے کے لئے آجائیں اس طواف کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ اور اس پرانے گھر کا طواف کریں۔ یہ طواف فرض ہے اور بالاتفاق حج کا رکن ہے۔ اس طواف کو طواف افاضہ یا طواف زیارت کہتے ہیں۔ اگر کوئی شخص یہ طواف نہ کرے تو اس کا حج باطل ہو جاتا ہے اور اسے پھر دوبارہ حج کرنا پڑتا ہے اس طواف کا صحیح وقت تو عید کا دن ہے آدمی ظہر کی نماز خانہ کعبہ میں پڑھے لیکن اگر کسی مجبوری کی وجہ سے پہلے دن نہ کر سکے تو دوسرے دن کرے۔ بہر حال جلد از جلد اس طواف سے فارغ ہونا چاہئے۔ آخری وقت بارہ تاریخ کی شام تک ہے۔

طواف کے بعد دو رکعت نماز مقام ابراہیم میں ادا کرے اور پھر ملتزم پر آکر دعا کرے چاہ زمزم سے خوب سیر ہو کر پانی پیئے۔ اور اس کے بعد صفا اور مروہ کی دوڑ کرے طواف اور سعی کی دعائیں پہلے گذر چکی ہیں وہی دعائیں پڑھیں۔ اگر مفرد یا قارن نے طواف قدوم کے بعد صفا اور مروہ کی دوڑ کر لی تھی تو اب اسے صفا اور مروہ کی دوڑ کی ضرورت نہیں ہے قارن کے لئے بھی ایک طواف اور ایک سعی کافی ہے۔ سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہی بات ثابت ہے۔ جن لوگوں نے قارن کے لئے دو طواف اور دو مرتبہ سعی ضرور سمجھی ہے انہوں نے زید بن علی کے قول کے موافق فتویٰ دیا ہے۔

حدیث سے وہی پہلا قول ثابت ہوتا ہے امام شوکانی نے زید بن علی کے قول پر کافی بحث کی ہے اور اسکی تردید کی ہے۔ اس طواف میں اضطباع اور رمل نہیں ہوتا

ہاں اگر کسی نے احرام مکہ مکرمہ سے باندھا ہو تو وہ رمل ضرور کرے بلکہ شافعیہ کے نزدیک اضطباع بھی اس پر لازم ہے۔

متمتع پر دو دفعہ صفا مروہ کی دوڑ لازم ہے ایک عمرہ کے لئے اور ایک حج کے لئے مفرد نے اگر پہلے طواف قدوم نہیں کیا تو وہ بھی صفا مروہ کی دوڑ کرے اور اسی طرح اگر قارن نے عمرہ بعد حج کرنے کا ارادہ کیا ہو پہلے اس نے طواف قدوم کی نیت سے طواف کیا ہو تو وہ بھی صفا مروہ کی دوڑ کرے۔ اس دوڑ کے بعد اب آپ پوری طرح آزاد ہیں آپ پر اب احرام کی کوئی قید باقی نہیں رہی۔

اگر عورت ان دنوں میں ایام ماہواری میں ہو تو وہ جب تک پاک نہ ہو بیت اللہ شریف کا طواف نہ کرے (عورتوں کے متعلق آگے ذکر کیا جائیگا) اب طواف سے فارغ ہو کر آپ واپس منیٰ میں آجائیں اور یہیں آکر رات بسر کریں۔ کہ یہاں راتیں بسر کرنا بھی واجبات سے ہے اگر کوئی آدھی رات کو یہاں نہ پہنچ سکے تو اس پر ایک قربانی جرمانہ کی لازم ہو جاتی ہے اگر آدمی کو یہ خیال ہو کہ میں صبح ہونے سے پہلے منیٰ میں پہنچ سکوں گا تو وہ خانہ کعبہ کو آجائے اور اگر خیال ہو کہ میں صبح سے پہلے نہ آسکونگا تو خانہ کعبہ کے طواف کو دوسرے دن پہ ملتوی کر دے۔ آج کا روز ختم ہوا۔

# پانچویں دن کا پروگرام

یہ گیارہ ذی الحج کا دن ہے اسے "یوم تشریق اول" کہا جاتا ہے اس دن کا پروگرام نہایت مختصر ہے چونکہ دو دن آپ کو بہت سی محنت مشقت اٹھانی پڑی تھی تمہارے مہربان مالک نے تم پر آج کے دن پوری طرح آرام کرنا فرض کیا ہے۔ آپ صبح کی نماز

مسجد خیف میں آکر پڑ رہیں اس کے بعد اپنے خیمہ میں آجائیں اگر آپ نے عید کے روز کا پروگرام اسی دن ختم کر لیا ہے تو آج آپ دوپہر تک پوری طرح آرام کریں۔ ہاں بیٹھے لیٹے چلتے پھرتے خدا تعالٰے کے ذکر سے غافل نہ رہیں اور اپنے ساتھیوں میں بیٹھ کر دینی مسائل کے متعلق گفتگو کرتے رہیں۔ اگر آپ ان پڑھ ہیں تو کسی عالم کے پاس بیٹھ کر اسلام کی واقفیت حاصل کریں اور اگر آپ عالم ہیں تو تبلیغ اسلام سے غافل نہ رہیں۔ کہ یہ سب سے بڑا فریضہ آپ کے ذمہ ہے۔ آپ اس اجتماع کو غنیمت سمجھیں اور اس سے فائدہ اٹھائیں اور اگر پچھلے روز کا کوئی کام آپ کے ذمہ ابھی تک باقی ہے تو صبح کی نماز کے بعد اسکی فکر کریں اور اسکو پورا کریں۔ آپ کوشش کریں کہ ان دنوں کی نمازیں منٰی ہی میں پڑھیں کہ ان نمازوں کا منٰی میں پڑھنا خانہ کعبہ میں نماز پڑھنے سے افضل ہے۔ جب سورج ڈھل جاتے تو آپ اللہ کا نام لیکر اٹھیں اور اکیس کنکریاں اپنے ساتھ لے لیں اور جمرہ اولی پر آجائیں جمرہ اولی کو جمرہ دنیا بھی کہتے ہیں یہ جمرہ مسجد خیف کے پاس ہے آپ اس کو سات کنکریاں اس ترکیب سے ماریں جس طرح کہ عید کے روز آپ نے جمرہ عقبہ کو ماری تھیں اور وہی دعائیں پڑھیں۔

کنکریاں مارنے کے بعد اتنی دور جا کر کھڑے ہو جائیں کہ آپ تک کوئی کنکری نہ پہنچ سکے۔ اور آپ لوگوں کے کام میں مزاحم نہ ہو سکیں یہاں کھڑے ہو کر اب آپ دعائیں کریں۔ اور ہاتھ اٹھا کر دعائیں کریں (رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم نے چھ مقامات پر ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی ہے۔ صفا[1] پہاڑی پر دوڑ کے وقت مروہ[2] پہاڑی پر عرفات[3] میں کھڑے ہو کر مزدلفہ میں مشعر[4] الحرام پر جمرہ[5] اولی کے قریب جمرہ[6] وسطی کے قریب) یہ دعائیں مخصوص نہیں ہیں جو آپ کے دل میں آئے اللہ تعالٰے سے مانگیں اور پورے خشوع وخضوع

سے مانگیں اور کم از کم پون گھنٹہ کے قریب آپ دعائیں کریں (آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اتنی دیر یہاں دعا کی تھی کہ سورۃ بقر ختم ہوجاتی ۔ سورۃ بقر کی تلاوت پر قریباً پون گھنٹہ صرف ہوجاتا ہے) اس کے بعد آپ جمرہ وسطیٰ پر آجائیں اور اس کو بھی سات کنکریاں ، اسی طرح وہی دعائیں پڑھ کر ماریں اور اس کے پاس بھی پیچھے ہٹ کر دعائیں کریں یہاں بھی اتنی دیر کھڑے رہیں جتنی دیر کہ آپ جمرۂ اولیٰ پر کھڑے ہوکر دعائیں کرتے رہے تھے ۔ اس کے بعد جمرۂ عقبہ پر آجائیں اور اس کو بھی سات کنکریاں وہی دعائیں پڑھ کر اسی ترکیب سے ماریں اور اس کے بعد اس کے پاس کھڑے ہوکر دعا نہ کریں ۔ بلکہ سیدھے اپنے مقام پر چلے آئیں باقی دن آرام کریں ۔ البتہ نمازیں وقت پہ جماعت سے ادا کریں ۔ (یہ خیال رہے کہ مکہ مکرمہ سے آٹھ تاریخ کو نکلنے کے بعد آپ برابر دوگانہ پڑھتے ہیں اب آپ مقیم نہیں ہیں بلکہ مکہ مکرمہ واپس جانے کے بعد بھی آپ مسافر ہیں کیونکہ آپ کی روانگی اب کسی وقت بھی ہوسکتی ہے آپ کے قیام کا اب کوئی یقین نہیں ہے اگر آپ مقیمی امام کے پیچھے نماز پڑھیں گے تو پوری نماز پڑھیں گے اور اگر امام بھی مسافر ہو تو آپ دوگانہ پڑھیں) (یہ بھی خیال رہے کہ عید کے روز سورج نکلنے سے دوپہر تک کنکریاں مارنے کا وقت تھا اس کے بعد باقی دنوں میں سورج ڈھلنے سے لے کر شام تک وقت ہے ۔ سورج ڈھلنے سے پہلے کنکریاں نہ مارنی چاہئیں) آج کا روز ختم ہوا ۔

## چھٹے دن کا پروگرام

آج بارہ ذی الحج کا روز ہے اسے "یوم نفر اول" کہا جاتا ہے آج آپ دوپہر تک آرام کریں ۔ سورج ڈھلنے کے بعد اکیس کنکریاں لے کر اٹھیں اور پچھلے روز کی طرح

تینوں جمروں کو جاکر سات سات کنکریاں ماریں اور اسی طرح جمرۂ اولی اور جمرہ وسطیٰ پر دعائیں بھی کریں وہاں سے واپس آکر اگر آپ کو کام کی بہت زیادہ مجبوری ہے تو آپ مکہ مکرمہ کو واپس جا سکتے ہیں لیکن آپ کے لئے بہتر یہی ہے کہ آپ ایک دن اور ٹھہر جائیں اللہ تعالیٰ نے آپ کی مجبوری کی وجہ سے اجازت دیدی ہے۔

فَمَنْ تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ کہ جو شخص جلدی کی وجہ سے دو دن میں واپس آجائے تو اس پر کوئی گناہ نہیں لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی اکثریت تیرہ تاریخ تک منیٰ میں ٹھہرے رہے تھے۔ جاتی دفعہ یہ فضیلت بھی لیتے جائیں اور ایک دن اور گذارہ کرلیں۔ اور اگر آپ ضرور ہی جانا چاہیں تو باقی دن کی کنکریاں مارنا آپ کو معاف ہوگیا۔

## ساتویں دن کا پروگرام

آج تیرہ ذی الحج کا دن ہے اسے "یوم النفر الثانی" کہتے ہیں آج سورج ڈھلے جاکر کنکریاں ماریں اور آکر کوچ کی تیاری کریں۔ اسباب باندھ کر روانہ ہوں اور وادی محصب میں آکر ڈیرہ لگالیں۔ یہاں رات بسر کریں اور صبح سویرے مکہ مکرمہ چلے جائیں اس وادی محصب کو ابطح اور بطحا بھی کہتے ہیں یہاں رات بسر کرنا واجب نہیں ہے سنت ضرور ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے یہاں رات گذاری تھی۔ یہ وہ مقام ہے جہاں قریش نے بیٹھ کر مسلمانوں سے بائیکاٹ کا فیصلہ کیا تھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا دل چاہتا تھا کہ ہم یہاں رات بسر کریں اور کفار کو دکھائیں کہ دیکھو وہ مقام آج ہمارے قبضہ میں ہے جہاں تم نے بیٹھ کر ہم کو مٹانے کی تدبیریں سوچی تھیں۔ آپ جاتی دفعہ یہ سنت بھی پوری کرجائیں لیجئے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے آپ کا حج پورا ہوگیا۔ آپ کو حج کی مبارک ہو

آج آپ اللہ تعالےٰ کا جتنا بھی شکریہ ادا کریں تھوڑا ہے۔ آج اللہ کی مہربانی سے آپ کے تمام گناہ معاف ہو چکے ہیں۔ اپنے لئے اور اپنے عزیز و اقارب کے لئے دعائے مغفرت کریں۔ اور اس محتاج کو بھی یاد رکھیں اور اللہ تعالےٰ سے ان الفاظ میں دعا کریں کہ یا اللہ یا غفور رحیم تو اپنے اس ذلیل اور گنہگار بندے کو محض اپنے فضل و کرم سے معاف کر دے۔ میں آپ کا ممنون رہوں گا ع وَلِلْاَرْضِ مِنْ کَاسِ الْکِرَامِ نَصِیْبُ۔ اور اس کے ساتھ یہ بھی یاد رکھیں کہ اگر آپ میرے حق میں دعا کریں گے تو فرشتے آپ کی دعا پر آمین کہیں گے اور آپ کے لئے دعا کریں گے۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کوئی مسلمان کسی مسلمان کے حق میں نیک دعا کرتا ہے تو فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ تیرے حق میں بھی یہ دعا قبول فرمائے۔

## تنبیہ

اب چونکہ آپ حج کے احکام مفصل سن چکے ہیں اس لئے میں ان امور کی طرف آپ کی توجہ مبذول کراتا ہوں جو آجکل معلم حضرات خلاف سنت کرتے ہیں آپ ان وقتوں میں محتاط اور ہوشیار رہیں اور معلموں کے کہنے پر مطلق توجہ نہ کریں۔ اگر آپ اپنی بات پر ڈٹ جائیں گے تو معلم آپ کی مرضی کے خلاف کچھ نہیں کر سکیں گے۔ اور آپ کو سنت کے مطابق حج کرانے میں مجبور ہو جائیں گے۔ آٹھویں تاریخ کو سورج نکلنے کے بعد مکہ مکرمہ سے روانہ ہو کر منیٰ کو جانا سنت ہے معلم سات ذی الحج کو عصر کی نماز کے بعد منیٰ میں لے جانا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ خلاف سنت ہے سات تاریخ کو معلم حجاج کرام کو بیت اللہ شریف کا طواف کرا کر صفا مروہ کی دوڑ کراتے ہیں۔ صرف اس لئے کہ حج کے بعد طواف زیارت

کے پیچھے رش میں صفا مروہ کی دوڑ نہ کرانی پڑے حالانکہ یہ خلاف سنت ہے۔ آٹھ ذی الحج کو عشا کی نماز کے بعد معلم حاجیوں کو عرفات میں لیجانا شروع کر دیتے ہیں بلکہ بعض معلم تو عصر کے بعد ہی شروع کر دیتے ہیں حالانکہ یہ بالکل خلاف سنت ہے۔

سنت یہ ہے کہ نو ذی الحجہ کو سورج چڑھنے کے بعد سفر شروع کیا جائے۔ معلم ضب کے طریق سے حاجیوں کو لے جانے اور مازمین کے رستہ سے لانے کی پرواہ نہیں کرتے حالانکہ یہ سنت کے خلاف ہے۔ سنت یہ ہے کہ آدمی ضب کے راستہ سے جائے اور مازمین کے راستہ سے آئے۔ معلم عرفات میں جاتے ہی حاجیوں کو عرفات کی حد میں داخل کر دیتے ہیں حالانکہ سنت یہ ہے کہ سورج ڈھلنے کے بعد آدمی عرفات کی حد میں داخل ہو۔ ایک بہت بڑا دھوکہ جو معلم حاجیوں سے کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ حاجیوں کو کہا جاتا ہے کہ خطبہ عرفات میں یہاں خیموں پر ہی ہوگا۔ مسجد نمرہ میں یا جبل رحمت کے صخرات کے پاس خطبہ نہیں ہوگا۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہوتا ہے۔ وہاں پہلے خطبہ سنکر پھر عرفات کی حد میں داخل ہوں۔ معلم یہ اس لئے کہتے ہیں کہ اگر کوئی حاجی گم ہوگیا تو ہمیں تکلیف کرنی پڑے گی۔ بعض معلم اتنے ظالم ہوتے ہیں کہ حاجیوں کو سورج غروب ہونے سے پہلے ہی عرفات کی حد سے نکالنا شروع کر دیتے ہیں حالانکہ یہ بہت بڑا جرم ہے اس کی کم از کم سزا ایک قربانی ہے اور بعض کے نزدیک صبح ہونے سے پیشتر پھر دوبارہ عرفات میں آنا پڑتا ہے اور اگر نہ آئے تو حج باطل ہو جاتا ہے اور بعض کے نزدیک سورج غروب ہونے سے پیشتر نکلنے ہی سے حج باطل ہو جاتا ہے۔

حکومت کے سپاہی سڑکوں پر عرفات کی حد کے قریب پہرہ دیتے ہیں کہ کوئی لاری نہ نکل سکے۔ لیکن معلم پیدل آدمیوں کو خفیہ راستوں سے نکالنے کی کوشش

کرتے ہیں اس وقت خوب ہوشیار رہیں اور معلم یہ صرف اس لئے کرتے ہیں کہ انکو حاجیوں کو جلد از جلد مزدلفہ پہنچانے میں سہولت ہوجاتی ہے اور کچھ آرام کا وقت مل جائے۔ پھر بعض معلم عرفات سے سیدھا منیٰ کو حاجیوں کو لے جاتے ہیں اور مزدلفہ میں رات گذارنے کا موقعہ نہیں دیتے۔ حالانکہ مزدلفہ میں رات گذارنا واجب ہے اس کے رہ جانے سے ایک قربانی دینی پڑتی ہے اس کا خیال رکھیں۔ پھر منیٰ میں آکر معلم حاجیوں کو کہتے ہیں کہ بارہ تاریخ کو جاکر طواف افاضہ کرلیں گے حالانکہ یہ خلاف سنت ہے۔ اور بعض دفعہ تو ایسا ہوتا ہے کہ بارہ تاریخ کو حاجیوں کو منیٰ سے مکہ مکرمہ لاتے لاتے دیر ہوگئی اور طواف افاضہ کا وقت ہی نکل گیا اس صورت میں حج بالکل بالاتفاق ضائع ہو جاتا ہے اور پھر حج دوبارہ کرنا پڑتا ہے اور اس پر مزید ظلم یہ ہوتا ہے کہ ایسے حاجیوں کو جن کے طواف افاضہ کا وقت نکل جاتا ہے یعنی بارھویں تاریخ کا سورج غروب ہوجاتا ہے ان کو معلم کہتے ہیں کہ بھائی قصور ہوگیا ہے تم ایک ایک قربانی دیدو۔ حالانکہ اس قربانی سے حج ہو نہیں جاتا وہ تو باطل ہوگیا اور اس کے علاوہ حاجی پر قربانی کا بوجھ بھی ڈال دیا گیا۔ اس وقت آپ معلم کی مطلق پرواہ نہ کریں اور اسکو مجبور کریں کہ وہ آپ کو دس تاریخ کو طواف افاضہ کراتے یا اگر اس روز آپ فارغ نہ ہوسکیں تو گیارہ تاریخ کو اسے مجبور کریں اگر وہ آپ کے ساتھ نہ آئے تو آپ خود چلے جائیں اور آکر بیت اللہ شریف کا طواف اور صفا مروہ کی دوڑ کرلیں اور اس کتاب میں جو دعائیں لکھی ہوئی ہیں ان کو پڑھتے جائیں اور اپنے ناخواندہ ساتھیوں کو بھی دعائیں پڑھا کر طواف کرادیں۔ اور فارغ ہو کر منیٰ کو چلے جائیں اس کے بعد بارہ تاریخ کو دوپہر کے بعد کنکریاں مار کر مجبور لوگوں کو منیٰ سے آجانے کی اجازت ہے لیکن بہتر یہی ہے کہ تیرہ تاریخ کو واپس آئیں۔ معلم صبح کی نماز کے بعد کنکریاں مروا کر

حاجیوں کو منیٰ سے لے آتے ہیں حالانکہ بارہ تاریخ کو اس وقت کنکریاں مارنے کا وقت ہی نہیں ہوتا۔ اور اس وقت منیٰ سے چلے آنا بہت بڑا جرم ہے جس کی سزا بعض کے نزدیک قربانی ہے۔ پھر اس کے بعد معلم تیرہ تاریخ تک کسی کو منیٰ میں نہیں رہنے دیتے اور کہتے ہیں کہ کل آپ کو لاری نہیں ملے گی آپ کو پیدل سامان اٹھا کر آنا پڑیگا۔ اس لئے آج ہی چلے چلو۔ حالانکہ وہ صرف اس لئے ایسا کرتے ہیں کہ اگر حاجی تیرہ تاریخ تک منیٰ میں رہے تو ہمیں بھی ایک دن اور یہاں رہنا پڑیگا اور ہمارے سامان کل تک رکے رہیں گے۔ آپ تیرہ تاریخ تک منیٰ میں رہیں۔ اور معلم کے کہنے کی پرواہ نہ کریں۔ آپ کو ہر وقت اور ہر روز لاری مل جائے گی۔ اسکے بعد معلم وادی محصّب میں کسی کو رات نہیں گذارنے دیتے صرف اس لئے کہ ہم جلدی گھر چلے جائیں آپ معلم کو چھوڑ دیں اور وادی محصّب میں رات گذار لیں۔ کہ یہ سنت ہے یہاں کوئی خاص پروگرام بھی نہیں جس میں معلم کی ضرورت پڑے اور یہاں سے مکہ مکرمہ بالکل قریب ہے بلکہ آجکل تو مکہ مکرمہ سے لیکر منیٰ تک عمارتیں پھیل چکی ہیں۔ اگر آپ کے پاس سامان بھی ہو تو بھی یہاں سے خانہ کعبہ قریب ہے کوئی دور نہیں یہ بھی عرض کر دوں کہ حجاج کرام میں سے قریباً پچانوے ۹۵ فیصدی آدمی حج کے احکام سے ناواقف ہوتے ہیں جس طرح معلم کہتا ہے اسی طرح کرتے جاتے ہیں اسی لئے میں نے یہاں ان چیزوں کی نشاندہی کر دی ہے۔

## کچھ عورتوں کے متعلق

حج کے احکام میں عورت اور مرد سب برابر ہیں البتہ بعض احکام ایسے ہیں جن میں عورتوں کے لئے الگ حکم ہے اور مردوں کے لئے الگ اور بعض ایسے حالات عورتوں کو پیش آجاتے ہیں جن میں وہ مجبور ہو جاتی ہیں بہتر ہے کہ ان کے متعلق کچھ یہاں

عرض کر دیا جائے۔

اعمال حج میں عورت اور مرد کا فرق سات احکام میں ہے۔ (۱) عورت احرام کی حالت میں اپنا سر ننگا نہ کرے (۲) عورت احرام کی حالت میں سلے ہوئے کپڑے پہن سکتی ہے (۳) عورت بلند آواز سے لبیک نہ کہے (۴) عورت رمل نہ کرے (۵) عورت صفا مروہ کی دوڑ میں سبز ستونوں کے درمیان نہ دوڑے (۶) عورت حج میں اپنا سر نہ منڈائے بلکہ کچھ تھوڑے سے بال ایک پورے کے برابر نیچے سے کٹا لے (۷) عورت حجر اسود کو چومنے کے لئے مردوں میں نہ گھسے بلکہ دور ہی سے اشارہ کر لے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ عورتوں کو حج نہیں کرنا چاہئے حالانکہ شریعت مقدسہ نے عورت کو حج سے مستثنٰی نہیں کیا۔ بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ عورتوں کے لئے افضل جہاد اچھا حج ہے اسی حدیث سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے استدلال کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ عورتوں کو بار بار حج کرنا چاہئے کیونکہ جس طرح مرد بار بار جہاد پر جاتے ہیں عورت بار بار حج کرے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں حکم دیا تھا کہ عورت صرف ایک بار حج کرے کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے کہ۔

وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ کہ تم اپنے گھروں میں بیٹھی رہو۔

تو حضرت عائشہ صدیقہ نے اپنے قوت استدلال سے ان کو بار بار حج کرنے کا قائل کر لیا تھا۔ چنانچہ آپ نے اپنے حکم کو واپس لے لیا۔ اس کے بعد آج تک عورتوں کے دوبارہ حج کرنے پر کسی نے پابندی نہیں لگائی۔ اس لئے عورتوں کو بھی چاہئے کہ جب ان کے حج کے شرائط پورے ہو جائیں تو فوراً حج کے لئے

تیار ہو جائیں۔ بلکہ جوانی کی حالت میں حج کرنا بہت بہتر ہے تاکہ اسکی ساری زندگی پر حج کا اثر حاوی رہے۔ اور اس میں بیوہ۔ شادی شدہ۔ مطلقہ۔ کنواری کا کوئی فرق نہیں ہے۔

عورت کے حج کے متعلق ان شرائط کے علاوہ جو مرد کے لئے ہیں۔ یہ شرط بھی ہے کہ اس کے ساتھ اس کا خاوند یا کوئی محرم ہو۔ امام ابوحنیفہ کا یہی مذہب ہے۔ اور امام شافعی کے نزدیک اگر دو یا دو سے زیادہ قابل اعتماد عورتیں ہوں تو بھی عورت کا حج کے لئے نکلنا درست ہے۔

کوئی عورت یہ نہیں جانتی کہ کب اس کے ہاں بچہ پیدا ہو جائے یا اسے ایام ماہواری آجائیں کیونکہ ان کا علم اللہ کے پاس ہے۔ اگر عورت کو اثنائے سفر میں احرام باندھنے سے پہلے بچہ پیدا ہو جائے یا حیض آجائے تو وہ اپنے سفر کو جاری رکھے اور جب میقات آجائے تو غسل کر کے احرام باندھ لے اور تلبیہ کہتی رہے نماز نہ پڑھے اور نہ اس کی قضا دے۔ اور اگر احرام باندھنے کے بعد بچہ پیدا ہو یا حیض آجائے تو وہ مضبوط لنگوٹا باندھ لے اور حج کے تمام احکام پورے کرتی رہے۔ عرفات میں چلی جائے۔ مزدلفہ میں رات گزارے ذکر اذکار اور دعائیں پڑھتی رہے قرآن مجید نہ پڑھے۔ نمازیں نہ پڑھے۔ مشعر الحرام پر آکر ٹھہرے جمروں کو کنکریاں مارے۔ قربانی ذبح کرے۔ اپنے بال کٹائے لیکن بیت اللہ شریف کا طواف نہ کرے۔ نہ طواف افاضہ نہ کوئی اور طواف۔ جب پاک ہو جائے تو پہلے طواف افاضہ کرے اور اس کے بعد عمرہ کا نیا احرام باندھ کر تنعیم سے آکر عمرہ کرے بیت اللہ شریف کا طواف کرے اور صفا مروہ کی دوڑ کرے اور بال کٹا کر احرام کھول دے۔

اگر کسی عورت کا جہاز یا ساتھی اس کے حیض یا نفاس کے ختم ہونے سے پہلے چلے آنے والے ہوں اور عورت مکہ مکرمہ کو چھوڑنے پر مجبور ہو جائے۔ تو عورت

کیا کرے ؟ کیونکہ اگر وہ طواف چھوڑ دے تو اس کا حج باطل ہوتا ہے اور اگر طواف کرے تو وہ ناجائز ہے۔ ایسی صورت میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ یہ ہے کہ عورت حیض یا نفاس کی حالت ہی میں غسل کرے اور لنگوٹہ باندھ لے اور بیت اللہ شریف کا طواف کرے۔ اور ایک اونٹ یا گائے کی قربانی بیت اللہ شریف کی بےحرمتی کے جرمانہ میں ذبح کرے اور اس کا حج پورا ہو گیا۔

عورتوں کی اس حالت کی چار قسمیں ہو سکتی ہیں۔ اگر عورت کا خون کسی دوائی کے سبب سے یا ویسے ہی ایک دن کے لئے رک جائے تو وہ طواف کرے اگرچہ اس کے بعد پھر اسے حیض یا نفاس آنے لگے تو امام شافعی کے نزدیک یہ طواف افاضہ کر سکتی ہے اور اس پر کوئی قربانی نہیں امام ابو حنیفہ کا بھی یہی خیال ہے اور اگر خون بند نہ ہو تو امام ابو حنیفہ اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک طواف کرے ایک اونٹ یا گائے قربانی کرے کیونکہ اس کی وجہ سے بیت اللہ شریف کی بےحرمتی ہوئی اور حج پورا ہو گیا اور بغیر طواف کئے واپس آجائے تو اگر اس نے طواف قدوم کر لیا تھا تو وہ طواف اس کے طواف افاضہ کے قائم مقام ہو جائے گا اور حج پورا ہو جائے گا یہ مذہب امام مالک کا ہے اور اس صورت میں اس پر کوئی قربانی نہیں ہے اور اگر عورت کا یہ حج فرضی نہ ہو بلکہ نفلی ہو تو عورت مکہ مکرمہ سے تین دن کے فاصلہ تک باہر چلی جائے تو اسکی صورت محصر کی صورت ہو جائے گی اس صورت میں وہ ایک قربانی وہاں جا کر ذبح کر دے اور بال کٹا کر حلال ہو جائے اس صورت میں اس کا حج پورا ہو جائے گا۔ اور یہ قول امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔

---

# طواف وداع

اب جبکہ آپ بفضلہ تعالیٰ حج کے تمام ارکان پورے کر چکے ہیں آپ کے ذمہ کوئی فرض باقی نہیں ہے جب تک آپ مکہ مکرمہ میں رہنا چاہیں رہیں لیکن جب جانے کا ارادہ کریں تو پھر آکر بیت اللہ شریف کا طواف کریں۔ اسے طواف وداع یا طواف صدر کہتے ہیں۔ یہ طواف واجب ہے اگر کسی عورت نے طواف افاضہ کر لیا ہو اور طواف وداع سے پہلے اسے ایام ماہواری شروع ہو جائیں تو وہ طواف وداع نہ کرے اس پر کوئی حرج نہیں۔ طواف وداع کی ترکیب یہ ہے کہ پہلے آپ سابقہ کیفیت سے بیت اللہ شریف کے چکر کاٹیں اس طواف میں اضطباع اور رمل نہیں۔ اور وہی دعائیں پڑھیں۔ پھر آکر حجر اسود کو بوسہ دیں۔ پھر مقام ابراہیم میں دو رکعت واجب طواف پڑھیں پھر ملتزم پر آکر خوب رو رو کر دعائیں کریں۔ ملتزم سے اپنا جسم لگائیں اور یہ دعا پڑھیں۔

| | |
|---|---|
| اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ | اے اللہ میں تیرا غلام ہوں تیرے غلام کا بیٹا ہوں تیری |
| وَابْنُ اَمَتِكَ حَمَلْتَنِيْ عَلٰى دَابَّتِكَ | لونڈی کا بیٹا ہوں تو نے مجھے سواری عطا فرمائی اور مجھے |
| وَسَيَّرْتَنِيْ فِيْ بِلَادِكَ حَتّٰى اَدْخَلْتَنِيْ | اپنے شہر میں پہنچایا یہاں تک کہ تو نے مجھے اپنے حرم اور |
| حَرَمَكَ وَاَمْنَكَ وَقَدْ رَجَوْتُ | امن میں پہنچایا مجھے حسن ظن سے یہ یقین ہے کہ تو نے میرے |
| بِحُسْنِ ظَنِّيْ اَنْ تَكُوْنَ قَدْ غَفَرْتَ | گناہ معاف کر دیتے ہوں گے سو تیری تعریف ہے اور |
| لِيْ ذُنُبِيْ فَلَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ | تیرا شکر ہے۔ اے اللہ مجھے آگے پیچھے دائیں بائیں |
| اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِيْ مِنْ يَمِيْنِيْ وَمِنْ | اوپر نیچے ہر طرف سے محفوظ رکھ یہاں تک کہ میں اپنے |
| شِمَالِيْ وَمِنْ خَلْفِيْ وَمِنْ اَمَامِيْ وَمِنْ | گھر پہنچوں اور جب میں وہاں پہنچ جاؤں تو میرے اہل عیال |

نُوْقِیْ وَمِنْ تَحْتِیْ حَتّٰی تُقَدِّمَنِیْ عَلٰی اَهْلِیْ فَاِذَا اَقْدَمْتَنِیْ عَلٰی اَهْلِیْ فَاکْفِنِیْ مُؤْنَةَ عِیَالِیْ وَاکْفِنِیْ مُؤْنَةَ خَلْقِكَ اَجْمَعِیْنَ

کا تمام بوجھ تو اپنے ذمہ لے لے اور تمام خلقت کی تکلیفوں سے مجھے محفوظ رکھ۔

---

یہاں سے فارغ ہو کر حطیم میں آجائیں اور آکر جو چاہیں دعائیں کریں پھر اس کے بعد زمزم پر آئیں اور قبلہ رخ کھڑے ہو کر دعا مانگ کر خوب سیر ہو کر پانی پئیں۔ اور کچھ پانی اپنے جسم پر بھی لگائیں اس کے بعد پھر حجر اسود کو آکر بوسہ دیں اور خانہ کعبہ کے باب الوداع کی طرف آجائیں (بعض لوگ ادب کے طور پر خانہ کعبہ سے نکلتے وقت الٹے پاؤں چلتے ہیں اور خانہ کعبہ کو دیکھتے چلے جاتے ہیں اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے اس کا پتہ تک نہیں چلتا حالانکہ وہ سب سے زیادہ ادب کرنے والے تھے)

جب باب الوداع سے نکلنے لگیں تو یہ دعا پڑھیں۔

آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ

ہم واپس آنے والے ہیں۔ توبہ کرنے والے۔ عبادت کرنے والے اپنے رب کی تعریف کرنیوالے اللہ نے اپنا وعدہ سچا کردیا اور اپنے بندے کی مدد کی اور تمام لشکروں کو اکیلے نے ..شکست دی

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حج یا عمرہ یا کسی جنگ سے واپس ہوتے تو یہ کلمات فرمایا کرتے تھے۔ اس کے بعد آپ پوری طرح فارغ ہو گئے اگر آپ اپنے گھر واپس جانا چاہیں تو جا سکتے ہیں حج پورا ہو گیا۔ لیکن ذرا ٹھہرئے خیال فرمائیے کہ آپ کہاں سے چل کر کہاں تک آئے ہیں انتہائی بدقسمتی ہو گی اگر آپ مدینہ منورہ نہ جائیں۔ یہ شہر وہ شہر ہے جو مدینۃ النبی کہلاتا ہے۔ جہاں مسجد نبوی ہے جس کے اندر نماز پڑھنے کا ثواب ہزار درجہ زیادہ ملتا ہے بلکہ ایک حدیث سے معلوم

ہوتا ہے کہ پچاس ہزار درجہ زیادہ ثواب ملتا ہے۔ جس کے اندر وہ محترم ہستی استراحت فرما ہے جس کا نام نامی آسمانوں میں زمینوں میں۔ اذانوں میں۔ تکبیروں میں۔ تلاوت میں۔ دعاؤں میں ہر وقت گونجتا رہتا ہے۔ جس کے بغیر آپ کا اسلام ہی کسی کام کا نہیں جسکے بغیر نجات ناممکن ہے ہاں یہ وہ شہر ہے جس کے اندر آج بھی دس ہزار صحابہ کرام کی مقدس جماعت کے افراد آرام کر رہے ہیں۔ جس کی ایک ایک ٹھیکری اور ایک ایک کنکر اسلامی تاریخ کا ایک باب ہے۔ ہاں یہ وہ شہر ہے جو اسلام کی ابتدائی تاریخ کا گہوارہ ہے۔ یہ وہ شہر ہے جس کی گلیوں میں کروڑوں اولیاء اللہ ہزاروں ابدال قطب غوث ننگے پاؤں چلتے رہے ہیں۔ جس شہر میں امام مالک کبھی سوار نہ ہوتے تھے۔ کیا آپ اس مقدس شہر کو دیکھے بغیر ہی واپس چلے جائیں گے؟ آؤ ذرا مدینۃ الرسول تک چلے چلیں اور وہ مقامات اپنی آنکھوں سے دیکھیں جن مقامات میں اسلام پھیلا۔ آؤ وہ پہاڑیاں دیکھیں جن کے دامن میں اسلام کے لئے جنگیں لڑی گئیں۔ آؤ وہ مسجدیں دیکھیں جن میں خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی دوسرے لوگوں کے ہمراہ تعمیر کا کام کرتے رہے تھے۔ آؤ ان لوگوں کی قبریں دیکھیں جنہوں نے اسلام پر اور پیغمبر اسلام پر پروانہ وار اپنی جانیں نثار کر دی تھیں۔ آؤ میں تم کو وہ نورانی قبر مبارک و روضہ مقدس دکھاؤں جس کے سامنے آپ کے دل دو منٹ میں نور ایمانی سے پر ہو جائیں گے۔ آؤ میں تم کو وہ جگہ دکھاؤں جہاں جبریل علیہ السلام نازل ہوا کرتے تھے۔ آؤ میں تم کو وہ جگہ دکھاؤں جہاں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی پرسوز اور پر درد حزین لہجہ میں اذان کی آواز گونجا کرتی تھی۔ آؤ معمولی بات ہے ساری زندگی دنیا کے کام دھندے کرتے ہی آئے ہیں اور یہ کام تو مرتے دم تک پیچھا نہ چھوڑیں گے آؤ اس موقعہ کو غنیمت سمجھو۔ آؤ میں آپ کی راہنمائی کرتا ہوں رستہ

کے معلومات تم کو بتاتا ہوں شہر پہنچ کر جو کچھ ہو سکے گا آپ کی راہنمائی کروں گا۔

# روانگی مدینہ منورہ

مکہ مکرمہ سے کچھ لوگ تو لاریوں پر سوار ہو کر مدینہ منورہ کو جاتے ہیں اور کچھ لوگ پیدل جاتے ہیں۔ کچھ اونٹوں پر جاتے ہیں۔ ان سب کے راستے الگ الگ ہیں میں ہر ایک راستہ کے متعلق منزلوں کا پتہ دیدیتا ہوں تاکہ آپ کو سہولت ہو جائے لاریوں پر جانے والے حضرات کو تو اتنی تشویش کی ضرورت نہیں ڈرائیور راستہ بڑی اچھی طرح جانتا ہے۔ البتہ آپ کو سامان خورد ونوش اور ضروریات کی اطلاع دینا میرا فرض ہے راستہ بڑا صاف ہے پختہ سڑک ہے۔ لاریاں بہت اچھی مضبوط صاف ستھری اور آرام دہ ہیں۔ لاریوں کے راستہ سے یہ منزلیں راستہ میں آتی ہیں پہلے لاریاں جدہ میں آتی ہیں اس راستہ کے متعلق میں پہلے عرض کر چکا ہوں جدہ جا کر آپ کو تمام چیزیں مل سکیں گی۔ اس کے بعد لاری ذہبان اور تول کی منزلوں سے گذر جائے گی یہاں نہیں ٹھہرے گی۔ اس کے بعد رابغ کی منزل ہے یہاں لاری ٹھہرتی ہے۔ رابغ بحیرۂ احمر کے کنارہ پر ایک بستی ہے۔ یہاں ایک قلعہ ہے پانی نہر زبیدہ کا بھی ہے اور چشموں اور کنووں کا بھی۔ رابغ تک سمندر کی ایک چھوٹی سی شاخ آتی ہے جس میں کشتیاں چلتی ہیں کشتیوں والے رابغ کے آدمیوں سے موتی اور سیپ خرید کر لے جاتے ہیں جو کہ وہ شکار کرتے ہیں اور وہ لوگ ان کے ہاتھ نہایت سستے داموں اسلحہ وغیرہ فروخت کر جاتے ہیں۔ یہاں پولیس کی چوکی بھی ہے اور ٹیلیفون بھی ہے۔

اس کے بعد مستورہ کی منزل ہے یہاں کا پانی کڑوا ہے (مستورہ سے

لاریوں کے دو راستے جاتے ہیں پرانے راستہ میں مستورہ سے آگے ابیار ابی حصان اور شفیہ کی منزلیں آتی ہیں اور اسکے بعد مسیجید کی چوکی ہے اور نئے راستہ سے جواب پختہ سڑک بنی ہے۔ مستورہ کے بعد بدر کی منزل ہے اور اس کے بعد مسیجید کی چوکی آجاتی ہے) اس کے بعد بدر کی منزل ہے یہاں لاری دو تین گھنٹے ٹھہرتی ہے یہاں نہر زبیدہ کا پانی ملتا ہے۔ اس کے علاوہ قہوہ۔ چائے۔ روٹی۔ کھجور اور دیگر پھل بھی ملتے ہیں۔ آرام کرنے کیلئے چارپائیاں بھی مل جاتی ہیں۔ اس کے قریب ہی ایک پرانے زمانہ کا قلعہ ہے جواب گرتا جارہا ہے۔ یہاں چونکہ لاری دو تین گھنٹے ٹھہرے گی۔ آپ بھی لاری میں بیٹھے ہوئے کافی تھک چکے ہیں آؤ ذرا چہل قدمی کر آئیں یہاں سے صرف ڈیڑھ میل پر وہ مقدس مقام ہے جہاں اسلام کی سب سے پہلی بڑی جنگ لڑی گئی تھی۔ جس کا ذکر قرآن مجید میں بالتفصیل بیان کیا گیا ہے۔ آؤ ان قدوسیوں کے مزاروں پر جاکر فاتحہ پڑھیں جن کی مثال قیامت تک نہ مل سکے گی یہ وہ شہید ہیں جن کا درجہ احد کے شہیدوں کے سوا اور کسی کو نہیں ملے گا۔ ڈیڑھ میل کی بات ہی کیا ہے وہ سامنے شمال کی طرف دیکھو وہ دور سے سفید رنگ کی ایک چھوٹی سی چار دیواری نظر آرہی ہے یہی وہ چوکھنڈی ہے جو ہماری منزل مقصود ہے۔

آؤ سب سے پہلے ان شہیدوں کے لئے دعا کریں پھر اور کچھ دیکھا جائے گا۔ آپ کو معلوم ہے کہ اس میں کون کون سے صحابہ مدفون ہیں لو میں بتاتا ہوں گو آج ان لوگوں کی قبروں کے الگ الگ نشان موجود نہیں ہیں لیکن اس میں چودہ شہید دفن ہیں دائیں سے بائیں کی طرف علی الترتیب یہ اشخاص ہیں۔ عُبیدہ بن حارث بن مطلب قریشی انہیں شیبہ بن ربیعہ نے شہید کیا تھا۔ عُمیر بن ابی وقاص۔ سعد بن ابی وقاص فاتح ایران کے بھائی ان کی

عمر صرف سولہ برس کی تھی انہیں عاص بن سعید نے شہید کیا تھا۔ ذوالشمالین[3] بن عبد عمرو یہ دونوں بنی زہرہ سے تھے۔ عاقل[4] بن بکیر اور مہجع[5] حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے غلام یہ دونوں بنی عدی سے تھے۔ صفوان[6] بن بیضا یہ تمام قریشی تھے۔ آٹھ آدمی انصار سے تھے جن کی تفصیل یہ ہے۔ سعد[7] بن خیثمہ۔ اور مبشر[8] ابن عبد المنذر یہ دونوں بنی عوف سے تھے۔ یزید[9] بن حارث یہ بنو حارث بن خزرج سے تھے۔ عمیر[10] بن حمام یہ بنی سلمہ سے تھے رافع[11] بن معلی یہ بنو حبیب سے تھے حارثہ[12] بن سراقہ بن حارث یہ بنی نجار سے تھے۔ عوف[13] و معوذ[14] حارث بن رفاعہ کے بیٹے یہ بنی غنم سے تھے رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اللھم صل علی محمد وآل محمد واصحاب محمد وبارک وسلم ان کے لئے اور اپنے لئے بھی دعا کریں السلام علیکم اہل الدیار من المومنین والمسلمین یغفر اللہ لنا ولکم انتم سلفنا ونحن بالاثر وانا ان شاء اللہ بکم لاحقون۔

آؤ ذرا آگے آجاؤ دیکھو یہ ایک مسمار شدہ کنوئیں کے نشانات جو آپ دیکھ رہے ہیں یہی وہ کنواں ہے جس میں قریش کے ستر سردار بڑے بڑے سردار۔ فرعون مزاج پڑے ہوتے ہیں یہ خبیث اس نور اسلام کو ہمیشہ کے لئے بجھانے آئے تھے جسے اللہ تعالیٰ ساری دنیا پر چمکانے والا تھا۔ یہ اس نور مجسم کو بجھانے کے لئے آئے تھے جو ساری دنیا کے لئے رحمت کا پیغام لے کر آیا تھا۔ وہ اسلام آج بھی موجود ہے اس پیغمبر اسلام کا نام آج بھی روشن ہے۔ لیکن یہ لوگ جہنم واصل ہو چکے ہیں ان لوگوں کے نام یہ ہیں حنظلہ[1] بن ابی سفیان۔ حارث[2] بن حضرمی۔ عامر[3] بن حضرمی۔ عمیر[4] بن ابی عمیر اور اس کا بیٹا[5] عبیدہ[6] بن سعد۔ عاص[7] بن سعید۔ عقبہ[8] بن ابی معیط۔ عتبہ[9] بن ربیعہ (یہ خبیث اس جنگ میں کفار کا سپہ سالار تھا) شیبہ[10] بن ربیعہ۔ ولید[11] بن عتبہ۔ عامر[12] بن عبد اللہ۔ حارث[13] بن عامر

طعیمہ[14] بن عدی۔ زمعہ[15] بن اسود۔ حارث[16] بن زمعہ۔ عقیل[17] بن اسود۔ ابوالبختری[18]۔ نوفل[19] بن
خویلد۔ طلحہ[20] بن عبیداللہ۔ (یہ دونوں بڑے شیطان آدمی تھے) نضر[21] بن حارث۔ زید[22] بن
ملیص۔ عمیر[23] بن عثمان۔ عثمان[24] بن مالک۔ ابوجہل[25] بن ہشام (یہی وہ بدترین انسان ہے جو
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عداوت اور دشمنی میں مشہور زمانہ ہے) عاص[27] بن ہشام۔ یزید
بن عبداللہ بن عمرو بن تمیم کا ایک آدمی[29]۔ ابوسافع[28]۔ حرملہ[30] بن عمرو۔ مسعود[31] بن ابی امیہ۔ العیص[32]
بن ولید۔ ابوقیس[33] بن فاکہہ۔ رفاعہ[34] بن ابی رفاعہ۔ منذر[35] بن ابی رفاعہ۔ عبداللہ[36] بن ابی منذر
اسود[37] بن عبدالاسد۔ حاجب[38] بن سائب۔ عویمر[39] بن سائب۔ عمرو[40] بن سفیان۔ جابر[41] بن سفیان
منبہ[42] بن حجاج۔ عاص[43] بن منبہ۔ نبیہ[44] بن حجاج۔ ابوالعاص[45] بن قیس۔ عاصم[46] بن عوف۔ امیہ[47] بن خلف
(یہی خبیث حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا مالک تھا اور انہیں تکلیفیں دیا کرتا تھا) علی بن امیہ
اوس[48] بن معیر۔ معاویہ[49] بن عامر۔ معبد[50] بن وہب۔ وہب[51] بن حارث۔ عامر[52] بن زید۔ عقبہ[53] بن
زید۔ عمیر[54]۔ نبیہ[55] بن زید۔ عبید[56] بن سلیط۔ مالک[57] بن عبیداللہ۔ عمرو[58] بن عبداللہ۔ حذیفہ[59]
بن ابی حذیفہ۔ ہشام[60] بن ابی حذیفہ۔ زہیر[61] بن ابی رفاعہ۔ سائب[62] بن ابی رفاعہ۔ عائذ[63] بن
سائب۔ برہ[64] بن مالک۔ حارث[66] بن منبہ۔ عامر[65] بن عوف۔ ان کے علاوہ تین آدمی ان کے
غلاموں میں سے تھے پہلے پچاس آدمی قریشی ہیں اور بعد کے ان سے مددگار یہ ہیں
وہ خبیث اور مردار انسان جو اللہ تعالےٰ کی نگاہ میں سب سے زیادہ بدترین مخلوق ہیں
اَللّٰھُمَّ الْعَنِ الْکَفَرَۃَ الَّذِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِکَ وَیُقَاتِلُوْنَ اَوْلِیَائَکَ وَاَنْزِلْ
بِھِمْ بَاْسَکَ الَّذِیْ لَا تَرُدُّہٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِیْنَ۔ اس کے بعد وہ سامنے گاؤں
دیکھئے اس کا نام بھی بدر ہے بدر اصل میں ایک آدمی کا نام تھا اس نے ایک کنواں کھدوایا
اس کا نام بھی اسی لئے بدر رکھا اور اس کنوئیں کے پاس جب جنگ لڑی گئی تو اس

جنگ کا نام بھی جنگ بدر مشہور ہو گیا اس کے بعد یہ گاؤں جب آباد ہوا تو اس کا نام بھی بدر رکھا گیا اور آپ کی لاری جس منزل پر کھڑی ہے اس کا نام بھی بدر ہے اور یہ جو تھوڑے سے ہی فاصلہ پر ایک کنواں نظر آ رہا ہے اب اس کنویں کا نام بھی بدر ہے آئیے اب واپس چلیں ڈرائیور انتظار کر رہا ہوگا۔

بدر کے بعد مسیجید کی چوکی ہے (ویسے تو ایک چھوٹی سی منزل راستہ میں اور بھی آتی ہے لیکن نہ تو وہاں کوئی چیز ملتی ہے اور نہ ہی وہاں لاری کھڑی ہوتی ہے) مسیجید پولیس کا اسٹیشن ہے یہاں سے ہر چیز مل سکتی ہے یہاں بھی ڈرائیور کچھ دیر ٹھہرے گا اور تھانہ میں جا کر باقاعدہ اسے دوبارہ اجازت نامہ لینا ہوگا۔ آپ کے پاسپورٹ معائنہ کے لئے جائیں گے۔ آپ چارپائیوں پر بیٹھ جائیں۔ پانی وغیرہ پی لیں۔ اس کے بعد فریش کی منزل ہے یہاں لاری نہیں ٹھہرتی۔ اس کے بعد بیر علی کی منزل ہے یہی وہ منزل ہے جس کا نام ذوالحلیفہ ہے یہ مقام مدینہ منورہ والوں کا میقات ہے یہاں سے مدینہ منورہ صرف چار میل ہے (ویسے تو عمارات کا سلسلہ اب مدینہ منورہ تک چلا جائے گا روضہ اقدس اور مسجد نبوی یہاں سے چار میل ہے)

# پیدل اور اونٹوں کا راستہ

یہ وہ راستہ ہے جسے "شاہی راستہ" کہتے ہیں اور عام طور پر آجکل اسی راستہ سے لوگ آتے جاتے ہیں باقی راستے قریباً ختم ہو چکے ہیں ان کا نشان بھی مختصر میں بدونگا۔ اس راستہ کی منزلیں یہ ہیں مکہ مکرمہ۔ تنعیم۔ یہاں سے لوگ احرام باندھ کر عمرہ کرتے ہیں یہ مکہ مکرمہ سے چار میل ہے یہاں مسجد عائشہ ہے جہاں سے حضرت عائشہ صدیقہ نے

احرام باندھ کر عمرہ کیا تھا۔ پانی کا خاصہ انتظام ہے مکہ مکرمہ کی بجلی کا پاور ہاؤس اسی جگہ پر ہے وہ دیکھیے سامنے سبز رنگ کی عمارت نظر آرہی ہے وہی پاور ہاؤس ہے۔ اس سے آگے وادی فاطمہ کی منزل ہے یہاں کا پانی بڑا اچھا ہے۔ یہ بڑا سرسبز علاقہ ہے اس کے آگے عسفان ہے یہاں پانی بڑی مشکل سے ملتا ہے وادی فاطمہ اور عسفان کے درمیان ایک گھاٹی سے گذرنا پڑتا ہے اس کے آگے خلیص کی منزل ہے یہاں ایک کنواں ہے جس سے پانی مل سکتا ہے یہاں باغات کا کافی سلسلہ ہے۔ اس سے آگے قدیمہ کی منزل ہے یہاں پانی مشکل سے ملتا ہے۔ تالابوں کا پانی پیتے ہیں یہاں سے قریب ہی ایک بستی بھی ہے یہاں سے راستہ شمال کو ہو جاتا ہے اس سے آگے رابغ کی منزل ہے جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے رابغ سے آگے مستورہ ہے اس کا ذکر بھی پہلے ہو چکا ہے مستورہ کے بعد بیر شیخ کی منزل ہے یہاں پانی نہیں ملتا یا دونی حصان یہاں بھی پانی کمیاب ہے اس کے بعد الحمراء کی منزل ہے یہ ایک بستی ہے یہاں کا پانی بڑا اچھا ہے اور عام ہے یہاں باغات کا بڑا وسیع سلسلہ ہے جن میں ہر طرح کے میوے پیدا ہوتے ہیں یہاں سے راستہ پھر شمال کی طرف ہو جاتا ہے۔

اس کے بعد جدیدہ کی منزل ہے یہاں پانی کافی ہے یہاں مشہور ولی اللہ عبدالرحیم مصری کی قبر ہے۔ یہاں سے راستہ مشرق کی طرف ہو جاتا ہے اس کے بعد بیر عباس کی منزل ہے یہاں پانی نہیں ملتا۔ یہاں سے راستہ اور مشرق کی طرف ہو جاتا ہے اس کے بعد بیر درویش کی منزل ہے اور اس کے بعد بیر علی یعنی ذوالحلیفہ آجاتا ہے۔ باقی راستوں کی منزلیں یہ ہیں۔

ایک راستہ رابغ سے نکلتا ہے اس کی منزلیں یہ ہیں وادی حرشان۔ النافر

بیر رضوان - ابوضباع - وادی ریان - غدیر - وادی معظم - بیر ماشی - اور اس کے بعد بیر علی یعنی ذوالحلیفہ ایک اور راستہ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کو آتا ہے اس کی یہ منزلیں ہیں مکہ مکرمہ - بیر بارود - وادی کیموں - حفاتر - برکہ سمرہ - برکہ مسلح - الحبیط سفینہ - سویرجیہ حجریہ - غرابہ - غدیر - سیدنا حمزہ اس کے بعد مدینہ منورہ آجاتا ہے - منزل حمزہ سے مدینہ منورہ صرف دو میل ہے -

پہلے تمام راستے بالآخر ذوالحلیفہ پر اکٹھے ہو جاتے ہیں صرف آخری راستہ علیحدہ ہے - جب آپ آخری منزل پر پہنچیں تو ٹھہر جائیں اگر لاری پر سوار ہیں تو لاری کھڑی کر لیں - یہاں وضو کر کے دو رکعت نفل شکرانہ ادا کر لیں - بہتر ہے کہ غسل کر لیں اور صاف ستھرے کپڑے پہن لیں کیونکہ اب آپ اس بادشاہ کے حضور میں جانے والے ہیں جس کا اس دنیا میں کوئی ثانی پیدا نہیں ہوا - اور اس کی اس حکومت میں کوئی نبی کوئی رسول شریک نہیں ہے - یہ امام الانبیاء ہیں - رحمۃ للعالمین ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر پیغمبر کو بھی ان کی امت میں پیدا ہونے کی آرزو تھی - یہ اس رسول کا دربار ہے جس نے فرمایا تھا کہ

اَلنَّظَافَۃُ مِنَ الْاِیْمَانِ ۔ کہ صاف ستھرا رہنا ایمان کا جزو ہے -

لیکن یہاں غسل کرنا شریعت کا حکم نہیں ہے یہ میرا مشورہ ہے - خیر آپ اس معاملہ میں آزاد ہیں یہ ہر شخص بذات خود فیصلہ کر سکتا ہے کہ اسے اپنے آقا سے صاف ستھرا ہو کر ہنستے چہرہ سے ملنا زیادہ پسند ہے یا میلی کچیلی پریشان حالت میں زار زار آنسو بہاتے ہوتے ملنا زیادہ پسند ہے وَلِلنَّاسِ فِیْمَا یَعْشِقُوْنَ مَذَاھِبُ

# مدینہ منورہ

مدینہ - مدینہ - مدینہ - مدینہ

محبت - محبت - محبت - محبت

جب آپ ذوالحلیفہ سے چلیں گے تو تھوڑے ہی فاصلہ پر جا کر آپ کی لاری روک لی جاتے گی۔ آپ سے فرداً فرداً آپ کے مدینہ منورہ کے معلم کا نام پوچھا جائیگا (انہیں مدینہ منورہ میں مزوّر کہا جاتا ہے) اور آپ کے پاسپورٹ ملاحظہ کئے جائیں گے اس کے بعد لاری روانہ ہو جاتے گی۔ مدینہ منورہ کے ارد گرد چونکہ پہاڑ ہیں اس لئے مدینہ منورہ کی اصلی آبادی اس وقت نظر آتی ہے جب اس کے پاس پہنچ جاتے ہیں تاہم دو میل کے فاصلہ سے گنبدِ خضرا (علی صاحبہا الصلوۃ والسلام) نظر آنے لگتا ہے۔ آہا اس گنبد کو دیکھ کر جو روحانی سرور دل کو حاصل ہوتا ہے وہ کچھ دیکھنے والا ہی جانتا ہے آنکھوں میں ایک چمک سی پیدا ہوتی ہے۔ سینے میں ٹھنڈک معلوم ہوتی ہے اور دل خوشی سے اچھلنے لگتا ہے۔ آپ اس حقیقت کو ایک لمحہ کے لئے بھی نہ بھولیں کہ موقع کی بات ہوتی ہے۔ حج کے ایام میں آپ کی بہترین عبادت لبیک کہنا تھا۔

اب مدینہ منورہ کی روانگی سے لیکر تمام راستہ اور مدینہ منورہ کی اقامت کے دنوں میں آپ کی سب سے زیادہ بہتر عبادت درود شریف ہے۔ اس کی کثرت رکھیں۔ آپ جتنا زیادہ درود شریف پڑھیں گے اتنا ہی زیادہ لطف بھی پائیں گے۔ اور اللہ کی رحمت بھی برسے گی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خوشی کا باعث بھی ہوگا۔ اور یہ بھی کچھ عجب نہیں کہ اس دوران میں شاید آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت باسعادت سے آپ مشرف

ہوجائیں۔ اگر ایسا ہوگیا تو سمجھ لیں کہ بیڑا پار ہوگیا۔ آپ تانبہ سے سونا بن گئے۔ وہ دیدار آپ کو زمین سے اٹھاکر آسمان پر پہنچا دیگا۔ آپ کی تمام محنت کا ماحصل آپ کو مل جائے گا۔ ع

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند ۔۔۔ آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا اِلْتِفَاتَ نَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور خاص کر ذوالحلیفہ یا مقام سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ سے روانگی کے بعد تو دن رات ہر وقت درود شریف پڑھتے رہیں اور سب سے زیادہ اچھا درود شریف وہ ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا جو آپ نمازمیں پڑھتے ہیں۔ جو فضیلت اس درود شریف کی ہے وہ اور کسی کی نہیں ہوسکتی کیونکہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلا ہوا ہے۔ یہ وہ خوبی ہے جو اور کسی میں نہیں مومن مخلص کی تو حالت ہی یہی ہوتی ہے کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہر ادا پر ان کے ہر لفظ پر ان کے ہر کام پر ان کی ہر طرز پر قربان ہوتا ہے اس کے سوا اسے اور کوئی چیز اچھی ہی نہیں لگتی اس درود شریف میں آپ یہ نہ سمجھیں کہ اس کی تعداد زیادہ نہ ہوسکے گی۔ خدا تعالےٰ کو گنتی سے سروکار نہیں ہے اسے تو اس کا خیال ہے کہ یہ درود میرے نبی کی زبان سے نکلا ہوا ہے یا نہیں۔ پھر آپکا وقت تو اللہ کے ہاں جمع ہو رہا ہے حساب آپ کے وقت اور محنت کے لحاظ سے ہوگا تعداد کی کمی بیشی سے نہ ہوگا۔

اس سارے سفر میں اور مدینہ منورہ کی اقامت کے دوران میں صحابہ کرام کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت اور عقیدت اور فرمانبرداری اور جاں نثاری کے حالات پڑھتے رہیں۔ کہ اس سے آپ کی طبیعت میں سوز اور گداز پیدا ہوگا۔ اس مضمون میں مولانا محمد زکریا کی کتاب "حکایات صحابہ" بہترین چیز ہے اس کا مطالعہ کریں۔ اور اوراد دل کو

بھی سنائیں۔ یا خود سنیں۔

جب آپ گنبد خضرا کو دیکھیں تو یہ بھی ملاحظہ فرمائیں کہ مدینہ منورہ کی اور کوئی عمارت نظر نہیں آتی صرف روضۂ اقدس کا گنبد نظر آتا ہے اور جب آپ شہر میں داخل ہوں گے تو آپ دیکھیں گے کہ کتنی عمارتیں گنبد خضرا سے بھی زیادہ بلند ہیں لیکن وہ باہر سے نظر نہ آتی تھیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا قد بھی درمیانہ تھا عام آدمیوں جتنا نہ تو آپ زیادہ بلند قامت تھے اور نہ ہی آپ کا قد چھوٹا تھا لیکن اس کے باوجود جب آپ بہت سے انبوہ میں کھڑے ہوتے تو سب سے الگ نظر آتے تھے آپ کا قد سب سے بلند نظر آتا تھا یہ آپ کا معجزہ تھا (علیہ الصلوٰۃ والسلام) یہی کیفیت اس گنبد خضرا کی آج بھی ہے۔ یہ تمام عمارتوں سے بلند نہیں ہے بلکہ بعض عمارتیں اس سے زیادہ بلند ہیں۔ لیکن دور سے صرف یہی گنبد خضرا نظر آتا ہے یا مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا ایک مینار نظر آتا ہے۔ اور کوئی چیز نظر نہیں آتی۔

سچ ہے اس دنیا میں ایک اللہ کا نام نامی ہے اور اس کے بعد اس کے رسول گرامی کی شخصیت ہے ان دونوں کے سامنے باقی کوئی چیز نظر نہیں آتی سب ہیچ ہیں۔ خیر جب آپ لاری کے اڈہ پر اتریں گے تو جس معلم کا آپ نے نام لیا تھا وہ آپ کے پاس آجائے گا۔ (مکہ مکرمہ میں ایک معلم مختلف ملکوں کے حاجیوں کو لے سکتا ہے اور ایک ملک کے حاجی مختلف معلموں کے پاس جا سکتے ہیں لیکن مدینہ منورہ میں ایک ملک کا ایک ہی معلم ہے پاکستان کے معلم کا نام حیدر ہے اس کے مکان کے دروازہ پر "حیدر الحیدری" کا بورڈ لگا ہوا ہے۔ اگر کسی اور معلم کا نام بھی آپ لے لیں گے تو بالآخر وہ معلم آپ کو حیدر کے پاس لا کر چھوڑ جائیگا) آپ سامان اٹھا کر اس کے ہمراہ چلے جائیں۔ سامان رکھنے کے

بعد اگر مسجد نبوی کا دروازہ کھلا ہو تو سب سے پہلے وہاں حاضری دیں (رات کو عشاء کی نماز کے بعد دو بجے مسجد نبوی کا دروازہ بند ہو جاتا ہے اور پھر تہجد کے وقت تقریباً آٹھ بجے کھلتا ہے) معلم سے پانی لے کر وضو کریں اور معلم کو ہمراہ لے کر مسجد نبوی (علے صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) میں آجائیں اور ریاض الجنۃ (روضۃ من ریاض الجنۃ جنت کی کیاری) میں دو رکعت نفل پڑھیں اور اگر کسی فرض نماز کا وقت ہو تو وہ بھی ادا کرلیں اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ کے حجرہ پہ آجائیں۔ اور نہایت مؤدب ہو کر کھڑے ہو جائیں۔ اور اس احساس کو دل میں از سر نو تازہ کرلیں کہ اب آپ اس سید الکونین کی خدمت میں حاضر ہیں جن کا غائبانہ طور پہ آپ ساری عمر سے کلمہ پڑھتے رہے ہیں۔ جن کے روضہ پہ پہنچنے کی تڑپ آپ کو ساری عمر بیقرار کرتی رہی ہے۔ جس کی زیارت کے لئے آپ اپنی تمام دولت نچھاور کرنے کے لئے تیار تھے۔ یہ وہ محترم ہستی ہے جس کا ذکر قرآن کے قریباً ہر مقام پہ ہے۔ جن کا ذکر خیر زمین کے علاوہ آسمان پہ بھی ہر وقت رہتا ہے۔ جن کا اسم گرامی ساری دنیا میں معلوم نہیں کئی کروڑ مرتبہ لیا جاتا ہے۔

خیر بہر حال جب آپ یہاں آکر کھڑے ہو گئے ہیں تو اپنی نگاہوں کو جھکالیں گستاخانہ طور پہ اکڑ کر نہ کھڑے ہوں دائیں بائیں نہ دیکھیں اور آہستہ آواز سے جس میں شوخی اور تلخی نہ ہو درود شریف پڑھنا شروع کردیں۔ اور درود شریف پڑھنے سے زیادہ آپ اس چیز کا خیال رکھیں کہ آپ سے کوئی ایسی حرکت سرزد نہ ہو جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کا باعث بن سکے۔ اپنی دائیں طرف ذرا نظر اٹھا کر سامنے دیکھیں دو بورڈ موٹے حروف میں لکھے ہوتے لٹکے ہیں ایک پر یہ آیت لکھی ہوئی ہے کہ۔

یَآاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا (کہ اے ایماندارو اپنے آوازوں کو نبی کی آواز سے

اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ بلند نہ کرو۔ ـــــــــــــــ

اور دوسرے بورڈ پر یہ آیت لکھی ہوئی ہے۔

وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ كہ نبی کو ایسی بلند آواز سے اور ایسے لہجہ سے مخاطب نہ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ کرو جیسے کہ تم آپس میں ایک دوسرے کے سامنے بلند آواز سے بولتے ہو اگر ایسا کرو گے تو تمہارے تمام عمل ضائع ہو جائیں گے اور تم کو پتہ بھی نہ چلے گا۔

اور اس کے بعد ذرا اپنے بائیں ہاتھ دوسری دیوار پر نظر ڈالیں ایک بہت موٹے حروف کا بورڈ آویزاں ہے جس پر سورۃ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی یہ آیت لکھی ہوتی ہے فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۔ یہ یقین رکھ کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

یہ اس لئے لکھا گیا ہے کہ آدمی محبت میں بے قابو ہو جاتا ہے اور ایسے کام کر گذرتا ہے جو کسی طرح بھی جائز نہیں ہوتے۔ یہاں آکر تم بھی کوئی حرکت نہ کر گذرنا جس میں شرک کا شائبہ پایا جاتے۔ اس سے تمہارے ایمان کی بربادی کے علاوہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی از حد تکلیف ہو گی۔ آپ شاید مزاج شناس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نہ ہوں میں آپ کی طبیعت کے متعلق آپ کے ایک دو واقعات آپ کو سنا دوں کہ آپ کو شرک اور خدا تعالیٰ کی عظمت میں گستاخی کرنے سے کتنی نفرت تھی۔ حدیث کی کتاب ابو داؤد میں جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ قحط سالی کے موقعہ پر ایک اعرابی نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ قحط سالی سے یہ حال ہے کہ گھر گھر فاقہ کشی ہو رہی ہے بچے تڑپ رہے ہیں بڑے بلک رہے ہیں کھیت اور باغات جل گئے ہیں۔ ہریاول کا نام و نشان نہیں جانور ہلاک ہو رہے ہیں آپ اللہ تعالےٰ سے بارش کی دعا کریں۔ ہم آپ کو دربار خداوندی میں اپنی سفارش

کے لئے پیش کرتے ہیں اور خدا کو آپ کے سامنے سفارشی بناتے ہیں۔ یہ پچھلا فقرہ سننا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ سرخ ہوگیا۔ آپ غصے میں بھر گئے اور بار بار غصے اور رنج اور خوف کے ساتھ فرمانے لگے۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَيْحَكَ یعنی اللہ پاک ہے اللہ پاک ہے تجھ پر افسوس لَا يُسْتَشْفَعُ بِاللّٰهِ عَلٰى اَحَدٍ ۔ سنو اللہ تعالیٰ کو کسی کے سامنے بطور سفارشی کے پیش نہیں کیا جا سکتا

ایک دفعہ ایک آدمی نے آپ کے سامنے اتنا کہہ دیا تھا کہ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشِئْتَ کہ جو اللہ چاہے اور جو آپ چاہیں۔ تو اس کلمہ کے سنتے ہی آپ کی آنکھیں سرخ ہو گئیں آپ کا چہرہ لال ہو گیا جس طرح کہ آپ کے چہرہ پر کسی نے قندھاری انار نچوڑ دیئے ہوں آپ غصہ کی حالت میں اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور فرمانے لگے اَجَعَلْتَنِيْ لِلّٰهِ نِدًّا کیا تو نے مجھے اللہ کا شریک سمجھ رکھا ہے۔ بَلْ قُلْ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ اس طرح کہہ کہ جو اللہ اکیلا چاہے گا وہی ہوگا (نسائی شریف)

اللہ اللہ شرک کے معاملہ میں آپ کی طبع کتنی نازک تھی۔ اسی لئے آپ نے یہ دعا بھی فرمائی تھی کہ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِيْ وَثَنًا يُعْبَدُ ۔ کہ یا اللہ میری قبر پر بتوں کی طرح عبادت اور پوجا نہ شروع ہو جائے۔

سلف صالحین کے دور علمی کے بعد جہالت کے دور بھی آئے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے شروع سے لیکر آج تک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر پر کسی کو جھکنے نہیں دیا۔ اور یہ آپ کی دعا کی قبولیت کا اثر ہے جاہل تو بہت کچھ کرتے سجدے کرتے طواف کرتے لیکن اللہ تعالیٰ نے ہر زمانہ کے بادشاہ کے دل میں یہ چیز ڈال دی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ اطہر پر پولیس کو متعین کیا جاتے جو لوگوں کو شرکیہ کام نہ کرنے دے

اور یہ برابر اس دن سے آجتک دستور چلا آتا ہے۔ خیر آپ کا معلم آپ کے ساتھ ہوگا وہ آپ کو درود اور سلام پڑھاتے گا۔ میں یہاں اس کو درج کر دیتا ہوں تاکہ اگر آپ کو کسی وقت معلم نہ بھی ملے تو آپ از خود درود اور سلام پڑھ لیں۔ آپ مواجہ شریف کے سامنے کھڑے ہو جائیں اور آہستہ آواز سے درود اور سلام اس طرح پڑھیں۔

| | |
|---|---|
| اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ | سلام ہو تجھ پر اے بزرگ سردار اور اے سب سے بڑے رسول |
| وَالرَّسُوْلُ الْعَظِيْمُ الرَّءُوْفُ الرَّحِيْمُ | اے مہربان رحم کرنے والے اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں |
| وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ | نازل ہوں آپ پر۔ اے اللہ کے نبی تجھ پر سلام ہو۔ اے اللہ |
| عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ | کے رسول تجھ پر سلام ہو اے اللہ کے دوست تجھ پر سلام |
| يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ | ہو اے اللہ کے پیارے تجھ پر سلام ہو اے اللہ کی بہترین |
| يَا خَلِيْلَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ | مخلوق تجھ پر سلام ہو۔ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ |
| يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ | کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں |
| يَا صَفْوَةَ خَلْقِ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنْ | اور آپ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اور میں یہ |
| لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ | بھی گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے پیغمبری کا پورا پورا حق ادا |
| لَهٗ وَاَنَّكَ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَ | کیا۔ اور امانت ادا کر دی۔ اور امت کی پوری خیر خواہی کی اور |
| اَشْهَدُ اَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ | اللہ کے راستہ میں پوری کوشش کی۔ اور آپ نے |
| وَاَدَّيْتَ الْاَمَانَةَ وَنَصَحْتَ لِلْاُمَّةِ | آخری دم تک اللہ تعالیٰ کی پوری پوری بندگی کی۔ اے |
| وَجَاهَدْتَ فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ | اللہ ہمیں دنیا اور آخرت میں بھلائی عطا فرما۔ اور ہمیں جہنم |
| وَعَبَدْتَ اللّٰهَ حَتّٰى اَتَاكَ الْيَقِيْنُ | کے عذاب سے بچا۔ اے اللہ رسول پاک صلے اللہ |
| رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي | علیہ وسلم کو مقام ''وسیلہ'' اور فضیلت اور بلند درجات |

الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۔ اَللّٰهُمَّ اٰتِهِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَهٗ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ

عطا فرما۔ اور آپ کو اس "مقام محمود" میں پہنچا جس کا تو نے ان سے وعدہ کر رکھا ہے اور ہمیں آپ کی شفاعت نصیب فرما تو کبھی اپنے وعدہ کا خلاف نہیں کرتا۔

---

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سلام کے یہ مختصر الفاظ بھی منقول ہیں

السلام علیك یا رسول اللہ السلام علیك یا ابا بکر السلام علیك یا عمر بن الخطاب

سلام ہو آپ پر اے اللہ کے رسول سلام ہو آپ پر اے ابوبکر صدیق سلام ہو آپ پر اے عمر بن خطاب

اس کے بعد جن جن لوگوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے آپ کو سلام کہنے کے لئے کہا ہو ان کے سلام پہنچائیں۔ اور ان کے نام لیکر کہیں اور اگر نام یاد نہ ہوں تو ویسے ہی کہہ دیں۔ اس گنہ گار۔ خطا کار۔ امیدوار مغفرت راقم الحروف کی آپ سے نہایت عاجزانہ درخواست ہے کہ اگر کبھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس رحمۃ للعالمین کے دربار میں حاضر ہونے کی توفیق بخشے تو نہایت عجز اور انکساری سے میری طرف سے بھی نہایت مودبانہ سلام عرض کریں۔ اور عرض کریں کہ یا رسول اللہ آپ کا ایک نہایت نابکار غلام آپ کو سلام عرض کرتا ہے اور بصد حسرت التماس کرتا ہے کہ ع

ہمائے اوج سعادت بدام ما افتد ۔ اگر ترا گذرے بر مقام ما افتد

میرا یہ پیغام آپ کے پاس امانت ہے۔ اسے بیخودی کی حالت میں بھول نہ جانا کیونکہ وہاں جا کر اکثر ایسے پیغامات فراموش ہو جایا کرتے ہیں۔ مقام وصل میں دوئی کی گنجائش نہیں رہتی ع چوں با حبیب نشینی و بادہ پیمائی ۔ بیاد آر حریفان بادہ پیما را۔

اس کے بعد مشرق کی جانب ایک ہاتھ کا قدر ہٹ کر سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قبر کے سامنے آجائیں۔ یعنی جہاں درمیانہ روزن بنا ہوا ہے اور بصد احترام اس اَفْضَلُ الْبَشَرِ بَعْدَ الْاَنْبِيَاءِ کیلئے سلامتی کی دعا فرماویں۔ اور کہیں کہ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا بَكْرِ الصِّدِّيْقِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَوَّلَ خَلِيْفَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فِي الْغَارِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَمِيْنَهُ عَلَى الْاَسْرَارِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صِهْرَ النَّبِيِّ الْمُصْطَفٰى جَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا اَفْضَلَ مَا جَزٰى اِمَامًا عَنْ اُمَّةِ نَبِيِّهٖ۔ فَلَقَدْ خَلَفْتَهٗ اَحْسَنَ الْخَلَفِ وَسَلَكْتَ طَرِيْقَهٗ وَمِنْهَاجَهٗ خَيْرَ سُلُوْكٍ وَّلَمْ تَ الْاِسْلَامَ وَوَصَلْتَ الْاَرْحَامَ وَلَمْ تَزَلْ قَائِمًا بِالْحَقِّ حَتّٰى اَتَاكَ الْيَقِيْنُ فَالسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ۔

سلام ہو تجھ پر اے ابوبکر صدیق اور اللہ کی رحمت اور برکت۔ اے اللہ کے رسول کے سب سے پہلے خلیفہ تجھ پر سلام ہو۔ اے اللہ کے رسول کے غار کے ساتھی تجھ پر سلام ہو۔ اے نبی کے اسرار کے امین تجھ پر سلام ہو۔ اے نبی (صلعم) کے خسر آپ پر سلام ہو۔ اللہ آپ کو ہم سب کی طرف سے وہ جزا عطا فرمائے جو آج تک اس نے کسی نبی کی امت کے امام کو۔ اس کی امت کی طرف سے جزا عطا نہ فرمائی ہو۔ آپ خلیفہ بنے تو بہترین خلیفہ بنے۔ آپ نے اپنی زندگی رسول کے طریقہ پر بہترین طرز سے گذار دی۔ آپ نے اسلام کی مدد کی اور صلہ رحمی کی اور اپنے آخری دم تک آپ حق پر قائم رہے سو آپ پر سلام ہو۔ اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں۔

---

اس کے بعد ایک بالشت کا اندازہ اور مشرق کی طرف ہٹ جائیں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی قبر کے سامنے آکر سلام پڑھیں۔ اور کہیں۔

| | |
|---|---|
| اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَ | اے عمر بن خطاب آپ پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں |
| رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ | اے اسلام کو ظاہر کرنے والے تجھ پر سلام ہو اے فاروق |
| يَا مُظْهِرَ الْاِسْلَامِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ | اعظم تجھ پر سلام ہو اے وہ کہ تیری زبان سے ہمیشہ حق |
| يَا فَارُوْقُ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ | ہی نکلا تجھ پر سلام ہو۔ اے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم |
| نَطَقْتَ بِالْحَقِّ وَالصَّوَابِ اَلسَّلَامُ | کے دوسرے خلیفے تجھ پر سلام ہو اے نبی مختار صلعم |
| عَلَيْكَ يَا ثَانِيَ الْخُلَفَاءِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ | کے خسر تجھ پر سلام ہو۔ آپ نے یتیموں کی پرورش کی |
| يَا صِهْرَ النَّبِيِّ الْمُصْطَفٰى۔ كَفَلْتَ الْاَيْتَامَ | اور صلہ رحمی کرتے رہے۔ آپ سے اسلام کو تقویت |
| وَوَصَلْتَ الْاَرْحَامَ وَقَوِيَ بِكَ الْاِسْلَامُ | پہنچی آپ پر سلام ہو۔ اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں |
| اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ | آپ پر نازل ہوں اے اللہ ہم کو اور ہمارے ماں باپ |
| اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِوَالِدَيْنَا وَلِاَوْلَادِنَا | اور ہماری اولاد اور ہمارے بھائیوں اور ہماری |
| وَلِاِخْوَانِنَا وَلِعَشِيْرَتِنَا وَلِجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ | برادری اور تمام مومن مردوں اور عورتوں اور مسلمان |
| وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ | مردوں اور عورتوں اور زندوں اور مردوں سب کو |
| الْاَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ اِنَّكَ مُجِيْبُ | بخش دے بیشک تو ہی دعاؤں کو قبول کرنے والا اور حاجتوں |
| الدَّعَوَاتِ وَقَاضِيَ الْحَاجَاتِ وَرَافِعَ | کا پورا کرنے والا اور درجات کو بلند کرنے والا ہے۔ محض |
| الدَّرَجَاتِ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ | اپنے فضل وکرم سے اے سب سے زیادہ رحم کرنیوالے اور اللہ |
| الرَّاحِمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى رَسُوْلِ | رحمت نازل فرمائے اور سلامتی نازل کرے اپنی مخلوق کے |
| خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحَابَتِهٖ وَسَلَّمَ | بہترین انسان حضرت محمد پر اور ان کی اولاد اور صحابہ پر۔ |

اب آپ یہاں سے فارغ ہو گئے ہیں۔ اب چل کر پہلے مکان کرایہ پر لے کر اپنا سامان محفوظ کر لیں۔ اور اس کے بعد مدینۃ الرسول کو پھر کر دیکھیں۔ اور اس چیز کو ذہن نشین رکھیں

اکہ مدینہ منورہ کی اقامت کے دن کسی نہ کسی عبادت الٰہی میں گذریں۔ کیونکہ اس شہر کو جو شرف اللہ تعالےٰ نے عطا فرمایا ہے وہ مکہ مکرمہ کے علاوہ اور کسی شہر کو نصیب نہیں ہوا بلکہ بعض جزوی فضیلتیں تو ایسی ہیں جو مکہ مکرمہ میں بھی نہیں پائی جاتیں۔ پہلے آپ لگے ہاتھوں کچھ مدینہ منورہ کے فضائل سُن لیں۔

# فضائل مدینہ منوّرہ

بلال بن حارث کی حدیث میں ہے کہ مدینہ منورہ کے رمضان شریف کا درجہ دوسرے شہروں کی نسبت ہزار درجہ زیادہ ثواب رکھتا ہے اور یہی حال یہاں کے جمعہ کا بھی ہے سوائے مسجد حرام کے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ جو شخص مدینہ منورہ کی تکالیف پر صبر کرے گا۔ میں قیامت کے روز سب سے پہلے اس کی شفاعت کروں گا (مسلم) ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص مدینہ منورہ کے رہنے والوں کے ساتھ بدی کا ارادہ کرے گا تو اللہ تعالےٰ اس کو جہنم میں پھینک دیگا (مسلم)

ابو اسید ساعدی کی مرفوع حدیث میں ہے کہ ایک زمانہ ایسا آوے گا کہ لوگ بھوک کی وجہ سے مدینہ منورہ سے نکل کر دوسرے ملکوں کو چلے جائیں گے۔ حالانکہ بہرحال مدینہ کی اقامت ان کے حق میں بہتر ہو گی (طبرانی) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ ایک دفعہ مدینہ منورہ میں قحط پڑا لوگ تنگ ہو گئے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خوش ہو جاؤ میں نے مدینہ کے لئے برکت کی دعا کی ہے (بزار) ابو ایوب انصاری کی حدیث میں ہے کہ جو شخص مدینہ منورہ میں فوت ہو گا بشرطیکہ وہ مسلمان ہو میں ضرور اس کی شفاعت کروں گا (طبرانی) ایک حدیث کے یہ الفاظ ہیں کہ جو شخص

مدینہ منورہ میں اس لئے ٹھہرا ہے کہ خدا کرے میری موت یہاں ہو جاتے اور پھر وہ مدینہ منورہ میں ہی مر جاتے تو اللہ تعالیٰ اسے شہادت کا مرتبہ بھی عطا فرمائے گا (طبرانی) علامہ منذری نے کئی طریق سے یہ روایت نقل کی ہے کہ مدینہ منورہ میں وبا اور دجال داخل نہ ہوں گے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی تھی کہ یا اللہ ہمارے دلوں میں مدینہ کی محبت اس طرح ڈال دے جس طرح کہ مکہ مکرمہ کی محبت ہے اور اس میں برکت دے اور یہاں سے بخار کی بیماری کو دور کر دے (مسلم)

ابوہریرہؓ کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ ایمان اور اسلام کا گھر ہے (طبرانی) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین مسجدوں کی زیارت کرنے کے لئے سفر کرکے آیا کرو۔ مسجد الحرام۔ مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اور مسجد اقصیٰ (ترغیب ترہیب) اس کے علاوہ مدینہ منورہ کے اور بھی بہت سے فضائل ہیں اور ان سب خوبیوں کے علاوہ وہ خوبی جو روئے زمین پر کسی مقام کو حاصل نہیں یہ ہے کہ اس شہر میں امام الانبیاء۔ رحمۃ للعالمین۔ شفیع المذنبین۔ رؤف و رحیم۔ سراج منیر۔ نیر اعظم حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم استراحت فرما ہیں اس فضیلت کے سامنے مدینہ منورہ کے تمام فضائل کوئی حیثیت نہیں رکھتے ع

دَارُ الْحَبِیْبِ اَحَقُّ اَنْ تَهْوَاهَا وَتَحِنُّ مِنْ طَرَبٍ اِلٰی ذِکْرَاهَا

اس کے بعد یہ بھی یاد رکھیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص میری مسجد میں چالیس نمازیں پے در پے جماعت کے ساتھ ادا کرے اللہ تعالیٰ اسکو دوزخ سے رہا کر دے گا اور اس کے دل سے جھوٹ اور منافقت کو دور کر دے گا۔ اسلئے جماعت کا خاص خیال رکھیں کہ سیر و تفریح میں کوئی جماعت نہ ضائع ہو جائے۔ اس کے علاوہ

یہ بھی یاد رکھیں کہ ہر نماز کے بعد باقاعدہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس پر جاکر سلام اور درود پڑھا جاتا ہے اسکو کبھی ضائع نہ ہونے دیں۔ البتہ عشا کی نماز کے بعد صلوٰۃ وسلام نہیں ہوتا کیونکہ مسجد کے دروازے بہت جلد بند ہو جاتے ہیں۔

آئیے اب سب سے پہلے مسجد شریف اور حجرہ شریف کو دیکھ لیں اس کے بعد اور کچھ دیکھا جائے گا۔

# مسجد نبوی (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام)

مسجد نبوی مدینہ منورہ کے قریباً وسط میں ہے۔ کچھ مشرق کی طرف مائل ہے۔ یہ مسجد اپنی خوبصورتی کے لحاظ سے دنیا بھر کی تمام مساجد سے اول نمبر ہے۔ اس کی شکل مستطیل ہے اس کا طول شمال سے جنوب کی طرف پانچ سو اکاسی (۵۸۱) فٹ ہے اس کا عرض دونوں طرف سے مساوی نہیں مشرق سے مغرب کو جنوبی طرف سے اس کا عرض چار سو تیس (۴۳۰) فٹ اور شمالی طرف سے تین سو تینتیس (۳۳۳) فٹ ہے (یہ خیال رہے کہ ۱۹۵۱ء سے مسجد نبوی کی تعمیر شروع ہے۔ مسجد کے صحن اور برآمدوں کے بعض ستون بیٹھ گئے تھے۔ اور اس کے علاوہ مسجد کافی وسیع ہونے کے باوجود حج کے ایام میں بہت تنگ معلوم ہوتی تھی۔ اس لئے سعودی حکومت نے اس کی تعمیر کے لئے چالیس کروڑ روپیہ منظور کیا۔ دنیا کی تمام اسلامی سلطنتوں نے اس مسجد کی تعمیر میں حصہ دینے پر اصرار کیا لیکن سلطان نے کسی سے کوئی روپیہ لینا منظور نہ کیا۔ جب اس عاجز کو خدا تعالےٰ نے مدینہ منورہ کی حاضری کا شرف بخشا تو مسجد کی تعمیر کو شروع ہوئے چار سال گذر چکے تھے جو کچھ میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے وہ یہ ہے کہ تعمیر کا کام چوبیس گھنٹے جاری رہتا ہے۔ آٹھ گھنٹے کے لئے

مزدوروں اور معماروں اور ملازموں کی ڈیوٹیاں بدل جاتی ہیں۔ مسجد کو گرانے اور ملبہ اٹھانے اور سیمنٹ اور بجری لانے اور ان کو ملانے اور اوپر لے جانے کے تمام کام مشینوں کے ذریعہ ہوتے ہیں۔ کئی ایک ٹرک۔ کرینیں اور مشینیں اسی کام کے لئے وقف ہیں میٹریل کے علاوہ صرف مزدوروں اور معماروں کی مزدوری کا روزانہ خرچ چھ ہزار روپیہ ہے۔ صحن مسجد کو مغرب شمال۔ اور مشرق تینوں سمتوں میں بڑھایا جا رہا ہے۔ مغرب کا کام ختم ہو چکا ہے۔ شمالی جانب کام شروع ہے اور مشرقی جانب ابھی مکان گرائے جا رہے ہیں۔ حکومت مکان قیمتاً خرید لیتی ہے اور اس کے بعد ان کو گرا دیتی ہے۔ اس لئے صحن مسجد اور ان سمتوں کی صحیح کیفیت کا ابھی پتہ کرنا بہت مشکل ہے۔ اور جو کام مکمل ہو چکا ہے اس کے متعلقات ابھی بہت کچھ باقی ہیں۔ یہ پیمائش جو میں نے درج کی ہے یہ پہلی مسجد کی پیمائش ہے جو ہمارے حساب سے اگر مرلہ ۲۲۵ مربع فٹ کا شمار کیا جائے اور ایکڑ آٹھ کنال کا ہو تو کل پیمائش چھ ایکڑ ایک کنال تین مرلے اور ایک سو چھیاسی فٹ بنتی ہے اب جو مسجد نبوی میں توسیع ہو رہی ہے اس سے اس مسجد کا کل رقبہ دس ایکڑ ہو جائے گا۔ مسجد کا وہ حصہ جس پر چھت ہے اس کے متعلق تو میں پوری طرح بیان کر دوں گا۔ باقی صحن کے حصہ کے متعلق اس وقت کچھ کہنا بے سود ہے)

مسجد کے دو حصے ہیں۔ مسجد اور صحن۔ مسجد قبلہ حضرت عثمان سے شروع ہوتی ہے اور صحن تک آتی ہے اور دوسری طرف سے باب رحمت سے شروع ہو کر باب النساء پر ختم ہوتی ہے۔ تمام مسجد کے چھت پر محرابی گنبد بنے ہوتے ہیں۔ اور ان کے نیچے صاف سنگ مرمر سرخ رنگ کے ستون ہیں۔ جن کی اوپر کی جانب قریباً دو فٹ تک سونے کا پانی چڑھا ہوا ہے۔

حرم شریف کے تمام ستون دیواروں کے ستونوں سمیت تین سو ستائیس ہیں

ان میں سے بائیس ستون حجرہ شریف کے ہیں (اہم جس کو روضہ شریف کہتے ہیں عربی لوگ اسے حجرہ شریف کہتے ہیں اور ان کی اصطلاح میں روضہ شریف وہ مقام ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حجرہ شریف اور منبر کے درمیان ہے۔ یہ خیال رکھیں کہ میں اس جگہ روضہ رسول کریم کو حجرہ شریف کے نام سے لکھوں گا)

باب شامی کے اندر مدرسہ مجیدیہ ہے جہاں قرآن مجید کی تعلیم دی جاتی ہے اور اس کے قریب ایک دوسرا کمرہ ہے جس میں حساب وغیرہ کی تعلیم ہوتی ہے اور ان مدرسوں کی طرف حرم شریف سے ایک راستہ جاتا ہے جس کے دروازے کا نام باب التوسل ہے۔ اور اس کی مغربی جانب ایک مکان ہے جس میں حجرہ شریف کے خادم رہائش رکھتے ہیں (عام طور پر حجرہ شریف کے خادم حبشی لوگ ہیں اور ان لوگوں کو مسجد کی خدمت کے لئے انتخاب کیا جاتا ہے جو خنثی (کھسرے) ہوتے ہیں) اور اس مکان کے پاس ہی ایک کمرہ ہے جس میں پہلے حرم شریف کے تیل کا ذخیرہ رہتا تھا لیکن آج کل تمام مسجد میں بجلی کے بلب جلتے ہیں) اور اس کے بعد مدرسہ کا دروازہ ہے۔

صحن کے درمیان کہتے ہیں کہ مشرقی جانب بستان فاطمہ تھا یعنی کچھ کھجوروں کے درخت تھے جن کے گرد پیتل کی جالی لگی ہوئی تھی اور ان کے پاس صحن میں ایک کنواں تھا جسے زمزم مدینہ کہا جاتا تھا (آجکل چونکہ یہاں بہت کچھ ردوبدل ہو رہا ہے اس لئے یہاں آجکل ہزاروں من مٹی کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں کچھ پتہ نہیں چلتا کہ کہاں کیا کچھ تھا) اس کے بعد عورتوں کے نماز پڑھنے کی جگہ تھی (آجکل یہ جگہ بھی گر چکی ہے اور مغربی جانب ان کے لئے جگہ بنائی گئی ہے)

اس کے بعد مسجد کے اندر ایک چبوترہ بنا ہوا ہے اس پر خدام مسجد بیٹھتے ہیں

اس کا طول اڑتالیس فٹ اور عرض تینتیس فٹ اور بلندی دو فٹ ہے یہی وہ مقدس مقام ہے جہاں اصحاب صفہ بیٹھا کرتے تھے (اصحاب صفہ وہ لوگ تھے جن کا بال بچہ، مال و متاع سب کچھ مکہ ہی میں رہ گیا تھا اور وہ بالکل مجرد تھے۔ ان لوگوں کا کام صرف قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرنا تھا۔ انہی لوگوں میں سے حافظ اور قاری ہوا کرتے تھے۔ انہیں لوگوں میں سے حضرت ابوہریرہ اور ابوذر غفاری رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ صدقہ یا غنیمت یا زکوٰۃ کا جو مال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا تھا وہ اکثر انہی لوگوں پر خرچ ہوتا تھا ان کی تعداد میں کمی بیشی ہوتی رہتی تھی سب سے زیادہ تعداد ایک سو تینتالیس تک پہنچی تھی) اس چبوترہ کے جنوب میں ایک اور چبوترہ ہے ان دونوں کے درمیان سے مشرق کو باب جبریل کی طرف راستہ جاتا ہے۔ اس جنوبی چبوترہ کی جنوبی سمت حجرہ شریف سے ملتی ہے۔

یہی وہ متبرک مقام ہے جہاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تہجد کی نماز پڑھا کرتے تھے۔ اور آجکل بھی یہ جگہ تہجد کے واسطے مخصوص ہے۔ ویسے دوسری نمازیں بھی پڑھی جاتی ہیں لیکن تہجد صرف اسی جگہ لوگ پڑھتے ہیں۔ اس چبوترہ کے داتیں طرف اندر کی جانب یعنی مغربی جانب حجرہ شریف سے متصل ایک اور چبوترہ ہے یہ جگہ شیخ الحرم کے بیٹھنے کے لئے مخصوص ہے (رش کے وقت یہاں بھی لوگ آکر بیٹھ جاتے ہیں) حجرہ شریف کی مغربی جانب وہ مسجد ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خود تعمیر کی تھی۔ اور اسی مسجد کو روضہ شریف کہا جاتا ہے۔ اس حصہ مسجد کا طول اٹھاسی فٹ اور عرض ساٹھ فٹ ہے (روضہ عربی زبان میں باغ کو کہتے ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ مَا بَیْنَ بَیْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ۔ کہ میرے مکان اور منبر کے درمیانی

جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ اور اس وقت مسجد نبوی کی مشرقی اور مغربی یہی حدیں تھیں اس لئے اس مسجد کو روضہ شریف کہا جاتا ہے) اس حصہ کے تمام ستون اس بلندی تک جہاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مسجد کا چھت رکھا تھا سفید سنگ مرمر کے ہیں اور اوپر جاکر سرخ پتھر لگایا گیا ہے۔ روضہ شریف کے جنوب میں ایک پیتل کی جالی قریباً چار فٹ بلند لگی ہوئی ہے۔ اس سے حضرت عمر اور حضرت عثمان نے مسجد میں جو اضافہ کیا تھا اسے علیحدہ دکھایا گیا ہے اور یہ جالی تمام روضہ پر لگی ہوئی ہے۔

روضہ شریف کے پانچ ستون تاریخی ہیں گو یہ ستون آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ طیبہ میں نہ تھے لیکن یہ ایسی جگہوں پر نصب کئے گئے ہیں جو تاریخی ہیں ان میں سے ایک ستون کا نام "اسطوانہ حرس" ہے جو کیداروں کا ستون اس جگہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لئے رات کو چوکیدار پہرہ دیا کرتے تھے۔ جب اللہ تعالٰے نے یہ آیت نازل فرمائی کہ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ۔ کہ اللہ تجھ کو لوگوں کی تکلیف سے محفوظ رکھے گا تو یہ پہرہ ختم ہو گیا۔

دوسرے ستون کا نام "اسطوانہ وفود" ہے یہ وہ جگہ ہے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر سے حاضر ہونے والے لوگوں سے ملاقات فرمایا کرتے تھے۔ اور تیسرے ستون کا نام میں بھول گیا ہوں افسوس کہ کسی کتاب میں بھی نہیں مل سکا۔ یہ تینوں ستون حجرہ شریف کی جالی کے ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ دوسری قطار میں دو ستون تاریخی ہیں ایک "اسطوانہ عائشہ" یہ وہ جگہ ہے جہاں مستورات کے لئے مسجد میں پردہ لگا دیا جایا کرتا تھا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا آواز قریب سے سننے کے لئے حضرت عائشہ نے اس جگہ کو اپنے لئے مخصوص کر رکھا تھا۔ اور دوسرا ستون "اسطوانہ ابولبابہ"

اسطوانہ توبہ ہے اس جگہ پرانی مسجد نبوی میں بھی ستون تھا۔ حضرت ابولبابہ صحابی جنگ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے۔ اس جرم کی سزا خود ابولبابہ نے یہ تجویز کی کہ اپنے آپ کو مسجد کے ستون سے باندھ دیا۔ بیوی آتی روٹی کھلا جاتی نمازوں کے اوقات میں زنجیر یں کھول کر نمازیں پڑھ لیتے پھر اپنے آپ کو جکڑ لیتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ چونکہ اس نے از خود ایک سزا تجویز کر لی ہے میں اسکے معاملہ کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں جو فیصلہ اللہ تعالےٰ فرمادیں گے اس پر عمل ہوجائیگا چنانچہ کچھ دنوں کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی آگئی اور ان کی توبہ قبول ہوگئی۔ اس لئے اس کو ستون توبہ بھی کہتے ہیں۔ یہاں آج کل بھی لوگ کھڑے ہوکر توبہ کرتے ہیں۔

روضہ شریف میں ہر وقت کافی رش رہتا ہے۔ کیونکہ جو درجہ اس حصہ مسجد کا ہے وہ دوسری مسجد کا نہیں ہے۔ یہ جنت کی کیاری ہے دوسری مسجد جنت کی کیاری نہیں ہے۔ روضہ شریف کے جنوبی حصہ میں جالی کے قریب بے شمار قرآن مجید پڑے رہتے ہیں۔ یہاں آکر لوگ قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہیں۔ یہ قرآن مجید مختلف حجم اور مختلف خط کے ہوتے ہیں کچھ نسخے دلائل الخیرات کے بھی پڑے ہوتے ہیں اور یہ سب مسجد نبوی کے نام وقف ہیں۔

روضہ شریف کی مغربی جانب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا قبلہ ہے (یعنی محراب) یہ محراب خوبصورتی میں ایک بے مثال نشان ہے۔ اور حجرہ شریف کی قبلہ والی سمت کے برابر ہے۔ اس جگہ ہر وقت نفل پڑھنے والوں کا رش رہتا ہے اور لوگ قطار بنا کر کھڑے رہتے ہیں۔ صرف دو آدمی اس محراب میں ایک وقت میں نماز پڑھ سکتے ہیں حج کے

رش ہیں اس جگہ سپاہی کھڑا ہوتا ہے جو ایک آدمی کو دو نفل سے زیادہ نہیں پڑھنے دیتا اس جگہ محراب ۲ھ پندرہ شعبان منگل کے روز بنایا گیا تھا جبکہ قبلہ بدل دینے کا حکم آیا روضہ شریف کے مغرب میں منبر ہے۔ یہ منبر سنگ مرمر کا ہے۔ اور بے نظیر ہے اتنا جاذب نظر اور خوش منظر منبر میری آنکھوں نے آج تک نہیں دیکھا۔ یہ منبر ۹۹۸ھ میں سلطان مراد ثالث عثمانی نے بنوایا تھا۔ اور اسی جگہ اس کو رکھا گیا جہاں کہ اس سے پہلا منبر سلطان قاتیبائی مصری کا رکھا ہوا تھا۔ چونکہ مغربی جانب میں روضہ شریف کی حد یہی منبر ہے لہذا اس کو اسی جگہ رکھا جاتا ہے جہاں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر رکھا ہوا تھا۔

پہلے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کھجور کے ایک تنہ سے ٹیک لگا کر خطبہ فرمایا کرتے تھے۔ پھر آپ کے لئے لکڑی کا ایک منبر بنایا گیا جس کی تین سیڑھیاں تھیں اسے تنہ کے پاس رکھا گیا اور اس پر آنحضرت نے جب خطبہ دیا تو تنہ سے رونے کی آواز آنے لگی۔ آپ نے نیچے اتر کر اس کو پیار کیا تو اس کا رونا بند ہوا۔ یہ آپ کا معجزہ تھا۔ اس تنہ کو منبر کے ساتھ مشرقی جانب میں دفن کر دیا گیا آج بھی وہاں سے کچھ جگہ ابھری ہوئی ہے اسے ستون حنانہ کہتے ہیں۔ امیر معاویہ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں اس پر دو سیڑھیاں اور بڑھا دیں یہ متبرک منبر ۶۵۴ھ تک قائم رہا ۶۵۴ھ میں مسجد نبوی کو آگ لگ گئی تھی جس سے بہت نقصان ہوا اس میں یہ منبر بھی جل گیا اس کا کچھ حصہ بچ گیا تھا اسے بھی تنہ کے پاس دفن کر دیا گیا۔

اس کے بعد سلطان مظفر صاحب الیمن نے ایک منبر بنوایا۔ اس کے بعد سلطان ظاہر بیبرس نے منبر بنوایا۔ اس کے بعد ایک منبر سلطان مؤید نے بنوایا۔ یہ منبر ۸۸۶ھ میں جل گیا تھا۔ اس دفعہ بھی مسجد نبوی کو آگ لگ گئی تھی اس کے بعد سلطان قاتیبائی

نے وہ منبر بنوا کر مسجد میں رکھا جو آجکل مسجد قبا میں پڑا ہوا ہے اس کے بعد موجودہ منبر ۹۹۸ھ میں سلطان مراد نے بنوایا تھا۔

یہ چیز بھی خالی از لطف نہ ہوگی کہ شیخ الحرم جب خطبہ کے لئے منبر پر آتا ہے تو اس سے پہلے حجرہ شریف پر جا کر سلام کہتا ہے اس کے بعد منبر پر چڑھتے وقت پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتا ہے اس کے بعد اللہ کی الحمد کہتا ہے اسکے بعد پھر درود شریف پڑھتا ہے اور اس کے بعد نہایت مختصر اور مدلل خطبہ بلند آواز سے اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھتا ہے اور اکثر اس میں احادیث نبویہ پڑھی جاتی ہیں موقعہ اور محل کے مناسب خطبہ ہوتا ہے لیکن عرب میں خطبہ دس منٹ سے زیادہ کبھی نہیں ہوتا۔

مسجد نبوی علے صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے ملازموں کی تعداد ایک ہزار کے قریب ہے۔ جن میں سے باون ۵۲ خطیب ہیں ان کو سال میں صرف ایک خطبہ کہنے کا موقعہ ملتا ہے ان کی باری مقرر ہوتی ہے اور اگر کوئی اپنے موقعہ پر حاضر نہ ہو تو اس کا نائب خطبہ کہتا ہے۔ اڑتیس ۳۸ امام تھے جو باری باری نمازیں پڑھایا کرتے تھے (لیکن آجکل امام صرف دو ۲ ہیں) باسٹھ کے قریب نائب امام ہیں۔ پچاس موذن ہیں اور چھبیس نائب موذن۔ اکیاون وہ ملازم ہیں جو حرم نبوی کی ٹٹیوں کو صاف کرتے ہیں گیارہ دربان ہیں اور چھبیس آدمی غلاف حجرہ شریف کو سینے کی خدمت پر مقرر ہیں۔ دس پانی پلانے والے اور پانچ سو سترہ خادم ہیں جو حرم شریف کی صفائی۔ غسل۔ اور بجلی۔ پنکھے وغیرہ کی خدمت پر مامور ہیں۔

حجرہ شریف کی پاسبانی۔ صفائی وغیرہ کے لئے حبشی لوگ مقرر ہیں جو تمام کے تمام خنثی ہوتے ہیں سب سے پہلے نورالدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ محکمہ بنایا

تھا اور اس نے بارہ آدمی مقرر کئے تھے۔ اور یہ تمام کے تمام حافظ قرآن تھے ان کا کام صرف یہ تھا کہ حجرہ شریف کے پاس بیٹھ کر نگرانی بھی کریں۔ صفائی کا بھی خیال رکھیں اور قرآن مجید کی تلاوت بھی کرتے رہیں اس کے بعد سلطان صلاح الدین ایوبی نے ان میں بارہ آدمیوں کا اور اضافہ کیا اس کے بعد یہ طریقہ ہو گیا کہ ہر بادشاہ ان محافظین کی تعداد میں اضافہ کرتا گیا۔ حتی کہ ایک دن ان کی تعداد سو سے بھی زیادہ ہو گئی۔

ان خدام مسجد کی تنخواہ حکومت کی طرف سے مقرر ہے جب ایک آدمی فوت ہو جاتا ہے تو اس کی تنخواہ اس کی اولاد میں بطور وراثت تقسیم ہونے لگتی ہے اور دستور یہ ہے کہ متوفی کا بڑا بیٹا اگر اس خدمت کے لائق ہو تو اسے باپ کی ڈیوٹی پر لگا دیا جاتا ہے۔ لیکن اسکو تنخواہ باپ کی تقسیم شدہ میراث ہی سے بطور حصہ ملتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان تمام لوگوں کی آمدنی بہت کم رہ جاتی ہے اور زائرین مسجد خیر الانام کے صدقہ خیرات سے ان لوگوں کا گذارہ ہوتا رہتا ہے۔ حرم شریف کا فرش بہترین پتھروں کا ہے۔ بعض جگہ سفید سنگ مرمر ہے اور بعض جگہ اور رنگ بھی ہیں۔ اور خصوصًا حجرہ شریف میں جو پتھر لگایا گیا ہے وہ آپ اپنی نظیر ہے۔ اور تمام کا تمام حجرہ شریف کمال صنعت کا ایک بہترین نمونہ ہے۔ معنوی خوبیاں یا رحمت الٰہی جو یہاں برستی رہتی ہے اس کے سوا بھی یہ جگہ اتنی خوبصورت ہے کہ اسے چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا مسجد کے فرش پر بہترین قسم کے قالین یا غالیچے بچھے ہوئے ہیں اتنے نفیس قالین میں نے اپنی زندگی میں کہیں نہیں دیکھے (یہاں مفتی اعظم سعودی عرب مولینا محمد بن ابراہیم کے مکان پر جب میں حاضر ہوا تو وہاں بھی اسی قسم کے قالین دیکھنے میں آئے تھے) اور پھر لطف یہ ہے کہ قالینوں کی بعض بعض مقامات پر کئی کئی تہیں

چڑھی ہوتی ہیں۔ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی مسجدوں پر شاہان اسلام کی بہت توجہ رہی ہے لیکن یہ حقیقت ہے کہ جتنی توجہ مسجد نبوی پر کی گئی ہے وہ خانہ کعبہ پر بھی نہیں کی گئی۔

پرانی مسجد کے پانچ دروازے تھے۔ باب السلام اور باب الرحمتہ یہ دونوں دروازے مغرب کی طرف ہیں باب المجیدی یہ شمال میں ہے باب النساء اور باب جبریل یہ دونوں مشرق کی طرف ہیں باب جبریل کو باب البقیع بھی کہا جاتا ہے (لیکن اب اور دروازے بھی بڑھائے جاتے ہیں شمال میں باب فیصلیہ اور باب سعود یہ دو دروازے بڑھائے گئے ہیں مشرقی سمت چونکہ ابھی بننے والی ہے معلوم نہیں کہ اس میں بھی شاید کسی دروازے کا اضافہ کیا جاتے) یہ دروازے عشار کی نماز کے بعد فوراً بند کر دیئے جاتے ہیں اور پھر تہجد کے وقت کھلتے ہیں۔ اور یہ دستور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے زمانہ سے برابر چلا آتا ہے۔

مسجد نبوی میں ایک دستور اور بھی ہے جو دنیا کی اور کسی مسجد میں نہیں وہ یہ کہ یہاں باقاعدہ تہجد کے لئے اذان کہی جاتی ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے رمضان شریف میں دو موذن مقرر فرمائے تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ سحری کے وقت اذان کہا کرتے تھے اور حضرت عبداللہ بن ام مکتوم صبح کی اذان فرمایا کرتے تھے۔ رمضان شریف کے دنوں میں حضرت بلال کی اذان کے ساتھ لوگ اٹھ کر تہجد بھی پڑھ لیا کرتے تھے۔ اسلئے رمضان شریف کے گذر جانے کے بعد بھی یہ اذان تہجد کے لئے جاری رہی۔ اور وہ آج تک اذان چلی آتی ہے۔

آجکل چونکہ مغربی سمت مکمل ہو چکی ہے اس میں جو اضافہ کیا گیا ہے۔ اس میں یہ چیز بھی قابل ذکر ہے کہ باب السلام اور باب رحمتہ کے باہر بازار بنایا گیا ہے بہت

سی دوکانیں جن کی تعداد دو سو کے قریب ہے مسجد کے لئے بنا کر وقف کر دی گئی ہیں ان دوکانوں کے درمیان سے راستہ مغرب کی سمت نکلتا ہے۔ اور دوکانوں کے پیچھے جا کر وضو کے لئے ٹوٹیاں اور فضلات حاجت کے لئے ٹٹیاں بنائی گئی ہیں۔

اصلی پرانی مسجد کے مشرق میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا حجرہ شریف ہے اور اس کے بالمقابل مغرب کی طرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایک مکان تھا جس کا دروازہ مسجد کی طرف تھا۔ مسجد کے ارد گرد صحابہ کرام اور ازواج مطہرات کے مکان تھے۔ صرف حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا مکان و حجرہ شریف مشرق میں تھا باقی ازواج مطہرات کے حجرات مسجد کی جنوبی طرف تھے ان کے درمیان سے پانچ ہاتھ چوڑا ایک راستہ گذرتا تھا۔ حضرت عائشہ کے متصل جنوبی طرف سامنے حضرت حفصہؓ کا حجرہ تھا۔ صحابہ اور ازواج مطہرات کے مکانات کے دروازے مسجد کی طرف تھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ مسجد کی طرف کسی کا دروازہ نہ رہے سوائے ابوبکر کے دروازہ کے سو حضرت ابوبکر کا دروازہ آج بھی مسجد کی طرف حضرت عائشہ کے حجرہ کے بالمقابل (یعنی حجرہ شریف کے بالمقابل) موجود ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مکان کا دروازہ حضرت عائشہ کے حجرہ کی طرف سے مسجد کی طرف نہیں ہے۔

آج کل کی مسجد نبوی میں پرانی اصل مسجد ازواج مطہرات کے حجرے حضرت علی اور ابوبکر صدیق کا مکان اور بھی بہت سے مکانات شامل ہو چکے ہیں۔ جن کی تفصیل آگے آتی ہے۔

سب سے پہلے مسجد نبوی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے توسیع فرمائی۔ اسکے

اردگرد چار دیواری بھی بنادی۔ بعض ستون بھی بدل ڈالے اور کچھ توسیع بھی کی۔ اس کے بعد سب سے زیادہ توسیع حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمائی۔ آپ کی توسیع جنوب (یعنی قبلہ) کی طرف تھی اور جنوب میں آج بھی آخری حد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی توسیع کی ہے۔ آپ نے اس کو چونے اور پتھر سے بنایا اور اس میں نقش و نگار بھی کرائے۔ صحابہ نے اعتراض کیا کہ اس اسراف کی کیا ضرورت تھی تو حضرت عثمان نے کہا کہ میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص جس طرح کی مسجد بنائے گا اللہ تعالے جنت میں اس کا مکان بھی اسی طرح کا بنائے گا۔ میں چاہتا ہوں کہ جنت میں میرا مکان اچھا بنایا جائے۔ پھر ۸۸ھ میں ولید بن عبدالملک نے عمر بن عبدالعزیز گورنر مدینہ (یہ ان دنوں خلیفہ نہیں تھے) کو حکم بھیجا کہ مسجد نبوی میں توسیع کی جائے اور اسے نیا تعمیر کیا جائے۔ عمر بن عبدالعزیز نے مشرق اور مغرب اور حجرہ عائشہ صدیقہ کے مقابل سے جنوب میں بھی اضافہ کیا۔ اور ازواج مطہرات کے تمام حجرے مسجد میں شامل کر دیئے اس دن لوگ بہت زیادہ روتے تھے کہ آج آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے گھروں کی یادگار مٹ گئی۔ آپ نے مسجد کے چار مینار بنائے اور سنگ مرمر کا فرش لگایا۔ اور دیواروں پر سفید سیمنٹ کا پلستر کرایا۔ اور چھت پر سونے کا پانی پھیر دیا۔ ستون بھی سنگ مرمر کے بنائے گئے۔ پھر ۱۶۰ھ میں مہدی عباسی نے اس میں توسیع کی اور اس کی عمارت کو از سر نو تعمیر کیا۔ پھر اسے خلیفہ مستعصم نے بنایا پھر ظاہر بیبرس نے تعمیر کیا۔

۶۷۸ھ میں ناصر قلادون نے حجرہ شریف کو تعمیر کیا۔ اور اس پر قبہ (گنبد) بنایا اس سے پہلے حجرہ شریف پر گنبد نہیں تھا۔ پھر ۸۳۱ھ میں سلطان اشرف برسبای نے

اس کو تعمیر کیا۔ پھر ۸۵۳ھ میں اس کو سلطان برقوق نے تعمیر کیا۔ پھر ۸۸۶ھ مسجد نبوی پہ بجلی گری جس سے تمام مسجد جل کر راکھ ہو گئی۔ صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا حجرہ اقدس (قبر مبارک) محفوظ رہا۔ جب یہ خبر سلطان قائتبائی مصری کو پہنچی تو اس نے اپنے تمام عامل (جو اس وقت مکہ مدینہ میں موجود تھے) بلا کر حکم دیا کہ مسجد نبوی کی جلد از جلد اور بہت خوبصورت تعمیر کرائی جاتے۔ سو بہت تھوڑے عرصہ میں پھر مسجد تعمیر کر دی گئی۔ اور اس کا نقشہ وہ رکھا جو آجکل مسجد نبوی کا نقشہ ہے۔ اور اسی ضمن میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا حجرہ شریف بھی دوبارہ بنایا گیا اور بہترین شکل وصورت کا بنایا گیا۔ اور حجرہ شریف کا گنبد لکڑی کا بنا کر رکھا گیا۔ پہلے گنبد کو اتار دیا گیا۔ یہ گنبد پہلے گنبد سے زیادہ بلند بنایا گیا تھا۔ اور مغرب کی طرف باب السلام کے پاس ایک مدرسہ بھی تعمیر کرایا اور اس کے لئے بہت سی جائداد وقف کر دی۔ اس کے بعد ۹۸۰ھ میں سلطان سلیم ثانی نے مسجد کو تعمیر کیا۔ اور منبر شریف اور مدرسہ قائتبائی کے درمیان ایک نیا محراب تعمیر کیا۔ یہ محراب سنگ مرمر کا ہے اس کو کھود کر اس میں سونے کے نقش ونگار بنائے گئے ہیں باب السلام سے حجرہ شریف کی طرف آئیں تو بائیں ہاتھ راستہ میں یہ محراب نظر آتا ہے پھر ۱۲۳۳ھ میں سلطان محمود نے حجرہ شریف کا گنبد بنایا اور اس میں پہلے کی نسبت بہت کچھ ترمیم بھی کی اور ۱۲۵۵ھ میں سلطان محمود نے اس پر سبز رنگ کا روغن کرا دیا اس وقت سے اس کا نام قبۃ الخضراء مشہور ہوا۔ پھر اس کے بعد ۱۲۷۰ھ میں سلطان عبدالمجید نے مسجد میں شمال کی طرف کچھ اضافہ بھی کیا اور مسجد کو از سر نو تعمیر کرایا۔ اور بہترین قسم کے نقش ونگار کرائے۔ اور اس کی دیواروں اور گنبدوں پر بہت کچھ لکھوایا۔ چنانچہ باب السلام سے

مشرق کی طرف قبلہ والی دیوار میں سورہ فتح لکھی ہوئی ہے۔ اس کے نیچے ایک اور سورۃ ہے اور اس سے نیچے تیسری سطر میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اسمارِ مبارکہ لکھے ہوئے ہیں۔ مسجد کے گنبدوں کے اندر قصیدہ بردہ لکھا ہوا ہے اور ان ستونوں پر جن پر گنبد خضرا کو رکھا گیا ہے ان پر اللہ تعالےٰ کے اسمارِ حسنیٰ تحریر ہیں۔ ان کے علاوہ مسجد کے اندر اور میں بھی بہت کچھ لکھا ہوا ہے۔ یہ تحریر عبداللہ بک زاہدی کے ہاتھوں کی ہے اسے ...سلطان عبدالمجید نے اس کام پر لگایا تھا عبداللہ نے پندرہ سال میں اس تمام تحریر کو مکمل کیا۔ اس عمارت پر دس لاکھ پونڈ خرچ آیا تھا۔ اور یہی وہ مسجد ہے جو آج کل موجود ہے۔

اس کے بعد ۱۳۷۱ھ میں اس مسجد کے بعض ستون بیٹھ گئے تھے۔ اس لئے سلطان عبدالعزیز آل سعود نے اس کو تعمیر کرنا شروع کیا۔ اس کی تعمیر کے دوران میں سلطان ابن سعود فوت ہو گیا۔ اب اس کا بیٹا اس تعمیر کو مکمل کرا رہا ہے امید ہے کہ آئندہ چار سال تک مسجد نبوی مکمل ہو جائے گی۔

مسجد کے وہ ستون جو وسط مکان میں ہیں گول ہیں اور جو دیواروں کے ساتھ لگے ہوئے ہیں وہ مربع شکل ہیں۔ سوائے حجرہ شریف کے ستونوں کے کہ وہ گول ہیں ہواجہ شریف کے دو ستونوں پر یہ دو شعر سونے کے پانی سے لکھے ہوئے ہیں۔

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ اَعْظُمُهُ      فَطَابَ مِنْ طِيْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْاَكَمُ

اے تمام مدفون لوگوں سے بہترین شخص کہ جس کی ہڈیاں جب زمین میں دفن ہوئیں تو ان کی خوشبو سے تمام ٹیلے اور میدان خوشبودار ہو گئے

اور دوسرے پر یہ شعر لکھا ہوا ہے۔

نَفْسِي الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاكِنُهُ      فِيْهِ الْعَفَافُ وَفِيْهِ الْجُوْدُ وَالْكَرَمُ!

میری جان اس قبر پر قربان ہو جس میں تو رہتا ہے۔ کہ اس میں پاک بازی اور سخاوت اور شرافت دفن ہے۔

مسجد نبوی میں تین محراب اور بھی ہیں ایک کا نام محراب عثمانی ہے یہ محراب ہے جو قبلہ کی جانب جنوبی دیوار میں ہے اسی میں امام رش کے وقت کھڑا ہوتا ہے اس میں بھی لوگ جا کر نفل پڑھتے ہیں۔ دوسرا محراب سلیمانی ہے۔ یہ منبر کی مغربی جانب ہے۔ بالکل محراب نبوی کی شکل ہے یہ ۹۳۸ھ میں سلطان سلیمان نے بنایا تھا۔ بعد میں اس میں سلطان فخری پاشا نے کچھ ترمیم کی تھی۔ تیسرا محراب تہجد ہے یہ حجرہ شریف کے ساتھ شمالی جانب میں ہے جہاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تہجد کی نماز پڑھا کرتے تھے۔

مسجد کے پانچ مینار ہیں جن میں سے چار کافی بلند ہیں اور ایک چھوٹا ہے۔ مینار رئیسیہ ۱ یہ مینار جنوب مشرق میں ہے۔ یہی وہ مقدس مقام ہے جہاں حضرت بلال اذان کہا کرتے تھے اس کے ساتھ ہی ایک چھوٹا سا حجرہ بنا ہوا ہے جس کا ایک دروازہ مغرب کو ہے اور دوسرا شمال کو اس میں آجکل مالکی مذہب کی کتابیں رکھی ہوئی ہیں یہی وہ مقام ہے جہاں جبریل امین تشریف لایا کرتے تھے۔ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کسی حجرہ میں تشریف فرما ہوتے تو جبریل امین ان کا یہیں انتظار فرماتے اس جگہ کو آجکل "مہبط وحی" کہا جاتا ہے۔ منارہ باب السلام ۲ یہ مینار جنوب مغرب میں ہے۔ مینار سلیمانیہ ۳ یہ مینار باب مجیدی سے مشرقی جانب ہے یعنی شمال میں۔ مینار شکیلیہ ۴ یہ مینار بھی شمالی جانب ہے۔ مینار باب الرحمۃ ۵ یہ مینار سب سے چھوٹا ہے

یہ چیز بھی یاد رکھنے کی ہے کہ باب جبریل جو مشرق کی طرف ہے۔ پہلے یہ دروازہ بالکل حجرہ شریف کے سامنے تھا۔ لوگ یہاں سے جوتیاں ہاتھ میں پکڑ کر

مسجد میں داخل ہوتے تھے اس لئے سلطان عبدالمجید نے اس دروازہ کو یہاں سے ہٹا کر باب النساء کے بالکل قریب لگا دیا تاکہ جوتیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نہ ہوں۔ کہ یہ توہین ہے اور اس جگہ ایک دریچہ (کھڑکی) علامت کے طور پر لگا دی۔ یعنی جہاں آج کل باب جبریل ہے حقیقت میں باب جبریلؑ نہیں ہے بلکہ یہ کھڑکی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجرہ کے سامنے ہے یہ باب جبریل ہے۔

مینارہ رئیسیہ سے لے کر مینارہ باب السلام تک جنوبی دیوار میں آٹھ خزانے بنے ہوئے ہیں۔ جہاں لوگ روپیہ پیسہ سونا چاندی مسجد کے اخراجات کے لئے ڈال دیا کرتے تھے۔ سلطان ابن سعود نے تمام چندے اور ہدیئے روک دیئے ہیں ان کو بالکل بند کر دیا گیا ہے اور مسجد کے تمام اخراجات اب خزانہ شاہی سے پورے کئے جاتے ہیں۔

پہلے مسجد نبوی میں روشنی تیل سے کی جاتی تھی بڑے بڑے قیمتی شمعدان مسجد میں لٹکے ہوئے تھے۔ آجکل وہ تمام اتار دیئے گئے ہیں اور ان کی جگہ بجلی کے بلب ٹیوبیں اور فانوس لگائے گئے ہیں۔ مسجد کا پہلا فرش جو سلطان عبدالمجید نے لگایا تھا وہ بہت جگہ سے اکھڑ چکا تھا۔ اس کے بعد موجودہ فرش سلطان سعود نے سنگ مرمر کا لگایا ہے یہ فرش ۱۳۷۸ھ میں لگایا گیا تھا۔

## حجرہ شریف (گنبد خضرا علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام)

مِفتَاحُ بَابِ اللّٰہِ طٰہٰ المُصطَفٰی　　بَحرُ المَکَارِمِ مَلجَاءُ الطُّلَّابِ

اللہ تعالیٰ کے دروازہ کی چابی رسول مصطفیٰ ہیں جو بزرگی کے سمندر اور طالبوں کی جائے پناہ ہیں۔

لَجَأَ بِہٖ سُلَیْمَانُ عَبْدٌ آثِمٌ      لِیَفُوْزَ بِالْآمَالِ وَالْآرَابِ

ایک گنہ گار بندے سلیمان نے انکے دامن میں پناہ لی ہے۔ تاکہ اس کی تمام مرادیں اور حاجتیں پوری ہوجائیں ؛

عَادَتْ فِیْہَا مُصَلِّیًا وَمُسَلِّمًا      اِذْ کُنْتُ خَادِمُ ہٰذِہٖ الْاَعْتَابِ

میں حجرہ شریف پر درود اور سلام پڑھا کرتا تھا۔ کیونکہ میں اسی چوکھٹ کا غلام تھا،

اِنَّ الْوَسَائِلَ لِلرِّجَالِ مُلُوْکُہُمْ      وَوَسِیْلَتِی الْعُظْمٰی بِہٰذَا الْبَابِ

اور لوگوں کے وسیلے بادشاہوں کے دروازے ہیں اور میرا سب سے بڑا وسیلہ یہی دروازہ ہے!

اللہ اللہ۔ حجرہ شریف کی ظاہری اور باطنی خوبصورتی کا کماحقہ بیان کرنا کسی آدمی کے امکان میں نہیں ہے۔ ظاہری خوبیوں کے متعلق تو کچھ نہ کچھ بتایا جا سکتا ہے لیکن باطنی خوبیوں کو کوئی کیا بیان کریگا۔ اللہ تعالیٰ کی جو رحمت یہاں نازل ہوتی رہتی ہے اور جو نور یہاں برستا رہتا ہے اس کا مشاہدہ تو کیا جا سکتا ہے۔ مومن کی روح اسے محسوس کرتی ہے۔ جو اس جگہ کے قریب جا کر کھڑا ہو جاتے اس پر بھی انوار کی بارش شروع ہو جاتی ہے۔ اور ایک ایسی بیخودی کی حالت طاری ہو جاتی ہے کہ آدمی دنیا و مافیہا سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ اللہ وہ کیفیت ہر مسلمان کو نصیب فرمائے۔ آمین۔ لیکن اس کیفیت کو سپرد قلم نہیں کیا جا سکتا۔ میں قارئین کرام سے معذرت کا خواستگار ہوں اور کچھ ظاہری خوبیوں کے متعلق عرض کرتا ہوں۔

حجرہ شریف زرد رنگ کے پیتل سے بنایا گیا ہے۔ جو دیکھنے میں بے نظیر معلوم ہوتا ہے اسے سلطان قائتبائی نے ۸۸۸ھ میں تعمیر کیا تھا۔ اس کے چار دروازے ہیں ایک دروازہ تو روضہ شریف (مسجد نبوی) میں کھلتا ہے اسے "باب رحمت"

یا "باب الوفود" کہتے ہیں۔ ایک دروازہ قبلہ کی جانب (یعنی مواجہ شریف کی طرف) مواجہ شریف سے بائیں ہاتھ ہے اسے باب توبہ کہتے ہیں۔ ایک دروازہ مشرق کی طرف ہے اسے باب فاطمہ کہا جاتا ہے اور ایک دروازہ شمال کی طرف ہے اسے باب تہجد کہتے ہیں ان کے علاوہ ایک چھوٹا سا دروازہ اور بھی ہے اس سے لوگ اندر نہیں جاتے یہ سطح زمین سے قریباً تین فٹ بلند ہے اور صرف اتنا ہے کہ ایک آدمی اس سے گذر سکے۔ یہ دروازہ مواجہ شریف کے پاس ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق کے مواجہ کے درمیان ہے اسے کبھی نہیں کھولا جاتا۔ صرف اس وقت اسے کھولا جاتا ہے جب کہ مسلمانوں پر کوئی بہت بڑی مصیبت نازل ہو اس وقت اس کو کھول کر اللہ تعالےٰ سے مسلمان دعا کرتے ہیں اور اللہ تعالےٰ اپنے نبی کے مکان کی برکت سے اس مصیبت کو دور فرما دیتے ہیں۔

اس حجرہ کے شمال میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ ہے اور یہ مغربی جانب سے حجرہ مطہرہ کے برابر ہے ان دونوں حجروں میں قریباً سات فٹ کا فاصلہ ہے حجرہ شریف کی جالی اسپر بھی محیط ہے۔ ان دونوں حجروں کے درمیان جنوب کی طرف یعنی اندر دو دروازے ہیں ایک جنوب مشرق میں ہے اور دوسرا جنوب مغرب میں۔

حجرہ شریف کا طول جنوب سے شمال کو چونسٹھ فٹ اور عرض مشرق سے مغرب کی طرف ساٹھ فٹ ہے اس کے چاروں کونوں پر مسجد کے چھت کے برابر چار بڑے مضبوط پتھر کے ستون ہیں۔ انہی ستونوں پر گنبد خضرا رکھا ہوا ہے۔ سیدہ فاطمہ کے حجرہ کا طول جنوبی دیوار سے اٹھاون ۵۸ فٹ اور شمالی دیوار سے چھپن ۵۶ فٹ ہے اور عرض مشرق

اور مغرب کی دونوں دیواریں صرف تیس فٹ ہیں۔

اس بڑے حجرہ کے اندر وہ حجرہ ہے جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تھا۔ آپ کی وفات بارہ ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ کو ہوئی تھی اور اسی جگہ میں ان کو دفن کیا گیا تھا کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ مَا قُبِضَ نَبِیٌّ اِلَّا دُفِنَ حَیْثُ قُبِضَ کہ نبی کا جہاں انتقال ہوتا ہے وہیں دفن ہوتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک مغرب کی طرف ہے۔

پھر ۲۲ جمادی الاول سنہ ۱۳ھ کو جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو ان کو بھی اسی حجرہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے شمال کی طرف دفن کیا گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ کا سر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں کے بالمقابل ہے۔

پھر جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خنجر کا زخم آیا اور جانبر ہونے کی امید نہ رہی تو حضرت عمر نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ کو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں روانہ کیا اور اس مقدس حجرہ میں دفن ہونے کی اجازت مانگی حضرت عائشہ صدیقہ نے اجازت مرحمت فرمائی پھر جب ۲۷ ذی الحجہ سنہ ۲۳ھ میں فاروق اعظم کا انتقال ہوا تو ان کو بھی اسی حجرہ میں دفن کیا گیا۔ حضرت عمر کی قبر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہما کی قبر کے پیچھے شمال کی طرف ہے۔ حضرت عمر کا سر حضرت ابوبکر کے سینہ کے برابر ہے۔ یہ تینوں قبریں ایک ہی حجرہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں بنائی گئیں۔

اس کے بعد حضرت عمر بن عبدالعزیز نے جب مسجد نبوی کو تعمیر کرایا تو حجرہ

شریف کے باہر پتھروں کی ایک پانچ گوشہ عمارت بنادی اس کی بلندی چوبیس فٹ تھی اور بنیادوں کی گہرائی بھی کافی رکھی گئی تھی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اس کو چار گوشہ اس لئے نہ بنایا کہ خانہ کعبہ کے مشابہ نہ ہو اور جاہل لوگ اس کو قبلہ نہ بنا سکیں۔

حجرہ شریف میں ابھی ایک اور قبر کی بھی گنجائش ہے۔ اس جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بنائی جائے گی۔ عمر بن عبدالعزیزؒ کو کسی نے ان کی خلافت کے زمانہ میں کہا تھا کہ اگر آپ کوشش کریں تو اس حجرہ میں چوتھی قبر آپ کی بھی بن سکتی ہے تو حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا کہ جہنم کے عذاب کے سوا اللہ تعالیٰ مجھے جو سزا دیدے وہ مجھے منظور ہے لیکن اللہ کرے کہ میرے دل میں کبھی یہ خیال نہ پیدا ہو کہ میں بھی ان قبروں میں دفن ہونے کے قابل ہوں۔ اللہ اللہ یہ اس شخص کا احترام تھا جو اس وقت تمام عالم اسلام کا بادشاہ تھا۔

۵۵۷ھ میں سلطان نورالدین زنگی کو معلوم ہوا کہ عیسائی (جن سے لڑائی کرتے اس نیک بادشاہ کی ساری زندگی گزر گئی رحمۃ اللہ علیہ) آنحضرت کے جسد مبارک کو نکال کر لے جانا چاہتے ہیں اور اس غرض کے لئے سرنگ لگائی جا رہی ہے (یہ قصہ بڑا طویل ہے یہاں اس کی گنجائش نہیں) تو سلطان نورالدین نے اس پانچ گوشہ پتھروں کی عمارت کے باہر ایک اور عمارت بنادی۔ یہ عمارت چار گوشہ ہے۔ مسجد کے چھت کے برابر ہے اور اس کی بنیادیں پانی تک کھودیں اور ان میں دھاتیں پگھلا کر بھر دیں یہی وہ عمارت ہے جو آجکل زائرین کی آنکھیں دیکھتی ہیں۔

اس عمارت پر سبز رنگ کا ریشمی غلاف چڑھا ہوا ہے جس پر ہر جگہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا ہوا ہے۔ اس پر ایک پٹی اور لگی ہوئی ہے جس پر یہ آیت شریف

لکھی ہوتی ہے مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ۔ اور ان کے درمیان دائرے بنے ہوئے ہیں جن میں نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے اسماء مبارکہ لکھے ہوتے ہیں اور اس غلاف پر قریباً بارہ فٹ کی بلندی پر سرخ رنگ کی ایک ریشمی پٹی لگی ہوتی ہے۔ اسپر غلاف بھیجنے والے کا نام لکھا ہوا ہے۔

حجرہ شریف کا یہ غلاف مصر سے آتا ہے۔ جب کوئی نیا بادشاہ تخت سلطنت پر بیٹھتا ہے تو غلاف حجرہ شریف بنوا کر اس پر چڑھا دیتا ہے۔

سب سے پہلے حجرہ شریف پر ہارون رشید کی ماں خیزران نے غلاف چڑھایا تھا۔ اس کے بعد تمام بادشاہوں کا یہ دستور ہو گیا۔

حجرہ شریف کی دیوار اور جالی کے درمیان برآمدے کی طرح راستے بنے ہوئے ہیں ان کی متوسط فراخی قریباً بارہ فٹ ہے۔ یہ برآمدہ مشرقی مغربی اور جنوبی طرف ہے جنوبی برآمدہ کے کونہ میں ایک کرسی پڑی ہوتی ہے جس پر ایک بہت بڑے سائز کا قرآن مجید پڑا ہوا ہے۔ یہ قرآن مجید حجاج بن یوسف نے حرم شریف کے لئے بطور ہدیہ بھیجا تھا کہتے ہیں کہ یہ قرآن مجید ان قرآن مجیدوں میں سے ایک ہے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لکھوائے تھے۔

ان برآمدوں میں پہلے بڑے بیش قیمت شمعدان اور فانوس لٹکے رہتے تھے۔ (لیکن آجکل ان کی ضرورت نہ رہی بجلی کی ٹیوبیں جلائی جاتی ہیں) اس کے علاوہ بیش قیمت ہیرے اور موتی بادشاہ ہدیہ کے طور پر روانہ کرتے تھے۔ ان کو حجرہ مقدسہ کے انہیں برآمدوں میں لٹکا دیا جاتا تھا۔ بعض بعض اوقات میں تو لاکھوں کی مالیت میں یہ جواہرات یہاں جمع ہو جاتے تھے۔ چنانچہ سلطان احمد خاں نے حجرہ رسول پر لٹکانے کے لئے

ایک ہیرا بھیجا تھا جس کی قیمت آٹھ لاکھ روپیہ تھی۔ اور اس کے علاوہ اور بھی بہت سے موتی اس نے روانہ کئے تھے سلطان مراد نے الماس کی ایک تختی پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھ کر یہاں بھیجی تھی۔ اس کے علاوہ سونے کے زیورات بھی عورتیں یہاں آکر قربان کر جاتی تھیں۔

یہ زیورات یہ ہیرے۔ یہ شمعدان یہ جواہرات کہاں گئے؟ اس سوال کا جواب بہت افسوسناک ہے۔ جہاں مخلص عقیدتمندوں کی اس دنیا میں فراوانی ہے وہاں برے لوگوں اور چوروں اور ڈاکوؤں کی بھی اس دنیا میں کمی نہیں۔ ان چیزوں کو افسوس کہ مسلمانوں نے چرایا۔ مجھے اس سوال نے بڑا پریشان کر رکھا تھا آخر لبیب تنبونی کی کتاب "رحلۃ الحجازیہ" میں اس سوال کا جواب مجھے مل گیا۔ ۸۱۱ھ میں جماز بن ہبہ نے حجرہ رسول پر ڈاکہ ڈالا۔ افسوس کہ محافظین حجرہ کی ایک جماعت اس کے ساتھ مل گئی اور اس نے یہاں سے ۸۱۱ھ سے پہلے کے تمام ہدایا تحفہ جات چرا لئے جن کی مالیت علامہ سمہودی کے بیان کے مطابق بیس لاکھ پونڈ تھی۔ اس کے بعد ۹۰۱ھ میں شریف حسن بن زبیر منصوری نے روز روشن میں یہاں کے تمام جواہرات اور ہیرے اتار لئے اور ان کو خزانہ شاہی میں داخل کر لیا۔ جب بادشاہ اس طرح کرے تو روکنے کی کس کو طاقت ہے اس کے بعد لوگوں نے یہاں قیمتی تحائف دینے بند کر دیئے اور سلطان ابن سعود نے معمولی چندہ بھی موقوف کر دیا کہ تھوڑی چیزوں کے باعث مسجد نبوی کی بے حرمتی نہ ہو اور اخراجات کے تمام مصارف شاہی خزانہ پر ڈال دیئے۔

حجرہ شریف کے خادم سال میں تین دفعہ حجرہ شریف کو غسل دیتے ہیں ۱۵ ربیع الاول

کے روز۔ پہلی رجب[۲] کے دن۔ اٹھارہ[۳] ذی قعد کے دن۔ اس کام کے لئے بہت اہتمام کیا جاتا ہے۔ اور حجرہ شریف کے غسل کا پانی محفوظ کر لیا جاتا ہے۔ امیروں کو تحائف بھیجے جاتے ہیں اور قیمتاً بھی فروخت کیا جاتا ہے۔ اس کی تمام آمدن خدام روضہ شریف میں تقسیم ہو جاتی ہے

ان دو چیزوں کے بعد سب سے زیادہ حق مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع کی زیارت کا ہے۔ آہ یہاں اسلام کے روشن ستارے دفن ہیں اس جگہ کا ایک ایک ذرہ گوہر بے بہا ہے۔ یہاں ہیروں اور جواہرات کے خزانے پنہاں ہیں جن کی آب و تاب آج تک آنکھوں کو خیرہ کر رہی ہے جن کے کارنامے آج بھی محو حیرت کر دیتے ہیں۔ جہاں عقلیں متحیر اور پریشان ہو جاتی ہیں۔ ویسے تو مدینہ منورہ میں شہیدان اُحد سمیت دس ہزار صحابہ کی جماعت دفن ہے جن میں سے آج جنۃ البقیع میں سوائے چند ایک قبروں کے کسی کے مقام کا صحیح تعین نہیں کیا جا سکتا۔ بہر حال اس تین چار گھماؤں کی زمین ہی میں سارے دفن ہیں رضی اللہ عنہم اجمعین۔

## جنۃ البقیع!

جنت البقیع مدینہ منورہ کے ساتھ ہی مشرق کی طرف واقع ہے۔ شہر اور قبرستان کے درمیان صرف ایک سڑک کا فاصلہ ہے۔ جنۃ البقیع کے چاروں طرف قد آدم دیوار ہے اور مشرق کی طرف دو دروازے ہیں۔ یہ دروازے سورج غروب ہونے سے ایک گھنٹہ پہلے بند ہو جاتے ہیں اور صبح کی نماز کے بعد کھل جاتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں کی معروف قبروں پر باقاعدہ پولیس کا پہرہ ہوتا ہے ایک ایک قبر پہ

ایک ایک سپاہی کھڑا رہتا ہے۔ پہرہ تین وجہ سے ہوتا ہے ایک تو جاہل لوگ یہاں کی قبروں سے مٹی اکھاڑ کر لے جاتے ہیں۔ اگر حکومت پہرہ نہ رکھے تو جہلاء اس مٹی کو پاک سمجھ کر ایک ہی دن میں قبر اکھاڑ کر لے جائیں دوسری وجہ یہ ہے کہ جہلاء عام طور پر جاکر قبروں پر سجدے کرتے ہیں۔ خلاف شرع کام کرنے میں انہیں کچھ بھی خوف نہیں آتا۔ اور تیسری وجہ یہ ہے کہ جاہل عورتیں جو حج پر جاتی ہیں وہ اپنے سر کے بال نوچ کر جنۃ البقیع میں پھینک دیتی ہیں۔ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ جس عورت کے بال یہاں دفن ہو جائیں وہ عورت خواہ کہیں مرے اسکی لاش بہر حال مدینہ منورہ میں آجاتی ہے۔ آہ جہالت کا آج کتنا دور دورہ ہے۔

آپ دروازہ سے داخل ہو کر سیدھے مشرق کی طرف چلے جائیں مشرقی دیوار کے قریب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک ہے یہ خلیفہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ انہی کا نام ذوالنورین ہے ان کے گھر یکے بعد دیگرے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں رقیہ اور ام کلثوم آباد ہوئیں۔ یہ وہ ہیں جن کے سامنے آسمان کے فرشتے بھی حیا کرتے تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ان کا بڑا لحاظ فرمایا کرتے تھے بیعت رضوان انہی کی شہادت کی خبر سن کر ہوتی تھی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک ہاتھ کو حضرت عثمان کا ہاتھ قرار دے کر دوسرے پر ان کی طرف سے بیعت فرمائی تھی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے یہ خلیفہ بغاوت میں شہید ہوئے تھے رضی اللہ عنہ وارضاہ جو آنسو روضہ اطہر سے بچ گئے ہوں وہ اس قبر پر نثار کر دیں اور دعا پڑھیں۔

اس کے بعد دیوار کے پاس کھڑے ہو کر کونے کی طرف دیکھیں تو قبرستان کی مشرقی دیوار کے باہر قریباً چالیس گز کے فاصلہ پر ایک چوکنڈی سی نظر آتی ہے۔

اس میں حضرت ابو سعید خدری مدرس مدرسہ اصحاب صفہ اور سعد بن معاذ سردار انصار اور فاطمہ بنت اسد حضرت علی المرتضیٰ کی والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہم کی قبریں ہیں دل چاہے تو یہیں کھڑے ہو کر ان کے لئے بھی فاتحہ پڑھیں۔ اور دل چاہے تو باہر سے جاکر قبروں پر حاضر ہو کر پڑھیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی قبر سے دائیں ہاتھ جنوب کی طرف دیوار کے کونے کے ساتھ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا والدہ رضاعی سید الکونین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر ہے۔ اس مبارک قبر پر دوسری تمام قبروں کے برخلاف قریبًا ایک ایک بالشت سبزی اگی ہوئی ہے اور یہ برابر چودہ سو برس سے چلی آ رہی ہے سچ ہے اعمال کی جزا عمل کے موافق ہی ملتی ہے اس مقدس خاتون نے اپنے دودھ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جسم کو ہرا کر دیا تھا اس کے بدلہ میں اس کی قبر پر بھی ہریاول ہے۔ جب اس بندۂ ناچیز نے اس قبر کو دیکھا تو زار زار آنسو گرنے لگے۔ میں نے کہا سچ ہے اس ساری دنیا میں تیرے بیٹے ہی کے طفیل آبادیاں اور سبزیاں نظر آ رہی ہیں۔ اگر ایسے بیٹے کی ماں کی قبر بھی ہری نہ ہوگی تو اور کس کی ہوگی۔ اس کے بعد واپس آجائیں اور جنوبی دیوار کے ساتھ اندر کی طرف ایک چوکھنڈی ملاحظہ فرماویں اس میں شہیدان احد میں سے چار صاحب آرام فرما رہے ہیں۔ یہ زخمی حالت میں مدینہ منورہ میں لائے گئے تھے اور یہاں آکر ان کا انتقال ہوا تھا۔ ان کی تفصیل اپنے موقعہ پر آئیگی۔ آگے بڑھ کر بائیں ہاتھ نظر ڈالیں یہ جو قبر نظر آ رہی ہے یہ قبر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادہ حضرت سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کی قبر ہے۔ انہی کی وفات پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آبدیدہ ہو گئے تھے۔ باقی آپ کے صاحبزادے حضرت طیب طائف میں دفن ہیں اور حضرت قاسم کی قبر مکہ مکرمہ میں ہے۔ ذرا مغرب کی طرف اور

آگے بڑھیں یہ سامنے کی دونوں قبریں مدینہ منورہ کے مشہور قاری حضرت نافع مدنی اور ان کے شاگرد خاص حضرت امام مالک صاحب المذہب کی ہیں جنوبی قبر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ اور شمالی حضرت نافع کی۔ اس کے بعد ذرا شمال کو آجائیں۔ یہ نیچی جگہ کی چوکھنڈی بنات طاہرات حضرت زینب۔ رقیہ۔ ام کلثوم رضی اللہ عنہن کی قبروں پر مشتمل ہے اور یہ ساتھ والی اونچی چوکھنڈی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات امہات المومنین کی قبروں کی ہے جس میں حضرت سودہ۔ حفصہ۔ صفیہ۔ عائشہ۔ ام سلمہ۔ جویریہ۔ زینب بنت جحش۔ زینب بنت خزیمہ۔ ام حبیبہ رضی اللہ عنہن وارضاہن کی قبریں ہیں یعنی ان میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی قبریں نہیں ہیں باقی سب یہیں ہیں اس سے اور شمال کی طرف آجائیں۔ یہ سامنے کی چھ قبریں۔ اہلبیت کی ہیں سب سے شمالی قبر حضرت فاطمۃ الزہرا سیدۃ نساء العالمین کی قبر مبارک ہے اور یہ جو مغرب کی طرف سب سے آگے نکلی ہوئی ہے یہ حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا کی قبر ہے اب باقی چاروں قبریں علی الترتیب شمالی طرف سے حضرت امام حسن سید شباب اہل الجنت۔ حضرت زین العابدین۔ حضرت باقر۔ حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہم کی قبریں ہیں اس کے بعد واپس آجایئے اور جنوبی دروازہ کی طرف آیئے۔ یہ راستہ کی دو قبریں حضرت عقیل بن ابی طالب اور سفیان بن حارث آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے چچیرے بھائیوں کی ہیں رضی اللہ عنہما اب جنوبی دروازہ کے پاس آجایئے۔ دروازہ سے جنوب کی طرف پیچھے ہٹ کر یہ جو تین قبریں ہیں یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تین پھوپھیوں صفیہ۔ عاتکہ۔ فاطمہ ام البنین کی قبریں ہیں رضی اللہ عنہن۔ قبرستان کے شمالی دروازہ کے شمال میں دیوار

سے باہر سڑک کے اندر ایک مکان میں قریب ہی اسمٰعیل بن حضرت جعفر صادق کی قبر ہے۔ ان کے علاوہ مالک انصاری ہیں (ق)۔ سیدنا علی عریضی کی قبریں بھی ہیں جن کا صحیح محل میں اب بھول چکا ہوں بہر حال وہاں یہ مشہور ہیں تمام مزور بتاتے ہیں۔

اس کے بعد میں مناسب سمجھتا ہوں کہ جنت البقیع میں دفن ہونے والے دیگر صحابہ کرام کے اسماء مبارک جو معلوم ہو سکے ہیں یہاں درج کر دوں گو آج ان کی قبریں معلوم نہیں کہ کہاں ہیں۔ اور ان کے علاوہ ان حضرات کے اسماء گرامی بھی درج کر دوں جو مدینہ منورہ میں دفن تو ہوئے ہیں لیکن جنت البقیع میں دفن نہیں ہوئے۔

سید الاولین والآخرین حضرت محمد[1] رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر[2] صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ حضرت عمر[3] فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ (یہ تینوں حضرات مسجد نبوی میں دفن ہیں)

جنت البقیع میں دفن ہونے والے حضرات کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

براء[1] بن معرور۔ کلثوم[2] بن ہدم۔ ابو امامہ[3] اسعد بن زرارہ۔ عثمان[4] بن مظعون۔ سعد[5] بن مالک۔ عبداللہ[6] بن جحش۔ مصعب[7] بن عمیر۔ سعد[8] بن ربیع۔ یمان[9] والد حذیفہ۔ ابو سلمہ[10] بن عبد الاسد۔ خنیس[11] بن حذافہ۔ سعد[12] بن معاذ (اوس کے سردار) معاویہ[13] بن ابی معاویہ سہیل[14] بن بیضاء۔ سہل[15] بن بیضاء۔ ابراہیم[16] (صاحبزادہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم) عبداللہ[17] بن ابوبکر۔ ابو العاص[18] بن ربیع۔ ابو مرثد[19] غنوی۔ ابو کبشہ[20] (مولیٰ رسول اللہ علیہ وسلم) نوفل[21] بن حارث۔ ابو سفیان[22] بن حارث۔ ابی[23] بن کعب۔ خباب[24] مولیٰ عتبہ بن غزوان اسید[25] بن حضیر۔ انیس[26] بن مرثد۔ ابو الہیثم[27] بن تیہان۔ عویم[28] بن ساعدہ۔ قتادہ[29] بن نعمان عتبہ[30] بن مسعود۔ رافع[31] بن عمیرہ۔ سراقہ[32] بن مالک۔ جبار[33] بن صخر۔ حاطب[34] بن ابی بلتعہ

طفیل بن حارث۔ حصین بن حارث۔ عبداللہ بن کعب۔ عبداللہ بن مظعون۔ مسعود بن ربیعہ
مالک بن ربیعہ۔ عمرو بن ابی سرح۔ عباس بن عبدالمطلب۔ عبداللہ بن زید۔ عبداللہ بن مسعود
عبدالرحمٰن بن عوف۔ مقداد بن اسود۔ ابو عبیس بن جابر۔ عامر بن ربیعہ۔ عبداللہ بن ارقم
صہیب بن سنان۔ سعد القرظ۔ رکانہ بن عبد یزید۔ جعدہ بن ہبیرہ۔ خوات بن جبیر۔ رفاعہ بن
رافع۔ عبداللہ بن سلام۔ سلمہ بن سلامہ۔ زید بن ثابت۔ سالم بن عمیر۔ محمد بن مسلمہ
امام حسن بن علی بن ابی طالب۔ سعد بن زید۔ کعب بن مالک۔ عمرو بن امیہ ضمری۔ کعب
بن عجرہ۔ اسامہ بن زید۔ ابو قتادہ انصاری۔ حسان بن ثابت۔ حکیم بن حزام۔ حویطب
بن عبدالعزیٰ۔ مخرمہ بن نوفل۔ سعید بن یربوع۔ کعب بن عمرو انصاری۔ سعد بن
ابی وقاص۔ ارقم بن ابی ارقم۔ جبیر بن مطعم۔ ابو ہریرہ۔ سعید بن عاص۔ قیس بن سعد عبداللہ
بن زید۔ ربیعہ بن کعب اسلمی۔ معاذ قاری۔ معقل بن سنان۔ سعد بن حبان۔ عبداللہ بن
حنظلہ۔ معاذ بن صمعہ۔ ابو شریح خزاعی۔ عمر بن ابی سلمہ۔ عبداللہ بن ابی حدرد۔ ثابت بن
ضحاک۔ رافع بن خدیج۔ ابو سعید خدری۔ سلمہ بن اکوع۔ جابر بن عبداللہ۔ عبداللہ بن جعفر
اسلم مولےٰ عمر بن خطاب۔ سائب بن یزید۔ سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالےٰ عنہم
اجمعین وارضاہم۔

مندرجہ ذیل صحابیات جنۃ البقیع میں دفن ہوئیں۔

حضرت زینبؓ۔ حضرت رقیہ۔ حضرت ام کلثوم۔ حضرت فاطمۃ الزہراء (بنات
النبی صلے اللہ علیہ وسلم) حضرت سودہ بنت زمعہ۔ حضرت عائشہ صدیقہ۔ حضرت حفصہ
حضرت زینب بنت خزیمہ۔ حضرت ام حبیبہ۔ حضرت ام سلمہ۔ حضرت زینب بنت جحش
حضرت جویریہ۔ حضرت صفیہ۔ (ازواج مطہرات نبی صلے اللہ علیہ وسلم) حضرت

ماریہ قبطیہ۔ حضرت ریحانہ بنت شمعون (نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی لونڈیاں) اروی بنت کریز۔ شفا بنت عوف۔ صفیہ بنت عبدالمطلب۔ عاتکہ بنت عبدالمطلب۔ فاطمہ بنت عبدالمطلب (یہ تینوں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی پھوپھیاں ہیں) عمرہ بنت مسعود۔ فاطمہ بنت اسد (حضرت علی کی والدہ) ام رومان بنت عامر۔ ام کعب۔ ام ورقہ۔ ام محجن۔ ام ایمن ام کلثوم (حضرت علی کی صاحبزادی) رضی اللہ عنہن وارضاہن۔

جنگ احد میں شہادت پانے والے حضرات کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

حضرت حمزہ بن عبدالمطلب (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا) عبداللہ بن جحش مصعب بن عمیر۔ شماس بن عثمان۔ (یہ تینوں جنت البقیع میں دفن ہوئے) عمرو بن معاذ حارث بن انس۔ عمارہ بن زیاد۔ سلمہ بن ثابت۔ عمرو بن ثابت۔ ثابت بن وقش۔ رفاعہ بن وقش۔ حسل بن جابر ابو حذیفہ (یہ جنت البقیع میں دفن ہوئے) صیفی بن قیظی۔ حباب بن قیظی۔ عباد بن سہل۔ حارث بن اوس۔ ایاس بن اوس۔ عبید بن تیہان۔ حبیب بن یزید یزید بن حاطب۔ ابو سفیان بن حارث۔ حنظلہ بن ابی عامر (انہیں فرشتوں نے غسل دیا تھا) انیس بن قتادہ۔ ابو حیہ بن عمرو۔ عبداللہ بن جبیر۔ ابو سعد خیثمہ۔ عبداللہ بن سلمہ۔ سبیع بن حاطب عمرو بن قیس۔ قیس بن عمرو۔ ثابت بن عمرو۔ عامر بن مخلد۔ ابو ہبیرہ بن حرث۔ عمرو بن مطرف اوس بن ثابت۔ انس بن نضر۔ قیس بن مخلد۔ کیسان۔ سلیم بن حرث۔ نعمان بن عبد عمرو۔ خارجہ بن زید۔ سعد بن ربیع۔ اوس بن ارقم۔ مالک بن سنان۔ سعید بن سوید۔ عتبہ بن ربیع ثعلبہ بن سعد۔ ثقف بن فروہ۔ عبداللہ بن عمرو بن وہب۔ ضمرہ۔ نوفل بن عبداللہ عباس بن عبادہ۔ نعمان بن مالک۔ مجذر بن زیاد۔ عبادہ بن حسحاس۔ رفاعہ بن عمرو۔ عبداللہ بن عمرو بن حرام۔ عمرو بن جموح۔ خلاد بن عمرو۔ ابو ایمن۔ سلیم بن عمرو۔ عنترہ (مولیٰ سلیم بن عمرو)

سہل[۱۳] بن قیس۔ ذکوان[۱۴] بن عبد قیس۔ عبید[۱۵] بن معلی۔ مالک[۱۶] بن نمیلہ۔ حارث[۱۷] بن عدی۔ مالک[۱۸] بن ایاس۔ ایاس[۱۹] بن عدی۔ عمرو[۲۰] بن ایاس رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین وارضاہم وجعل اللہ الجنۃ الفردوس مثواہم وماواہم۔ یہ سب حضرات جبل احد کے دامن میں مدفون ہیں۔

ان کے علاوہ جنگ احزاب میں چھ صحابی شہید ہوئے تھے۔ اور وہیں ان کی قبریں ہیں ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

سعد[۱] بن معاذ (یہ جنت البقیع میں دفن ہیں) انس[۲] بن اوس۔ عبداللہ[۳] بن سہل طفیل[۴] بن نعمان۔ ثعلبہ[۵] بن عنمہ۔ کعب[۶] بن زید۔ غزوہ بنی قریظہ میں یہ دو صحابی شہید ہوئے اور مقبرہ بنی قریظہ ہی میں دفن ہوئے۔

خلاد بن سوید بن ثعلبہ (یہودیوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر چکی کا پاٹ پھینکا تھا جو ان پر آ کر گرا) ابوسنان[۲] بن محصن بن حرثان رضی اللہ عنہما۔

مدینہ منورہ میں دس ہزار صحابہ مدفون ہیں۔ لیکن انہی لوگوں کا پتہ چل سکا ہے۔ باقی کے اسمائے گرامی معلوم نہیں ہوتے۔ آپ ان سب کے لئے دعا فرمادیں۔ جن حضرات کی قبریں معلوم ہیں ان پر ان کا نام لیکر دعا کریں۔ اور جن کے نام معلوم نہیں ان کے لئے اس طرح کہیں۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ جَمِیْعًا اَهْلَ الْبَقِیْعِ۔ اَهْلَ الْجَنَابِ الرَّفِیْعِ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ کہ اے جنت البقیع کے بلند مرتبہ لوگو آپ پر اللہ تعالےٰ کی طرف سے سلامتی۔ رحمت اور برکت نازل ہو۔

اس کے بعد چونکہ صحابہ کرام کے تذکرہ میں خندق۔ اور احد کا تذکرہ بھی آیا ہے بہتر ہے کہ ان کے متعلق کچھ اسی جگہ ذکر کر دیا جائے۔

# خندق

یہ خندق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جنگ احزاب میں کھدوائی تھی۔ یہ مدینہ منورہ کے چاروں طرف نہیں تھی۔ مدینہ منورہ کے شمال مشرق سے لے کر شمال مغرب تک خندق کھودی گئی تھی۔ اسکی مشرقی حد حرۃ واقم کے قریب تھی اور مغربی حد وادی بطحان میں تھی۔ یعنی مسجد مصلے کے پاس۔ دوسرے معنی میں یہ خندق نصف دائرہ کی شکل میں تھی دوسری طرف چونکہ پہاڑیوں کا سلسلہ تھا اس لئے اس طرف سے دشمن کا کوئی خطرہ نہ تھا۔

یہ خندق آج بالکل بھر چکی ہے۔ اس کے صحیح مقام کا بھی پتہ نہیں چلتا۔ آج کیا علامہ مطری نے لکھا ہے کہ آج خندق کے نشانات مٹ چکے ہیں (یہ آٹھویں صدی ہجری کے ہیں) اس کی وجہ یہ ہے کہ وادی بطحان کا تمام پانی اسی طرف بہ کر آیا کرتا تھا۔ اس سیلاب نے اس کے نشانات مٹا دیئے۔

# جبل اُحد

یہ وہ پہاڑ ہے جس کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ "یہ پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم بھی اس سے محبت کرتے ہیں"، ایک حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ جب تم احد پہاڑ پر جاؤ تو اس کے درخت سے ضرور کچھ کھاؤ خواہ کانٹا ہی کیوں نہ ہو (طبرانی)

ایک حدیث میں ہے کہ احد پہاڑ جنت کا دروازہ ہے۔ لیکن کہیں کہیں اور رنگ

بھی نظر آتے ہیں (ابن ماجہ) ایک حدیث میں ہے کہ احد جنت کا ایک پہاڑ ہے (طبرانی) اسی لئے یہ پہاڑ مشہور ہو گیا۔ اور اسی پہاڑ کے دامن میں ۳ھ میں وہ جنگ لڑی گئی تھی جسے جنگ احد کہتے ہیں۔ اس پہاڑ کا پتھر سرخی مائل ہے۔ اس پہاڑ کا طول مشرق سے مغرب کی طرف دس ہزار گز ہے اس میں کئی ایک چوٹیاں ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جبل احد ایک پہاڑ نہیں بلکہ مختلف پہاڑیوں کے مل جانے سے ایک سلسلہ کوہ بن گیا ہے۔ اس پہاڑ میں چوٹیوں کے بعد جہاں پہاڑ نیچا ہے صاف اور ہموار سطح ہے جس سے قدرتی طور پر اس میں حوض سے بن گئے ہیں جہاں اکثر پانی جمع رہتا ہے۔ پہاڑ کی چوٹی پر ایک چھوٹی سی پتھروں کی چار دیواری بنی ہوئی ہے۔ اسے قبہ ہارون کہتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ یہ کسی فقیر آدمی نے اپنے بیٹھنے کے لئے بنایا تھا۔

اس پہاڑ سے کبھی کبھی سیاہ سرخی مائل سرمہ کی ڈلیاں بھی مل جاتی ہیں جو نہایت قیمتی ہوتی ہیں۔ علامہ جلال الدین بخاری کہتے ہیں کہ میں رات کے وقت جبل احد پر گیا۔ تو مجھے ایک پتھر کچھ روشن معلوم ہوا۔ میں نے اسے اندھیرے میں اٹھا لیا دن کو جب دیکھا تو سونے کی ڈلی تھی۔ جس کا وزن قریباً آدھ سیر تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جبل احد میں مختلف قسم کی معدنیات کی کانیں بھی ہیں کاش حکومت اس طرف توجہ کرے۔

جبل احد مدینہ منورہ کے شمال مشرق میں ہے اور پیدل آدمی ایک گھنٹہ میں وہاں پہنچ جاتا ہے۔ پہاڑ کے آخری حصہ میں ایک چھوٹی سی مسجد بنی ہوئی ہے۔ علامہ مطری کا بیان ہے کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جنگ احد کے بعد ظہر اور عصر کی نماز پڑھی تھی۔ اس پہاڑ کے شمال میں ایک غار ہے کہتے ہیں کہ اس غار میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ تین دن رات رہے تھے۔ صحابہ تلاش کرتے کرتے

تیسرے دن جو یہاں پہنچے تو ایک چرواہے سے پوچھا کہ ادھر کوئی اس حلیہ کا آدمی دیکھا ہو تو بتاؤ۔ اس نے کہا کہ آدمی کو تو میں نہیں جانتا۔ تم بتاؤ کہ وہ شخص کون ہے جس کی تلاش میں تم پھر رہے ہو تو صحابہ نے کہا کہ اللہ کے رسول ہیں اس نے کہا کہ میں قریب کے ایک گاؤں سے بکریاں چرانے کے لئے یہاں آیا کرتا ہوں۔ مجھے اتنا معلوم ہے کہ تین دن سے میری بکریاں گھاس وغیرہ چھوڑ کر اس پہاڑ کی طرف منہ کر کے کھڑی ہو جاتی ہیں۔ صحابہ کو معلوم ہو گیا کہ آنحضرت ضرور اسی جگہ ہوں گے۔ چنانچہ جب پہاڑ کے اوپر چڑھے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کی حالت میں پایا۔ اسی لئے اس غار کو "غار سجدہ" کہتے ہیں۔ یہ غار مشہور جگہ ہے۔ بچے اکثر واقف ہیں۔

اب آپ مدینہ منورہ کی ان مقدس یادگاروں کو بھی دیکھ لیں جن کا کچھ نہ کچھ تعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام سے ہے۔ یہ بہت سی چیزیں ہیں مثلاً مکانات۔ محل۔ قلعے۔ مساجد بعض مقامات۔ پہاڑیاں۔ وادیاں۔ کنوئیں۔ چشمے۔ وغیرہ وغیرہ بقحوا ستے اِنَّ اَحَبَّ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰہِ مَسَاجِدُھَا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آبادیوں میں سے سب سے زیادہ محبوب اللہ تعالےٰ کے نزدیک مساجد ہیں اس لئے آپ کا بھی یہی حق ہے کہ پہلے مساجد مقدسہ کی زیارت کریں۔ مسجد نبوی کے بعد مدینہ منورہ میں مسجد قبا کا درجہ ہے۔ یہی وہ مسجد ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے اور اسی کے متعلق اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِیْہِ کہ وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن پرہیزگاری پر رکھی گئی تھی اس کا حق ہے کہ تو اس میں جا کر نماز پڑھے اس لئے پہلے اسی مسجد کی آپ زیارت کریں۔

## مسجد قبا

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کو ہجرت کر کے تشریف

مے تو آپنے پہلے قُبا کے مقام پر اقامت فرمائی تھی۔ یہ جگہ مدینہ منورہ کے مضافات میں سے ہے اس لئے اسکو آجکل لوگ "اول مدینہ" یا "پرانا مدینہ" کہتے ہیں آپنے یہاں بارہ روز تک اقامت فرمائی تھی ان ایام میں مورخین کا اختلاف ہے، امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ کی صحیح چونکہ سند کے لحاظ سے سب سے زیادہ صحیح ہے اسلئے اسکے قول کو ترجیح دیتے ہوئے بارہ روز میں نے لکھ دیا ہے۔ آپنے ان ایام میں اس مسجد کو بنوایا تھا۔ اسکی بنیاد دست اقدس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رکھی گئی تھی۔ آپ اس مسجد کی تعمیر میں بنفس نفیس خود بھی کام کرتے رہے تھے۔ یہ شرف مسجد نبوی کے سوا مدینہ منورہ کی اور کسی مسجد میں نہیں پایا جاتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے گھر سے وضو کر کے مسجد قبا میں جاتے اور یہاں دو رکعت نفل پڑھے اسکو ایک عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔ آپ مدینہ منورہ کی اقامت کے دنوں میں ہر روز صبح سویرے جا کر یہاں دو نفل پڑھ آیا کریں آپکی سیر خود بخود ہو جائیگی اور ایک عمرہ کا ثواب بھی مل جایا کریگا۔ آپ اسکو اپنا معمول بنالیں تب آپ دیکھیں گے کہ وہاں کتنی لاریاں اور کاریں کھڑی ہیں جو زائرین کو یہاں لاتی ہیں لوگ عمرہ کا ثواب حاصل کرنیکے لئے صبح سے شام تک یہاں آتے رہتے ہیں پیدل سفر اچھا رہتا ہے معمولی سفر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہفتہ کے روز یہاں تشریف لایا کرتے تھے۔ ہفتہ کے روز یہاں بہت زیادہ رش ہوتا ہے اب آپ تفصیل سن لیں۔

مسجد قبا مدینہ منورہ سے جنوب مغرب میں واقع ہے یہ ایک مربع شکل کی مسجد ہے جسکی ہر دیوار ۹۰ فٹ لمبی ہے۔ اسکے ۹ ستون ہیں سا ایک محراب ہے اور سنگ مرمر کا ایک پرانا منبر پڑا ہوا ہے یہ منبر سلطان قایتبائی مصری نے ۸۸۸ھ میں مدینہ منورہ کی مسجد نبوی کیلئے بنوایا تھا اسکے بعد جب سلطان مراد عثمانی نے مسجد نبوی کا موجودہ منبر بنوایا تو اس پرانے منبر کو مسجد قبا میں لا کر رکھدیا گیا اسکا ایک مینار ہے اور صحن کافی کشادہ ہے جس میں کنکریاں پڑی رہتی ہیں۔ اس مسجد میں ایک جگہ چھوٹا سا قبہ بنا ہوا ہے کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی اس جگہ آکر بیٹھی تھی۔ صحن میں ایک کنواں بھی ہے اور مسجد کی جنوبی (قبلہ والی) دیوار میں

ایک وزن ہے جسے طاقۃ الکشف کہتے ہیں صاحب "مرآۃ الحرمین" نے لکھا ہے کہ معلوم نہیں یہاں کس چیز کا کشف ہوا تھا۔ عام لوگ یہ کہتے ہیں کہ صحابہ نے ایک دفعہ عرض کیا تھا کہ مکہ مکرمہ میں ہم خانہ کعبہ کو دیکھ کر نماز پڑھا کرتے تھے۔ اس جگہ آکر اس نعمت سے محروم ہو گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی خدا تعالےٰ نے نماز کی حالت میں دیوار کو پھاڑ کر صحابہ کرام کو خانہ کعبہ دکھا دیا تھا واللہ اعلم یہ روایت کسی کتاب میں نہیں دیکھی گئی۔ اس مسجد میں ایک سنگ مرمر کی تختی پر لکھا ہوا ہے کہ یہ مسجد ۱۳۵ھ میں بنائی گئی اور اسکی تعمیر کا حکم ابو یعلی احمد بن حسن بن احمد بن حسن نے دیا تھا۔ اس مسجد کا چھت گنبد دار ہے دیواروں کو باہر کی طرف سے پشتے لگے ہوئے ہیں صرف مغربی دیوار ایسی ہے کہ جس میں کوئی پشتہ نہیں ہے

مسجد قبا مدینہ منورہ سے صرف دو میل کا فاصلہ ہے۔ مدینہ منورہ کے باب قبا سے نکلیں تو جنوب مغرب کی طرف راستہ چلتا ہے۔ پھر مشرق کو چلا جاتا ہے پھر جنوب کو پھر آتا ہے۔ اسی طرح مسجد تک پہنچتا ہے۔ یہاں تک پختہ سڑک آتی ہے۔ لاریوں اور کاروں کی کافی آمد و رفت ہے ۱۳۳۶ھ میں سلطان فخری پاشا نے ایک کچا راستہ بڑا وسیع بنوایا تھا۔ چونکہ اس سے مزارعین کو کافی تکلیف تھی اسلئے وہ راستہ آہستہ آہستہ بند ہو گیا پھر ۱۳۵۱ھ میں وہی پرانا راستہ جاری ہو گیا اور ۱۳۵۳ھ میں سعودی حکومت نے اس کو پختہ سڑک میں تبدیل کر دیا۔

سب سے پہلے اس مسجد کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بنایا تھا اور یہ مدینہ منورہ کی سب سے پہلی مسجد ہے۔ پھر جب وہ عمارت خراب ہو گئی تو حضرت عثمان نے اسکو بنوایا اور اسکو وسیع بھی کیا پھر ولید بن عبد الملک نے اسکو بنوایا اور اپنے مدینہ کے گورنر عمر بن عبد العزیز (یہ ان دنوں خلیفہ نہ تھے) کو حکم بھیجا کہ مسجد قبا کو وسیع بھی کیا جائے اور بہترین طرز کا بنایا جائے چنانچہ عمر بن عبد العزیز نے اسکو ۹۰ھ میں تعمیر کروایا اور سب سے پہلے اس مسجد کا مینار انہیں نے بنوایا تھا۔ پھر اسکے بعد ۴۳۵ھ میں ابو یعلی حسینی نے اسکو تعمیر کیا پھر ۵۵۵ھ میں اس کو سلطان جمال الدین اصفہانی نے بنوایا اس نے ایک مسافر خانہ بھی مدینہ میں بنوایا تھا

جو آجتک باب جبریل کے پاس موجود ہے) پھر ۶۷۱ھ میں اسکی تعمیر ہوئی۔ اسکے بعد ۷۳۳ھ میں اسکو بنوایا گیا پھر ۸۴۰ھ میں اسکی تجدید ہوئی۔ اور پھر ۸۸۱ھ میں اس کو بنوایا گیا۔

دولت عثمانی میں بھی اسکی چند مرتبہ تعمیر و درست ہوئی۔ یہ آخری تعمیر جو آجکل ہے یہ سلطان محمود ثانی نے ۱۲۴۵ھ میں شروع کی تھی لیکن اسکی تکمیل سے پہلے سلطان فوت ہو گیا تو اس کے بعد اس کے بیٹے سلطان عبدالمجید نے اس کو مکمل کرایا۔

## مسجد جمعہ

یہ مسجد قبا کی سڑک پر قبا کو جاتے ہوئے بائیں ہاتھ راستہ میں آتی ہے۔ اور اس مقام کو "وادی رانونا" کہتے ہیں اس کے اردگرد باغات کا سلسلہ ہے۔ اس کا طول ۳۲ فٹ ہے اور عرض سولہ فٹ اور بلندی بیس فٹ ہے۔ یہ پتھروں کی بنی ہوئی ہے۔ اس پر ایک گنبد ہے جس پر سرخ روغن کیا گیا ہے۔ اس میں چار روشندان ہیں۔ مسجد کا باہر کا دروازہ کھلا ہے یعنی صرف پتھروں کی دیوار ہے جس میں سے گذرنے کا راستہ ہے۔ دروازہ کے دونوں طرف سفید سنگ مرمر کے دو مستطیل پتھر دیواروں میں لگے ہوئے ہیں۔ جن پر یہ عبارت لکھی ہوئی ہے کہ اس مبارک مسجد جمعہ کی تعمیر کے متعلق امیر المومنین سلطان ملک مظفر بایزید نے حکم دیا (ترجمہ)

یہ سلطان بایزید عثمانی سلاطین سے ہے اس کا عہد حکومت ۸۸۶ھ تک ہے گویا آج اس کو بنے ساڑھے چار سو سال سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہے۔

یہ مقدس جگہ ہے جہاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلا جمعہ پڑھایا تھا۔ آج یہ زمین بالکل خالی پڑی ہوئی ہے اس کے جنوب اور شمال میں دونوں

طرف باغ ہیں اور باقی دونوں سمتیں خالی ہیں جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہاں جمعہ پڑھایا تھا اس وقت یہاں انصار کے قبیلہ بنی سالم کے مکانات تھے۔

اس مسجد کے تین نام ہیں مسجد جمعہ[۱] ۔ مسجد الوادی[۲] ۔ مسجد عاتکہ[۳] چونکہ پہلے نام میں قوت استدلال تھی اس لئے اسی نام سے مشہور ہوگئی اور آج تک اس کا نام مسجد الجمعہ ہی ہے

# مسجد الغمامہ

مدینہ منورہ کی یہ مسجد مناخہ کے جنوب مغرب میں واقع ہے۔ اس مسجد کی عمارت بہترین ہے عمارت پتھر کی ہے چونے کا پلستر کیا گیا ہے۔ اسپر چھ گنبد ہیں اور نیچے سفید پتھر کے ستون بنے ہوئے ہیں۔ شمال مغربی کونہ میں ایک مینار بنا ہوا ہے۔ اور مسجد میں ایک محراب ہے جس میں ایک منبر رکھا ہوا ہے۔ شمالی دیوار کے قریب ایک حجرہ بنا ہوا ہے جو امام مسجد کی اقامت گاہ ہے۔ اور اس کے پیچھے ایک جالی دار گنبد والا مکان بنا ہوا ہے اس میں لڑکے قرآن مجید پڑھتے ہیں۔

مسجد کی لمبائی نوّے فٹ کے قریب ہے اور عرض پچاس فٹ اور بلندی چھتیس فٹ اور دیواروں کا عرض چھ فٹ کے قریب ہے۔

یہ مسجد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں خالی جگہ تھی۔ اور کھلا میدان پڑا ہوا تھا۔ اس میدان میں آپ عید کی نماز پڑھایا کرتے تھے۔ علامہ سمہودی نے امام مالک کے ایک شاگرد کی روایت کی بناپر لکھا ہے کہ اس جگہ دوسری صدی ہجری میں مسجد بنائی گئی اور پھر مسجد بن جانے کے بعد بھی مدینہ منورہ والے اسی جگہ عید کی نماز ۹۰۰ھ تک پڑھتے رہے۔ اس کے بعد چونکہ مدینہ منورہ کی آبادی زیادہ ہوگئی اور اس میدان میں مکانات

تعمیر ہو گئے تو یہاں تمام لوگوں کے لئے نماز پڑھنے کی جگہ نہ رہی تو پھر عید کی نماز کو مسجد نبوی میں منتقل کر دیا گیا تا ۹ ھ کے بعد آجتک عید کی نماز مسجد نبوی ہی میں پڑھی جاتی ہے۔

اس کی ابتدائی تعمیر کے متعلق کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ اسے سب سے پہلے کس نے تعمیر کیا تھا۔ آٹھویں صدی ہجری میں سلطان حسن نے تعمیر کیا۔ اور نویں صدی میں اس کی تعمیر سلطان ابربردیک نے کی اور اس کے بعد چودہویں صدی میں سلطان عبدالحمید ثانی نے اسکو تعمیر کرایا جو عمارت آج موجودہ ہے یہ سلطان عبدالحمید ہی کی ہے۔

# مسجد الفتح

مسجد فتح پہاڑ "سلع" کے مغربی کنارہ پر واقع ہے۔ اس مسجد کے ارد گرد کافی وسیع میدان ہے جس میں عثمانی عہد حکومت میں مدینہ والے بعض اوقات باہر نکل کر جنگی کھیلیں کھیلا کرتے تھے آج کل یہ کھیلیں ختم ہو چکی ہیں۔ مسجد فتح ہی کا یہ میدان وہ جگہ ہے جہاں جنگ احزاب واقع ہوئی تھی۔ یہیں آکر کفار نے ڈیرے ڈالے تھے۔ اور یہیں خندق کھودی گئی تھی۔ اس میدان میں چونکہ مسلمانوں کی مختلف ٹکڑیوں نے مختلف جگہوں پر نمازیں پڑھیں اس لئے ان جگہوں پر مسجدیں بنادی گئیں۔ اور چونکہ یہ دستے حضرت ابوبکر حضرت عمر۔ حضرت علی۔ سلمان فارسی کے ماتحت تھے اور سپہ سالار اعظم خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تھے۔ ان حضرات نے اپنی اپنی جگہوں پر نمازیں پڑھائیں کیونکہ ایک ہی دفعہ مسلمانوں کا نماز پڑھنا مشکل تھا لہذا یہ مسجدیں انہی حضرات کے نام سے موسوم ہو گئیں۔ البتہ مسجد فتح وہ مسجد ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم سے نماز کے لئے عارضی طور پر بنائی گئی تھی۔ اس کی موجودہ عمارت پتھروں کی ہے جنوبی

دیوار کے ساتھ ایک پشتہ لگا ہوا ہے۔ اور صحن کافی کشادہ ہے جس کے ارد گرد قد بیًا چھ فٹ کی دیوار ہے اس مسجد کا طول ۲۴ فٹ اور عرض نو فٹ کے قریب ہے۔ یہ مسجد پہاڑی کی ڈھلوان پر واقع ہے نیچے سے ۲۱ سیڑھیاں چڑھ کر صحن مسجد آتا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس مسجد میں تین دفعہ جنگ کی فتح کے لئے دعا فرمائی اور تیسری دفعہ دعا قبول ہوگئی اس لئے اس مسجد کا نام مسجد فتح رکھا گیا۔

اس جگہ اس کے علاوہ پانچ مسجدیں اور بھی ہیں جن میں ایک چھوٹی سی مسجد مسجد فاطمہ کے نام سے بھی مشہور ہے معلوم نہیں اس کی وجہ تسمیہ کیا ہے۔

مسجد فتح کی تاریخ کے متعلق کچھ پتہ نہیں چلتا علامہ سمہودی نے لکھا ہے کہ حسین بن ابی الہیجاء نے اس کو ۵۷۵ھ میں تعمیر کرایا تھا کیونکہ میں نے اس مسجد کی دیوار میں ایک پتھر پر یہ لکھا ہوا دیکھا ہے۔ لیکن آج وہاں کوئی پتھر نہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بعد بھی کئی دفعہ یہ مسجد بنائی گئی ہے۔

مسجد فتح مدینہ منورہ کے باب البرابخ سے صرف بیس منٹ کا فاصلہ ہے۔ باب البرابخ سے آگے وادی البطحان ہے اور اس کے آگے مسجد آجاتی ہے۔

# مسجد ذباب!

یہ لفظ اصل میں "ذوباب" ہے یعنے دروازے والی مسجد۔ ثنیۃ الوداع سے چل کر احد پہاڑ کی طرف آئیں تو راستے سے بائیں جانب یہ مسجد واقع ہے۔ علامہ سمہودی نے ابن شبہ سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ نماز پڑھی تھی اور جنگ خندق

میں آپ نے اس پہاڑی پر ایک تُرکی خیمہ بھی لگایا تھا۔

اس مسجد کا طول سولہ فٹ اور عرض بھی سولہ فٹ ہے۔ اوپر ایک گنبد ہے۔ مسجد پتھروں کی بنی ہوئی ہے اور اس پر چونے کا پلستر ہے۔ یہ موجودہ مسجد آٹھویں صدی ہجری میں بنائی گئی تھی۔

# مسجد قبلتین ،

مسجد قبلتین حرۃ وبرۃ میں ایک ٹیلے پر واقع ہے اس جگہ کو وادی عقیق کہتے ہیں یہ وادی بڑی مبارک وادی ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں وادی عقیق میں کھڑا تھا کہ ایک فرشتہ نے مجھ کو آکر کہا کہ یہ وادی بڑی مبارک ہے (ابورزین) ایک حدیث میں ہے کہ مجھے فرشتہ نے آکر کہا کہ تم اس مبارک وادی عقیق میں جاکر نماز پڑھو (ابن خزیمہ)

اس موجودہ مسجد کے دو حصے ہیں اندرونی اور بیرونی سا اندرونی حصہ کا محراب بیت اللہ شریف کی طرف ہے اور بیرونی حصہ کا محراب بیت المقدس کی طرف ہے۔ (لیکن یہ محراب اب گرتا جارہا ہے) اندرونی حصے پر گنبد بنا ہوا ہے اس کی لمبائی چھتیس فٹ اور چوڑائی سولہ فٹ اور بلندی بھی سولہ فٹ ہے۔ داخلی اور خارجی دونوں حصے پتھر اور چونے سے بنے ہوئے ہیں۔ اس مسجد کی یہ موجودہ عمارت آل عثمان کی بنی ہوئی ہے

اسی مسجد میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہے تھے کہ قبلہ کے بدل دینے کا حکم آگیا۔ اور آپ نے نماز کی حالت میں ہی اس طرف منہ کر لیا۔ چونکہ اس میں قبلہ بدلا گیا تھا اسلئے اسکا نام مسجد قبلتین مشہور ہوگیا۔

صاحب وفا الوفا نے لکھا ہے کہ آنحضرت نے جب اپنا رخ بدلا تو اس مسجد کے

پرنالہ کی طرف منہ کیا تھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسجد اس وقت مسقف تھی۔ اس کے بعد اس کے حالات میں صرف اتنا پتہ چل سکا ہے کہ شاہین جمالی نے اسے ۸۹۳ھ میں تعمیر کیا تھا اس کے بعد سلطان سلیمان نے اسے ۹۵۰ھ میں تعمیر کیا۔ چنانچہ سنگ مرمر کی ایک تختی آج تک اس کے دروازہ پر لگی ہوئی ہے جس پر سلیمان کی تعمیر کا ذکر ہے۔ اور یہ موجودہ مسجد ۹۵۰ھ ہی کی بنی ہوئی ہے۔

پون گھنٹہ میں آدمی اس مسجد تک پہنچ جاتا ہے اسکے دو راستے ہیں۔ جو وہاں مشہور ہیں۔

# مسجد بنی ظفر

آج کل یہ مسجد گر چکی ہے لیکن ابھی تک اس کے کھنڈرات موجود ہیں۔ یہ مسجد مدینہ منورہ کے مشرق میں ہے۔ باب جنت البقیع سے صرف پندرہ منٹ کا راستہ ہے۔ علامہ سمہودی نے بیان کیا ہے کہ اس مسجد کے محراب کی دائیں جانب سنگ مرمر کی ایک تختی لگی ہوئی ہے جس پر یہ لکھا ہے کہ اس کو ابو جعفر مستنصر باللہ نے ۶۳۰ھ میں تعمیر کیا۔ اس کے بعد عبدالقدوس انصاری مصنف "آثار مدینہ" نے لکھا ہے کہ میں نے بھی یہ پتھر دیکھا ہے لیکن وہ محراب کی دائیں جانب نہیں بلکہ اس کی دیوار میں اسے بھی دوسرے پتھروں کی طرح جوڑ دیا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بعد بھی کسی نے اس کو بنایا ہے۔

علامہ سمہودی نے طبرانی سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ بنی ظفر کی مسجد میں تشریف لائے۔ اور ایک پتھر پر بیٹھ گئے جو آج بھی مسجد میں پڑا ہوا ہے (یعنی علامہ طبرانی کے زمانہ میں) آپ کے ساتھ کچھ صحابہ بھی تھے۔ آپ نے

ایک قاری کو حکم دیا کہ قرآن مجید پڑھا کر سنا دو وہ پڑھنے لگے جب اس آیت پر پہنچے فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اتنا روتے کہ آپ کی ڈاڑھی مبارک تر ہو گئی اور فرمایا اے میرے اللہ جو میرے سامنے ہیں ان کی گواہی تو میں دے دوں گا۔ اور جن کو میں نے نہیں دیکھا ان کی شہادت میں کیسے ادا کروں گا؟

# مسجد سقیا

مسجد سقیا کا محل وقوع مدینہ منورہ کے ریلوے اسٹیشن کے جنوب میں ہے اسٹیشن کے پاس ہی ایک گنبد بنا ہوا ہے اسے "قبۃ الرؤس" کہتے ہیں یعنی سروں کا گنبد (ترکوں کی حکومت میں یہاں کچھ بدو قتل کئے گئے تھے اور ان کو یہاں دفن کیا گیا تھا) یہ گنبد مدینہ منورہ میں مشہور ہے یہی وہ مقام ہے جہاں مسجد سقیا تھی۔ اسکے جنوب میں ایک کنواں ہے اسے بیر سقیا کہتے ہیں۔ ان دونوں کے درمیان سے مکہ مکرمہ کو راستہ جاتا ہے اس مسجد کی جگہ پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی اور اسی جگہ آپ نے مدینہ منورہ کے لئے برکت کی دعا فرمائی تھی۔ اور اسی جگہ آپ نے مدینہ منورہ کو حرم قرار دیا تھا۔ پھر اس کے بعد یہاں مسجد بنا دی گئی۔ یہ مسجد بہت مدت کے بعد مٹ گئی یہاں تک کہ لوگ اس کے مقام کو بھی بھول گئے۔ پھر علامہ سمہودی نے جو بہت بڑا جغرافیہ دان تھا اس مسجد کے مقام کو متعین کیا۔ پھر اس کے بعد یہ مسجد گر گئی۔ پھر کچھ مدت کے بعد یہاں بدوں کو دفن کیا گیا تو اس جگہ کا نام قبۃ الرؤس مشہور ہو گیا۔

# مسجد اجابت

یہ مسجد مدینہ منورہ کے مشرق میں جنت البقیع سے شمال کی جانب ہے مسجد ایک ٹیلے پر بنی ہوئی ہے اس کے ارد گرد باغات ہیں۔ آجکل یہ مسجد ویران ہے۔ اس کے سامنے ایک کنواں بھی ہے جس میں سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں لیکن کنواں خشک ہے۔ یہ مسجد پتھروں کی بنی ہوئی ہے اس کے کھنڈرات سے اس کا طول ۴۰ فٹ اور عرض ۳۲ فٹ معلوم ہوتا ہے۔ ایک محراب کا نشان بھی ہے۔ پہلے اس مسجد کا نام مسجد بنی معاویہ تھا اور یہ قبیلۂ اوس کی شاخ تھا۔

صحیح مسلم میں ایک روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مسجد بنی معاویہ میں تین دعائیں فرمائی تھیں۔ کہ یا الٰہی میری امت پر عالمگیر طوفان نہ آئے۔ میری امت پر قحط سالی کا عذاب نہ آئے۔ اور میری امت میں تفرقہ نہ پڑے۔ پہلی دونوں دعائیں تو قبول ہوئیں لیکن تیسری دعا قبول نہ ہوئی۔ اس لئے اس کو مسجد اجابت کہا جانے لگا۔ دیواریں ابھی تک اس کی کھڑی ہیں۔

# مسجد سجدہ

اس مسجد کا نام مسجد بحیر بھی ہے۔ یہ ایک چھوٹی سی مربع شکل کی مسجد ہے اسکا طول عرض ۱۲ فٹ ہے۔ اور دیواریں صرف چار فٹ تک ہیں اس پر چھت نہیں ہے۔ یہ بن گھڑے پتھروں کی عمارت ہے۔ امام بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ دو رکعت نماز پڑھی اور ان میں بہت لمبے سجدے

کئے اسی لئے اسکا نام مسجد سجدہ ہوگیا۔ پہلے اس کا نام مسجد بحیر تھا۔ بحیر نامی ایک باغ اس کے قریب تھا اسی سے مشہور تھی۔

# مسجد شمس

عوالی نام بستی کے مشرق میں یہ مسجد واقع ہے۔ اس کی عمارت بڑی مضبوط ہے اور عام سطح زمین سے بلند ہے۔ اس کے مکان کا طول قریباً ستر فٹ ہے اور عرض سولہ فٹ اسپر پانچ گنبد ہیں اس میں ایک دو سیڑھیوں والا پتھر کا منبر رکھا ہوا ہے۔ مسجد میں کئی روشندان ہیں۔ عمارت پتھر اور چونے کی ہے۔ یہ عمارت آل عثمان کے عہد حکومت میں بنائی گئی تھی۔ ایک تو یہ مسجد اونچی جگہ ہے دوسرے اس کے سامنے کسی مکان کی اوٹ نہیں ہے سورج نکلتے ہی اسپر چمکنے لگتا ہے۔ اسی لئے اسکو مسجد شمس کہتے ہیں۔

اس کا دوسرا نام مسجد فضیخ ہے۔ فضیخ عربی میں کھجور کے شراب کو کہتے ہیں۔ صحابی ابوایوب کو جب شراب کی حرمت معلوم ہوئی تو ان کے کچھ مٹکے شراب کے بھرے ہوئے اس جگہ رکھے ہوتے تھے۔ آپنے ان کو گرادیا۔ تو اس کا نام مسجد فضیخ ہوا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو نضیر کا محاصرہ کیا تو اس دوران میں آپ چھ دن رات کی نمازیں اس میں ادا کرتے رہے تھے۔ یہ مسجد مدینہ منورہ کے مشرق میں ہے۔

**لطیفہ**۔ ہم کچھ آدمی مسجد شمس کو دیکھنے کے لئے گئے۔ ایک رہبر ساتھ لیا اس کے ساتھ دو ریال مزدوری طے کی۔ وہ ہم کو ایک بوسیدہ سی چھوٹی سی عمارت میں لے گیا جسپر چھت نہیں تھی۔ اور دیواریں صرف چار چار فٹ تھیں کہنے لگا کہ یہ مسجد شمس ہے ہم کو جب کچھ تعجب ہوا تو قسمیں کھانے لگا۔ ہم نے اعتبار کر لیا۔ اور اس کو دو ریال

دے کر رخصت کر دیا۔ دوسرے روز جب ہم نے اپنے ایک دوست سے مسجد شمس کا تذکرہ کیا تو اس نے کہا کہ اچھا بتاؤ مسجد کس طرح کی ہے۔ ہم نے جب بتایا تو وہ قہقہہ مار کر ہنسا اور کہنے لگا کہ آپ کو دھوکہ دیا گیا ہے دوسرے دن ہم اس کو ساتھ لے کر مسجد دیکھنے گئے۔ آپ بھی ہشیار رہیں۔ وہاں اس قسم کے دھوکے کافی ہوتے ہیں اَللّٰھُمَّ احْفَظْ اَھْلَ الْمَکَّۃِ وَالْمَدِیْنَۃِ۔

مدینہ منورہ کی مساجد ختم ہوئیں۔ اب آپ تاریخی اور مقدس مکانات کے متعلق کچھ سُن لیں۔

# کلثوم بن ہدم اور سعد بن خثیمہ کے مکانات

یہ دونوں مکان قبا میں ہیں۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم قبا میں تشریف لائے تو یہ دونوں مکان آپ کے لئے خالی کر دئیے گئے تھے۔ کلثوم بن ہدم کے مکان کو زنانخانہ کے طور پر استعمال کیا گیا اور سعد بن خثیمہ کے مکان کو مردانہ بیٹھک بنایا گیا۔ سعد کے مکان کی شمالی اور مسجد قبا کی جنوبی دیوار یعنی قبلہ والی مشترک تھی۔ اور اس کے ساتھ کلثوم بن ہدم کا مکان تھا۔ آج ان مکانات کا کچھ پتہ نہیں چلتا بلکہ قبا والے ان مکانات کے محل وقوع سے بھی آج ناواقف ہیں علامہ مطری اور سمہودی نے ان کو دیکھنے کا ذکر کیا ہے۔ ان میں سے پہلا آٹھویں صدی کا ہے اور پچھلا نویں صدی ہجری کا آج کلثوم اور سعد کے مکانات کی جگہ پر دو قبے بنے ہوتے ہیں ایک کو مقام عمرہ کہا جاتا ہے اور دوسرے کو بیت فاطمہ۔ مقام عمرہ کا قبہ بالکل وہی جگہ ہے جہاں کلثوم بن ہدم کا مکان تھا۔ اور بیت فاطمہ سعد بن خثیمہ کے مکان کی جگہ پر ہے۔

# ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا مکان

یہ ابوایوب انصاری خزرجی تھے بنو نجار کے قبیلہ سے تھے۔ بنو نجار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دادا حضرت عبدالمطلب کے ماموں تھے۔ آپ نے ابوایوب کے مکان میں مدینہ آنے کے بعد اقامت فرمائی تھی۔ اور آپ نے اس میں دس ماہ کے قریب رہائش رکھی یہ دو منزلہ مکان تھا پہلے آپ نے نچلی منزل میں ڈیرہ لگایا پھر بعد میں آپ اوپر کی منزل میں اقامت پذیر ہوئے اس مکان کی ابتدائی تاریخ کا کچھ پتہ نہیں بعض آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مکان کو تبع ابوکرب بادشاہ یمن نے بنوایا تھا جبکہ وہ مدینہ آیا۔

یہ مکان مسجد نبوی کے جنوب مشرقی کونہ میں ہے اس کی شمالی جانب میں زقاق حبشہ (حبشیوں کا بازار) جنوب میں جعفر صادق کا مکان (جسے آجکل نائب الحرم کا مکان کہتے ہیں) مغرب میں راستہ اور مشرق میں کچھ پرانے مکان ہیں۔

اس مکان پر کئی دور گزرے ہیں۔ یہ مکان ابوایوب کے غلام افلح کے قبضہ میں آیا۔ جب یہ مکان گر گیا تو افلح نے مغیرہ بن عبدالرحمٰن کے ہاتھ اس زمین کو ایک ہزار دینار میں فروخت کر دیا۔ اس نے اسکو تعمیر کر کے فقیروں پر وقف کر دیا۔ اس کے بعد اس کی تاریخ نہیں ملتی۔ پھر یہ جگہ صاف میدان ہو گئی تو اسے شہاب الدین غازی بادشاہ نے خرید کر اس جگہ مدرسہ بنا دیا۔ جو مدرسہ شہابیہ کے نام سے مشہور رہا۔ پھر وہ مدرسہ تباہ ہو گیا۔ تو ۱۲۹۱ھ میں اس کو تعمیر کیا گیا۔ اور مسجد کی طرز پر گنبد دار محراب والا بنایا گیا اس کی سامنے کی دیوار پر سنگ مرمر کی ایک تختی پر لکھا گیا کہ یہ ہے ابوایوب انصاری کا مکان جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے استعمال میں رہا (ترجمہ) آج کل اس مکان

کو "زاویۃ الجنید" کہتے ہیں اور اسی نام سے مشہور ہے (آجکل چونکہ مسجد نبوی کی توسیع ہو رہی ہے اور مکانات خرید کر اس میں شامل کئے جا رہے ہیں اسی سلسلے میں جب میں (راقم الحروف) وہاں گیا تو اس مکان کو بھی گرایا جا رہا تھا)

# عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا مکان

علامہ مطری نے کہا ہے کہ آج کل جو جگہ مدینہ منورہ میں مسجد کے جنوب مشرق میں "دار العشرۃ" کے نام سے مشہور ہے۔ یہ حقیقت میں حضرت عبداللہ بن عمر کا مکان تھا۔ اسی طرح وفا الوفاء میں بھی تصریح ہے کہ یہ حضرت عبداللہ بن عمر کا مکان ہے۔ اصل معاملہ یہ ہوا کہ حضرت حفصہ ام المومنین کا حجرہ مشرق کی طرف تھا حضرت عثمان نے جب مسجد کو وسیع کیا تو حضرت حفصہ کا حجرہ بھی اس میں آگیا۔ اس حجرہ کے عوض آپ کو یہ مکان دیا گیا تھا حضرت حفصہ کا یہ مکان وراثت میں عبداللہ بن عمر کو ملا۔ جو کہ مسجد کے جنوب مشرق میں ہے اس مکان سے ایک خفیہ راستہ (سرنگ) مسجد نبوی میں آتا تھا جسے ۸۸۸ھ میں بند کیا گیا۔ آج کل یہ مکان ایک مدرسہ ہے۔ کافی وسیع میدان ہے اس میں ایک بہت بڑا درخت ہے۔ مدرسہ کے اطراف میں کچھ حجرے بنے ہوئے ہیں جس میں مسجد نبوی کی کچھ متعلقہ چیزیں دریاں۔ قالین وغیرہ پڑے رہتے ہیں۔ اور مکان کی شمالی دیوار میں ایک دریچہ ہے جس سے مواجہ شریف صاف نظر آتا ہے علامہ سمہودی نے لکھا ہے کہ یہ مکان حضرت عبداللہ بن عمر ہی کے زمانہ میں مدرسہ بن گیا تھا۔

# حضرت جعفر صادق کا مکان

یہ مکان مسجد کے جنوب مشرق میں ہے اور آج کل مکان "دو نائب الحرم"

کے نام سے مشہور ہے کیونکہ اس میں بہت مدت سے نائب الحرم اقامت رکھتے تھے (آجکل یہ مکان ویسے کرایہ پر لگا ہوا ہے) یہ مکان پہلے حارثہ بن نعمان کا تھا بعد میں حضرت جعفر صادق نے خرید لیا۔

نویں صدی ہجری میں یہ مکان گر چکا تھا۔ اس زمین کو شیخ الحرم شجاعی شاہی نے خرید کر مکان بنایا اس روز سے یہ مکان نائب الحرم کے نام سے مشہور ہو گیا۔ آج کل یہ مکان مسجد نبوی کیلئے وقف ہے ۱۲۵۵ھ میں اس کو حکومت نے مسجد کے لئے خرید لیا تھا۔

# حضرت عثمان کا مکان

مسجد کے مشرق میں حضرت عثمان کے دو مکان آپس میں ملے ہوئے تھے ایک چھوٹا تھا اور دوسرا بڑا یہ دونوں ہی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں بنے۔ ایک مکان تو اس جگہ تھا جہاں آجکل "رباط سیدنا عثمان" ہے۔ "رباط عثمان" آجکل بھی موجود ہے اور مسجد نبوی کے مہمانوں کے لئے وقف ہے۔ اس میں ایک چھوٹا سا کتب خانہ (لائبریری) بھی ہے۔ یہ کتابیں بہت پرانی عباسی خاندان کے زمانہ کی ہیں اور عموماً فقہ مالکی کی کتابیں ہیں۔

علامہ سمہودی نے بیان کیا ہے کہ یہی رباط حضرت عثمان کا چھوٹا مکان ہے اسی کے راستہ سے بڑے مکان پر جا کر حضرت عثمان کو شہید کیا گیا تھا اور بڑے مکان کی جگہ آجکل "رباط اصفہانی" ہے۔ جس میں مسجد نبوی کے خدام رہتے ہیں۔ اس کے ایک کونہ میں سلطان صلاح الدین ایوبی کے چچا اور والد کی قبریں ہیں۔ اس مکان کے جنوب میں راستہ ہے اور راستہ کے بعد ابوایوب انصاری کا مکان ہے۔

آجکل یہ مکان ""دار شیبۃ الحرم"" کے نام سے مشہور ہے۔ اس مکان کے مشرق میں آپ کا چھوٹا مکان تھا اور مغرب میں ""موضع الجنائز"" ہے شمال میں جنت البقیع کا راستہ ہے اور جنوب میں زقاق جلشہ۔ یہ مکان باب جبریل کے سامنے ہے۔ اسی مکان میں آپ کی شہادت ہوئی تھی۔

# ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مکان

حضرت ابوبکر کا مکان مسجد کے مشرق میں حضرت عثمان کے چھوٹے مکان کے سامنے ہے۔ اور یہ مکان جنت البقیع کے راستہ کے شمال میں ہے اور ""رباط عثمان"" تک چلا گیا ہے یہ اس کی مشرقی حد ہے اور مغربی حدود مدرسہ ہے جو باب النساء کے بالمقابل ہے جسے آجکل ""زاویۃ السمان"" کہتے ہیں اور جنوبی طرف بقیع کا راستہ ہے اور شمالی جانب کا پتہ نہیں چلتا۔ اسی مکان میں حضرت ابوبکر صدیق کا انتقال ہوا تھا۔

# ریطہ کا مکان!

ریطہ خلیفہ عباسی سفاح کی بیٹی کا نام ہے۔ یہ مکان مسجد نبوی کے باب النساء کے سامنے ہے۔ پہلے اس کا نام بھی باب ریطہ ہوا کرتا تھا۔ اسی مکان کو آجکل ""زاویۃ السمان"" کہا جاتا ہے یہ مکان بڑا وسیع ہے اور آجکل بھی بڑی شاندار عمارت رکھتا ہے۔ اس مکان کو ایاز کوہ شام کے بادشاہ نے از سر نو تعمیر کرایا تھا۔ یہ مکان بھی اصل میں حضرت ابوبکر کا مکان تھا۔ اسی مکان کا ایک کونہ ""زاویہ شیخ عبدالقادر جیلانی"" کے نام سے مشہور ہے کہ وہ ساتویں

صدی میں یہاں آکر اسی مکان میں ٹھہرے تھے۔

# خالد بن ولید کا مکان

دلیلہ کے مکان کے شمال میں ایک رباط (سرائے) ہے جسے خالد بن ولید کی رباط کہتے ہیں یہ ایک چھوٹی سی رباط ہے جسے نویں صدی ہجری میں "رباط سبیل" کہا جاتا تھا۔ آج بھی اس کے سامنے ایک چھوٹا سا قبہ بنا ہوا ہے یہی وہ جگہ ہے جو حضرت خالد بن ولید کا مکان تھا۔ حضرت خالد نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے مکان کی تنگی کی شکایت بھی کی تھی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ کہ "اسے دو منزلہ کر لو اور اللہ سے فراخی کی دعا مانگو"۔ چونکہ یہ سرائے اس کے قریب تھی اس لئے رباط خالد بن ولید کے نام سے مشہور ہو گئی اسی رباط کی پچھلی جانب عمرو بن عاص فاتح مصر و اجنادین کا مکان ہے۔

خالد بن ولید نے اپنے مکان کو اپنی زندگی ہی میں وقف کر دیا تھا۔ اس کا کرایہ غریبوں کو دیا جاتا۔ یا رہائش کے لئے غریبوں کو دے دیا جاتا تھا لیکن اس کے نگران وہ خود ہی رہے اور آپ کے بعد ان کی اولاد اس کی نگران رہی جب ان کی ساری اولاد ختم ہو گئی تو یہ مکان بطریق وراثت ایوب بن سلمہ کے قبضہ میں آیا۔ اور ۱۱۱۱ھ میں اس مکان کو مسجد کے لئے وقف کر دیا گیا۔

# مروان بن حکم کا مکان

یہ مکان پہلی صدی کے نصف آخر میں بنایا گیا تھا۔ مروان بن حکم مدینہ منورہ کا گورنر تھا۔ اس نے مدینہ منورہ کو خوب آباد کیا۔ مسجد نبوی کی توسیع کی اور اسکے چاروں طرف پتھروں کا فرش لگا دیا۔ نہر زرقاء کو اسی نے جاری کیا تھا۔ آجکل یہ مکان مدینہ منورہ کے سرکاری افسروں کی قیام گاہ ہے۔ یہ مکان اس جگہ ہے جہاں مدرسہ البشیریہ تھا جو کہ مسجد نبوی کے جنوب مغرب میں باب السلام کے سامنے واقع تھا۔ اور اس دروازہ کا نام مدت تک باب مروان رہا۔

مدینہ منورہ میں بہت سے بڑے بڑے محل تھے جن میں سے آج صرف ایک محل کے کچھ آثار موجود ہیں۔ باقی سب ختم ہو چکے ہیں اور یہ محل سعید بن عاص کا محل ہے۔

# قصر سعید بن عاص

یہ محل وادی عقیق کے چھوٹے میدان کے درمیان ہے۔ اس کی مشرقی جانب تھوڑے سے فاصلہ پر ایک باغ ہے محل کا طول سوا دو سو فٹ ہے اور عرض ایک سو آٹھ فٹ اور بلندی چھتیس فٹ کے قریب ہے۔ یہ محل پتھروں کا بنا ہوا ہے۔ کوئی پتھر چھوٹا ہے کوئی بڑا ناتراشیدہ پتھر لگے ہوتے ہیں اور بیرونی اور اندرونی جانب چونے سے پلستر شدہ ہے اس کے جنوب مشرقی کونہ میں آجکل بدوی لوگ اپنے مویشی باندھتے ہیں۔ محل کی

جنوبی جانب ایک چبوترہ بنا ہوا ہے جس پر مجلس لگائی جاتی تھی۔

محل کے جنوب اور شمال میں سرخ ریت کے ٹیلے ہیں صاحب اغانی نے کہا ہے کہ انہی ٹیلوں پر بنی سعد کے مکانات تھے۔ یہ محل مدینہ منورہ سے شمال مغرب میں واقع ہے اور دو گھنٹے کا راستہ ہے۔ اسی محل کے قریب بیر رومہ ہے جسے حضرت عثمان نے یہودیوں سے خرید کر مسلمانوں کیلئے وقف کر دیا تھا۔

سعید بن عاص جن دنوں امیر معاویہ کے مدینہ کے گورنر تھے اس دوران میں آپ نے اس کو تعمیر کروایا تھا۔ بنی امیہ میں سے یہ شخص بڑا اچھا اور سخی آدمی تھا محمد لبیب بتنونی نے کہا ہے کہ پہلی صدی ہجری میں اس محل کی نظیر سارے عرب میں نہ ملتی تھی۔ بلکہ دمشق کے دار الحکومت سے بھی یہ مکان اچھا تعمیر کیا گیا تھا۔

# قلعہ کعب بن اشرف

مدینہ منورہ کے باہر دو قلعے بھی ہیں۔ جن میں سے ایک قلعہ تو کعب بن اشرف کا ہے (عام طور پر کعب بن اشرف کو یہودی سمجھا جاتا ہے لیکن ایسا نہیں ہے یہ عربی الاصل ہے قبیلہ طے سے تھا۔ اس کے ماموں یہودی تھے۔ انہیں میں رہنے لگا۔ اور یہودی مشہور ہو گیا) یہ قلعہ مدینہ منورہ کے جنوب مشرق میں واقع ہے اسکی لمبائی اور چوڑائی ایک سو پینسٹھ فٹ ہے قلعہ کا دروازہ ایک ہے۔ مغربی دیوار پر آٹھ بڑے مضبوط برج بنے ہوئے ہیں۔ سارا قلعہ مضبوط پتھروں کا بنا ہوا ہے۔ یہ قلعہ جنگ کے لئے بنایا گیا تھا۔ اس کے وسط میں ایک وسیع صحن ہے جس کی پیمائش ڈیڑھ ہزار مربع گز کے قریب ہے۔

دیواروں اور فرش کے پتھر بعض بعض مقامات سے اکھڑے ہوئے ہیں۔ قلعہ کے اندر دس کمرے بنے ہوتے ہیں جو چھوٹے بڑے ہیں۔ قلعہ کا بالائی حصہ گرا ہوا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بنو نضیر کا محاصرہ کیا تو ان کی جلاوطنی کا فیصلہ کیا گیا تھا۔ اور حکم دیا گیا تھا کہ ایک اونٹ فی کس کے حساب سے جو سامان تم لے جانا چاہو لے جا سکتے ہو۔ اسی ضمن میں اس کے چھت کی لکڑیاں بھی اتار لی گئی تھیں۔

قلعہ کی جنوبی دیوار کے باہر ایک کنواں ہے جس کا دروازہ قلعہ کے اندر ہے۔ قلعہ سے سیڑھیاں آتی ہیں جو کنوئیں میں اتر جاتی ہیں۔ کنوئیں کے پاس جنوبی دیوار کے اوپر ایک برج بنا ہوا ہے۔ جنگ کے ایام میں پانی لاتے وقت برج پر مسلح سپاہی حفاظت کے لئے کھڑے کر دیتے جاتے تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس قلعہ کا محاصرہ پچیس روز تک برابر جاری رکھا تھا۔ یہ مدینہ منورہ سے دو گھنٹے کا راستہ ہے۔

# قلعہ ضحیان

یہ قلعہ مسجد قبا سے جنوبی جانب باغوں کے سلسلہ میں وادی رانونا میں واقع ہے۔ یہ قلعہ سیاہ پتھروں کا بنا ہوا ہے اس کا طول ایک سو پینتیس فٹ اور عرض ساٹھ فٹ اور بلندی چالیس فٹ ہے۔ اس کا جنوبی حصہ گرا ہوا ہے باقی حصوں میں سے بھی کچھ پتھر اکھڑے ہوئے ہیں۔ تاہم اکثر حصہ ابھی تک موجود ہے۔ اس قلعہ کو انصاریوں نے ایام جاہلیت میں تعمیر کیا تھا۔

اسکے بعد اب آپ چند ایک مشہور مقامات کے متعلق کچھ سن لیں۔

# سقیفہ بنی ساعدہ

اس کی تاریخ تعمیر کا کچھ علم نہیں۔ صرف اتنا ہی معلوم ہے کہ یہ ڈیرہ (جس کو پنجابی زبان میں دارہ کہتے ہیں) بنو ساعدہ کا تھا۔ اس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ بیٹھے تھے۔ اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت اسی جگہ ہوئی تھی۔ یہ مکان مدینہ منورہ کی فصیل کے باہر بیر بضاعہ کے قریب ہے باب شامی سے بازار کے آخری کنارے سے صرف تیس گز کے فاصلہ پر ہے۔ اس کی عمارت میں چند ایک روشندان بھی ہیں۔ پتھروں پر چونے کا پلستر ہے اس کا دروازہ آجکل بند کر دیا گیا ہے۔ اس کے قریب ہی ایک چھوٹا سا قبہ ہے جسے قبہ شیخ نمل کہتے ہیں۔ سقیفہ کو علی پاشا نے ۱۰۳۰ھ میں تعمیر کرایا تھا۔

# ثنیۃ الوداع

ثنیۃ اصل میں پہاڑی درے کو کہتے ہیں جس سے آدمی گذر سکیں۔ مدینہ منورہ میں ثنیۃ الوداع کے نام سے دو گھاٹیاں مشہور ہیں ایک تو شام کے راستہ میں سلع کے قریب مسجد ذباب کے پاس ہے جو لوگ شام کو جاتے تھے ان کو یہاں تک وداع کرنے کے لئے لوگ آتے تھے اور دوسرا ثنیۃ الوداع مکہ کے راستہ میں ہے۔ اسی راستہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تھے۔ یہ وادی عقیق کے قریب ہے

بھی وہ ثنیۃ ہے جس کا ذکر حدیث اور تاریخ کی کتابوں میں آتا ہے۔

# مدینہ کا بازار

ویسے تو مدینہ منورہ میں اور بھی بازار ہیں لیکن یہ وہ بازار ہے جس کی حدیں خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمائی تھیں۔ اسی جگہ کو مناخہ کہا جاتا ہے کیونکہ جب قافلے باہر سے آتے ہیں تو اسی جگہ سواریوں سے اترتے ہیں۔ یہاں پہلے بھی بازار تھا۔ جسے بازار بنی قینقاع کہا جاتا تھا آنحضرت نے اس بازار کو وسیع کر دیا۔ یہ بازار مدینہ کے مغرب میں واقع ہے اس کی حد ایک طرف سے مسجد غمامہ ہے اور دوسری طرف سے باب شامی کا قلعہ۔

اس بازار میں اکثر کھانے پینے کی چیزیں فروخت ہوتی ہیں۔ دوکانیں بڑی مضبوط اور منظم ہیں اس بازار کو فخری پاشا نے گیارہویں صدی میں جنگی مصلحت کی بنا پر گرا دیا تھا۔ پھر اس بازار کو سعودی حکومت نے تعمیر کروایا۔ پولیس کا مرکز۔ عمارت حاکم مدینہ اسی بازار میں ہے۔

# فصیل مدینہ

آج کل مدینہ منورہ کی آبادی بہت پھیل چکی ہے۔ پرانے زمانہ میں اس کے گرد ایک فصیل بنائی گئی تھی۔ جو کہ اب شہر کے اندر ہے شہر اس سے باہر نکل چکا ہے۔ جنگ خندق کے بعد مدینہ والوں کو خیال آیا کہ مدینہ کے گرد ایک فصیل بنا دینی چاہئے۔ لیکن اس وقت اس تجویز کو عملی جامہ

نہ پہنایا جا سکا ۳۶۳ھ میں محمد جعدی نے مدینہ منورہ کے گرد فصیل بنوائی جمال الدین اصفہانی کے زمانہ میں یہ فصیل بہت خراب ہو گئی تو اس نے دوبارہ اس کو ۵۴۰ھ میں تعمیر کروایا پھر ۵۵۸ھ میں سلطان نور دین محمود بن زنگی نے اس کو پشتے لگا دیئے۔ پھر اس کو ۷۵۵ھ میں تعمیر کیا گیا۔ اس کے بعد ۹۴۶ھ میں سلطان سلیمان عثمانی نے اس کو تعمیر کرایا اور مدینہ منورہ کی موجودہ فصیل یہی ہے۔ یہ دیوار پتھر اور چونے سے بنائی گئی تھی اس میں بہت سے دروازے رکھے گئے تھے۔ ان کے نام یہ ہیں باب مصری باب شامی۔ باب قبا۔ باب تصری۔ باب تجیدی۔ باب الجمعہ۔ باب الحمام باب التجدید۔ یہ دیوار چالیس فٹ بلند اور تین فٹ چوڑی تھی۔ آج کل یہ دیوار بہت مقامات سے گر چکی ہے اور کہیں کہیں اچھی حالت میں موجود ہے۔ مولف

چونکہ مدینہ منورہ کے اردگرد بہت سی چھوٹی بڑی پہاڑیاں ہیں ان میں سے بعض تاریخی حیثیت بھی رکھتی ہیں اب آپ ان کے متعلق بھی مختصر طور پر سن لیں۔ جبل احد کے متعلق پہلے آپ پڑھ چکے ہیں۔

# جبل عینین یا جبل رماۃ

یہ ایک چھوٹی سی سرخ پتھروں کی پہاڑی ہے۔ جو جبل احد کے بالکل قریب ہے یہ پہاڑی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر کے جنوب میں قریباً نوے گز کے فاصلہ پر ہے۔ اسی پہاڑی پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پچاس تیراندازوں کا دستہ جنگ احد میں کھڑا کیا تھا۔ پہاڑی کے

مشرقی کونہ میں ایک چھوٹی سی مسجد بنی ہوئی ہے جس پر چھت نہیں ہے۔ ناتراشیدہ پتھروں کی دیواریں ہیں۔ اس کا طول سولہ فٹ اور عرض بارہ فٹ ہے یہی وہ جگہ ہے جہاں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تھے۔ بعد میں یہاں مسجد بنائی گئی بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی اس مسجد میں نماز پڑھی ہے۔

# جبل سَلع

یہ پہاڑ مدینہ منورہ کے شمال میں بالکل قریب ہے۔ کافی بلند ہے۔ اس کا پتھر سیاہ رنگ کا ہے اور بہت خوبصورت ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس کا سیمنٹ اچھا بن سکتا ہے اس پہاڑ کے مشرقی طرف ایک چبوترہ بنا ہوا ہے۔ جسے ”دکۃ جلال“ کہتے ہیں اور مغربی حصہ میں ایک غار ہے جسے ”کہف بنی حرام“ کہتے ہیں۔ اس غار میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آکر کئی دفعہ سورہتے تھے۔ اسی پہاڑ کے شمال میں مسجد فتح بنی ہوئی ہے جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

# جبل سلیع

یہ ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے جبل سلع کے جنوب میں واقع ہے۔ اسی پہاڑی پر مہاجرین بنی اسلم کے مکانات تھے۔ باب شامی کے قلعہ کا ایک برج اس پہاڑی پر بنا ہوا ہے۔ نویں صدی ہجری میں امیر مدینہ کا قلعہ اسی پہاڑی

پر تعمیر ہوا تھا۔ جبل سلع اور جبل سلیع کے درمیان سے ایک راستہ گذرتا ہے جسے ثنیتہ العشعث کہتے ہیں۔

# جبل سنندر

یہ ایک بہت چھوٹی سی پہاڑی ہے جس کی بلندی صرف پندرہ فٹ ہے "مشہد نفس الزکیہ" سے مشرقی جانب ہے ان میں قریباً سو گز کا فاصلہ ہے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس پہاڑی پر مہاجرین بنی دیل کے مکانات تھے۔ اس پہاڑی پر سلطان داؤد پاشا نے ۱۲۶۰ھ میں ایک محل تعمیر کیا تھا جو آج تک موجود ہے۔

# عیر اور "ثور" کی پہاڑیاں

عَیر کالی بلند پہاڑی ہے۔ مدینہ منورہ کے جنوب میں قریباً چھ میل کے فاصلہ پر ہے۔ اس کا پتھر سیاہ ہے یہی وہ نامبارک پہاڑ ہے جس کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم عیر کو پسند نہیں کرتے اور نہ عیر ہی ہم کو پسند کرتا ہے (طبرانی) اور یہ بھی فرمایا ہے کہ عیر دوزخ کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ ہے (طبرانی) اور ثور مدینہ منورہ کے شمال میں ہے سرخ رنگ کا پتھر ہے قریباً پانچ میل کا فاصلہ ہے یہ دونوں پہاڑیاں حرم محترم مدینہ منورہ کی حدیں ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عیر سے لیکر ثور تک مدینہ کا حرم ہے۔

# حرّہ واقم

حرۃ عربی زبان میں پتھریلی ہموار زمین کو کہتے ہیں۔ حرہ واقم مدینہ منورہ کے مشرق میں ہے اور مدینہ منورہ کے حرم کی مشرقی حد یہی ہے اور مغربی حد حرّۃ وبرہ ہے اور حدیث میں جو دو میدانوں کا ذکر آتا ہے ان سے یہی دو میدان مراد ہیں حرہ واقم کے پانچ حصے ہیں۔ جن میں سے دو حصے یہود بنی نضیر اور بنی قریظہ کے قبضہ میں تھے۔ اور تین حصے بنو اوس انصار کے قبضہ میں تھے۔ یہودیوں کے جنوبی حصہ میں بنی نضیر کے مکانات تھے اور شمالی حصہ میں بنو قریظہ کے۔ ان کے شمال میں بنی ظفر کے مکانات تھے جہاں مسجد بنی ظفر بنی ہوئی ہے۔ جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ اور ان کے شمال میں بنی عبدالاشہل کے مکانات تھے۔ انہی مکانوں میں وہ قلعہ واقم تھا جس کے سبب سے اس کا نام حرۃ واقم مشہور ہوا۔ اور ان کے شمال میں بنو حارثہ کے مکانات تھے۔

اس میدان میں آج کل بھی بعض مکانات اور قلعوں کے نشان ملتے ہیں جن سے ذہن کسی دور دراز زمانہ کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ اس میں اونچے اونچے ٹیلے بھی ہیں یہی وہ جگہ ہے جہاں یزیدی فوجوں نے ڈیرے ڈالے تھے اور مدینہ منورہ کو برباد کیا تھا۔ حرہ کی لڑائی آج بھی مشہور ہے۔ یہ واقعہ ۶۳ھ میں ہوا تھا۔

# حرّۃ وبرہ

یہ میدان مدینہ منورہ کے مغرب میں ہے اور حرم کی مغربی حد ہے یہ حرہ واقم

کی نسبت مدینہ سے قریب ہے اس میں بہت سے ٹیلے ہیں ایک مسمار شدہ حوض کے نشانات بھی ہیں۔ جسے ''برکۃ وبیک'' کہتے ہیں۔ اس حرہ کی شمالی جانب میں بنی سلمہ کے مکانات تھے۔ اور مغربی جانب میں قصر عروۃ بن زبیر اور ان کی کھیتیاں تھیں۔ اور ان کے شمال میں مسجد قبلتین واقع ہے۔ اس کے بعد آپ مختصر طور پر مدینہ منورہ کے کنووں کے حالات سُن لیں۔

# بیر اریس یا بیر خاتم!

یہ کنواں مسجد قبا سے قریبًا پچاس گز کے فاصلہ پر مغربی جانب واقع ہے یہ قریبًا پچیس فٹ گہرا ہے۔ اریس اس آدمی کا نام ہے جس نے اس کو بنایا تھا۔ اس کی تاریخ کا پتہ نہیں چلتا کہ یہ کب بنایا گیا تھا۔ اس کی منڈیر پتھروں کی بنی ہوتی ہے اور اوپر ایک قبہ بنایا گیا تھا جس پر اندر اور باہر چونے کا پلستر تھا۔ یہ قبہ آل عثمان نے بنوایا تھا۔ کنوئیں کے ایک طرف ایک حمام اور ایک حوض بنا ہوا ہے۔ ۷۱۳ھ میں اس کنوئیں کے لئے سیڑھیاں بنائی گئی تھیں۔ آج کل وہ سیڑھیاں بند ہو چکی ہیں۔

اس کنوئیں کا پانی بہت میٹھا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا لب مبارک ڈالا تھا اسی وجہ سے اس کا پانی میٹھا ہے۔ واللہ اعلم اس افواہ کی کوئی حقیقت ہے یا نہیں بہر حال پانی اس کا بہت لذیذ ہے۔ اس کنوئیں پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم بیٹھے تھے۔ اسی کنوئیں میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

کے ہاتھ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی انگشتری گر گئی تھی۔ جس پر "محمد رسول اللہ" نقش تھا۔ اسکی تلاش میں کنوئیں کی تمام مٹی باہر نکالی گئی لیکن انگشتری نہ ملی۔ یہ حضرت عثمان کی خلافت کے چھٹے سال کا واقعہ ہے۔ اس کے بعد بغاوت کا دور دورہ شروع ہو گیا۔ اسی لئے اس کنوئیں کو بیر خاتم بھی کہتے ہیں۔

## بیر رومہ

یہ کنواں وادی عقیق کے بڑے میدان میں واقع ہے اور مدینہ منورہ کی شمال مغربی سمت میں ہے تقریباً چار میل فاصلہ ہے اس کا قطر چھ گز اور عرض چھتیس فٹ کے قریب ہے۔ اس کے قریب کچھ اور مکانات کے کھنڈرات ہیں۔ غالباً یہ مکانات آل عثمان نے بنوائے تھے۔ ان عمارتوں کے آگے ایک مربع شکل کا بہت خوبصورت اور وسیع حوض ہے۔ کنوئیں سے پانی نکل کر اسی حوض میں گرتا تھا۔ کنوئیں کا پانی بہت گہرا ہے۔ اور میٹھا بھی ہے۔ اس کی منڈیر پتھروں سے بنی ہوئی ہے۔

اس کی جنوبی جانب میں ساٹھ گز کے فاصلہ پر کسی بہت بڑی عمارت کے نشانات ہیں۔ علامہ مطری نے تصریح کی ہے کہ یہ یہودیوں کا عبادت خانہ تھا کنوئیں پر کتنی دور تعمیر اور بربادی کے آئے۔ مطری نے کہا ہے کہ آج کل یہ کنواں ویران ہو چکا ہے (یعنی آٹھویں صدی میں) اس کے بعد پھر اسے آباد کیا گیا۔ اور پھر خراب ہوا تو قاضی شہاب الدین طبری نے اسے بنوایا غالباً آج کل کنوئیں کی جو عمارت ہے وہ قاضی صاحب کی ہے۔

بیر رومہ کا پانی بہت میٹھا تھا اسی لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خواہش ظاہر کی تھی کہ کاش کوئی اس کنوئیں کو خرید کر مسلمانوں پہ وقف کر دے تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اس کو یہودی سے بیس ہزار درہم میں خرید کر مسلمانوں پر وقف کر دیا تھا۔ معاملہ یہ ہوا کہ یہودی نے جب یہ سنا کہ مسلمانوں کے پیغمبر نے اس کنوئیں کا مطالبہ کیا ہے تو اس کو یقین ہو گیا کہ اب مسلمان اسے ضرور خرید لیں گے۔ خواہ میں اس کی کتنی ہی قیمت مانگوں۔ چنانچہ اس نے بیس ہزار درہم مانگے۔ حالانکہ اس وقت کے لحاظ سے اس کی قیمت دو ہزار درہم سے زیادہ نہ ہونی چاہیئے تھی۔ لیکن قربان جاؤں حضرت عثمان کے ایثار پر کہ آپ نے بیس ہزار ہی دے دیئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے نکلے ہوئے لفظ پورے کر دیئے۔ یہ کنواں اور اس کی تمام زمین آجکل مسجد نبوی کے لئے وقف ہے۔

## بیر غرس

یہ کنواں قبا کے قریب ہے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اس کا پانی پیا کرتے تھے اور بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے یہ وصیت فرمائی تھی کہ مجھے بیر غرس کے پانی سے غسل دیا جائے۔ یہ کنواں اسی سعد بن خیثمہ کا تھا جس کا مکان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم لے مردانہ بیٹھک بنایا ہوا تھا۔ اس کنوئیں کے چاروں طرف باغ ہیں اور یہ کنواں باغ کے شمال مغرب میں واقع ہے اس میں داخل ہونے کے لئے سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں اور آج کل ویران پڑا ہوا ہے۔

غالباً سب سے آخری دفعہ اس کنوئیں کی تعمیر ۸۸۲ھ میں سلطان شہاب الدین قادانی نے کروائی تھی۔ کوئیں کے پاس ایک پندرہ فٹ طول عرض کی مسجد بنی ہوئی ہے۔ جس پر چھت نہیں ہے۔

# بیر حاء

یہ کنواں مدینہ منورہ کے شمال مشرق میں ہے فصیل مدینہ سے بالکل قریب ہے۔ قریباً بیس گز کا فاصلہ ہے۔ اس کی تعمیر مربع ہے۔ حالانکہ اور کنوئیں تمام گول ہیں۔ علامہ سمہودی نے لکھا ہے کہ یہ کنواں ایک باغ کے وسط میں ہے لیکن آج کل وہاں کوئی باغ نہیں ہے صرف کھجور کے دو بوڑھے کمزور سے درخت کھڑے ہیں شائد یہ اسی باغ کا بقایا ہوں۔

یہ مشہور کنواں حضرت ابوطلحہ انصاری خزرجی کا تھا۔ ان کے زمانہ میں اس کے گرد ایک گھنا باغ تھا۔ یہ باغ اور یہ کنواں ان کو بہت پیارا تھا۔ جب آیت لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّوْنَ نازل ہوئی تو ابوطلحہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے اللہ ہم سے پیاری چیز کا مطالبہ کرتا ہے اور یہ باغ اور کنواں مجھے سب سے زیادہ عزیز ہیں آپ گواہ رہیں کہ میں اس کو اللہ تعالےٰ کیلئے وقف کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ اپنی قوم کے غریبوں پر اس کو وقف کردو۔ چنانچہ اسی ضمن میں اس سے حضرت حسان بن ثابت کو بھی حصہ ملتا تھا۔ اس کے بعد امیر معاویہ نے اس کنوئیں اور باغ کو خرید لیا اور یہاں ایک عالیشان محل بنوایا جسے قصر بنی حدیلہ کہا جاتا تھا۔ بنی امیہ مصیبت کے وقت اسی میں پناہ لیا کرتے تھے۔

# بیر بضاعہ

یہ کنواں بنو ساعدہ کا تھا۔ اور سقیفہ بنی ساعدہ کے قریب ہے یہ کنواں آجکل آباد ہے اس کے ارد گرد نہایت عالیشان باغ ہے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت یہ کنواں ویران تھا۔ چونکہ یہ کنواں بالکل قریب تھا۔ اس کے ارد گرد کافی گندگی ہوا کرتی تھی۔ اسی کے پانی کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا تھا کہ یا رسول اللہ بیر بضاعہ کا پانی پاک ہے یا نہیں تو آپ نے فرمایا تھا پاک ہے۔ اس کا پانی نہایت میٹھا ہے۔ حالانکہ اس کے قریبی کنوئیں سب کھارے ہیں۔

# بیر سقیا

یہ کنواں مدینہ منورہ کے ریلوے اسٹیشن کی جنوبی سمت میں بالکل قریب ہے ۸۷۷ھ میں اس کی تجدید ہوئی تھی۔ اس کنوئیں کا پانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا تھا اور اس سے وضو بھی فرمایا تھا۔ یہ کنواں ذکوان زرقی کی ملکیت تھا اس سے سعد بن وقاص فاتح ایران نے خرید لیا تھا۔

# بیر ذروان

یہی وہ منحوس کنواں ہے جس میں مردود لبید بن اعصم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کر کے کنگھی کو اس میں پھینک دیا تھا۔ آپ کو تو اللہ تعالےٰ نے اس کی تکلیف سے

محفوظ رکھا لیکن بنی زریق جو کہ انصار سے تھے اور اس کنوئیں کے مالک تھے ان کو اس سے کافی تکلیف ہوتی۔ کیونکہ مسلمانوں کی نگاہ میں یہ کنواں منحوس ہو گیا بنی زریق نے اس کنوئیں کو بند کر دیا اور اس جگہ گندگی ڈالی جانے لگی۔ اس کا محل وقوع مدینہ منورہ کی فصیل کی جنوبی طرف دیوار کے نزدیک ہے بعض مورخین کہتے ہیں کہ یہ کنواں فصیل کے اندر ہے اور بعض کہتے ہیں کہ دیوار کے باہر ہے

## بیر عروہ بن زبیر

یہ کنواں مدینہ منورہ کے مغرب میں حرۃ وبرہ کے مغرب میں واقع ہے۔ مدینہ سے مکہ کو آتے وقت دائیں ہاتھ راستہ کے قریب ہے۔ مدینہ سے قریباً دو میل کا فاصلہ ہے۔ اس کی شکل وصورت بالکل بیر رومہ جیسی ہے اس کے پاس آج کل ایک چائے کا سٹال ہے۔ کنوئیں کی عمارت خراب ہو چکی ہے لیکن پھر بھی کافی مضبوط ہے۔ نویں صدی میں یہ کنواں ویران تھا معلوم نہیں اس کے بعد اسکو کس نے تعمیر کیا اس کے جنوب میں ایک مسجد ہے جسے عبدالمحسن اسعد نے بنوایا تھا۔ اس کنوئیں کا پانی ڈول سے نکالا جاتا ہے اس کا پانی کافی گہرا ہے اور صفائی اور مٹھاس میں مدینہ منورہ کا کوئی کنواں اس کا مقابلہ نہیں کرتا۔ ہارون رشید کے پینے کے لئے بکار اسی کنوئیں کا پانی لے جایا کرتا تھا۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مبارک ومسعود زمانہ میں اہل مدینہ صرف کنوؤں کا پانی پیا کرتے تھے۔ اور چند ایک پہاڑیوں پر قدرتی تالاب بنے

ہوئے تھے ان میں بارش کا پانی جمع ہو جاتا تھا وہ بھی استعمال میں آجاتا تھا۔ ان کے سوا اور کوئی ذریعہ آب پاشی اور آب نوشی کا نہیں تھا لیکن اس کے بعد مدینہ منورہ کے علاقہ میں دو نہریں کھودی گئیں جن کی وجہ سے پانی کی افراط ہو گئی اور کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ رہی۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ نہایت اختصار کے ساتھ ان کا تذکرہ بھی کر دوں۔

## نہر شہداء یا نہر کظامہ

اس نہر کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ۴۳ھ میں کھدوایا تھا۔ اس کا نام نہر شہدا اس لئے مشہور ہو گیا کہ یہ نہر شہیدان احد کے بالکل قریب سے گذرتی ہے۔ علامہ سمہودی نے بیان کیا ہے کہ یہ نہر مشرقی عالیہ سے آتی ہے اس نہر کو اوپر سے چھت دیا گیا تھا۔ (کیونکہ عرب کے ریگستانوں پر جب آندھیاں چلتی ہیں تو کئی کئی فٹ تک ریت چڑھ جاتی ہے) بعض بعض مقامات سے اس کو کھولا گیا ہے۔ چنانچہ اس کا ایک گھاٹ احد کی جنوبی سمت میں بھی ہے اور یہ گھاٹ مدینہ کے بالکل قریب ہے۔ اور دوسرا گھاٹ شہداء احد کی قبروں کے نزدیک ہے۔ اور یہاں سے یہ نہر باغوں میں داخل ہو جاتی ہے۔ علامہ عبدالقدوس انصاری نے اپنی کتاب "آثار مدینہ" میں لکھا ہے کہ یہ نہر ۱۳۳۰ھ میں بند ہو گئی ہے (لیکن آج کل یہ نہر جاری ہے۔ میں نے ۱۹۵۵ء میں اس کو دیکھا ہے۔ شہداء احد کے پاس جو گھاٹ ہے اس میں لوگ غسل کر رہے تھے۔ پانی پنڈلی کے برابر تھا اور بے شرمی کی یہ حالت تھی کہ عورتیں اور مرد اکٹھے غسل کر رہے

تھے گو ان لوگوں نے کپڑے نہیں اتار رکھے تھے۔ مولف) ابتدا میں اس نہر کی کچھ شاخیں مدینہ منورہ کے بازاروں کے نیچے سے گذاری گئی تھیں اور ان پر بعض جگہ گھاٹ بنے ہوتے تھے۔ لوگ ڈولوں کے ذریعہ ان سے پانی نکالا کرتے تھے

# نہر زرقا یا نہر ازرق

یہ دوسری نہر ہے جو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ والوں کیلئے جاری کروائی۔ اس نہر کی کھدائی ۵۳ھ میں شروع ہوئی تھی۔ امیر معاویہ نے اپنے مدینہ کے گورنر مروان بن حکم کو حکم دیا کہ اس کو کھدوائے چونکہ مروان کی آنکھیں نیلی تھیں اس لئے اس کو نہر زرقا کا نام دیا گیا۔ اس نہر کا پانی چند ایک کنوؤں سے فراہم کیا گیا تھا۔ جس میں بیر ازرق۔ بیر آریس۔ بیر رباط۔ بیر توبرد۔ بیر شلالین۔ بیر سرآرہ۔ بیر قلعجیہ۔ بیر سید عبدالرحیم سب شامل ہیں ان کنوؤں سے پانی نکالا جاتا تھا اور نہر میں ڈال دیا جاتا تھا۔ اور پانی چوبیس گھنٹے جاری رہتا تھا۔ مدینہ منورہ کے اندر اور باہر اس کے کئی ایک گھاٹ بنا دیئے گئے تھے۔ جن سے بلا تکلف ہر وقت پانی لے لیا جاتا تھا یہ نہر برابر آٹھ سو سال تک جاری رہی اس کے بعد بند ہو گئی تو سلیمان عثمانی نے ۹۳۲ھ میں اس کو دوبارہ کھدوایا۔ اور پانی جاری کیا۔ پھر اس کے بعد ۹۹۹ھ میں سلطان مراد نے اس کی تجدید کی ۱۱۱۱ھ میں سلطان مصطفی نے اس کے لئے اور کنوئیں کھدوا کر اس کے پانی کو بڑھایا اور ۱۲۱۲ھ میں سلطان سلیم نے اس کے راستوں کو صاف کرایا۔ اس کے بعد سلطان ابن سعود نے ۱۳۴۹ھ میں اس پر مختلف گھاٹ بنائے۔ پانی کو بلندی

سے گرا کر تمام شہر میں پمپ لگا دیئے۔ اس کے راستوں کو صاف کرایا اور اندر لوہے کی جالیاں مختلف مقامات پر لگا دیں۔ اس پر بعض جگہ تو گھاٹ ہیں اور بعض مقامات پر پمپ لگے ہوئے ہیں۔ کاک کھولنے سے بڑے زور کا پانی گرنے لگتا ہے۔ یعنی بالکل اسی طرح جیسے کہ آج کل لاہور یا دوسرے شہروں میں واٹر ورکس کے پمپ لگے ہوئے ہیں۔ مدینہ منورہ کے اندر گیارہ گھاٹ ہیں اور پچاس پمپ۔

# واپسی

تَمَتَّعْ مِنْ شَمِيمِ عَرَارِ نَجْدٍ     فَمَا بَعْدَ الْعَشِيَّةِ مِنْ عَرَارِ

آج کے دن نجد کے گلاب کی خوشبو سونگھ لے     آج کے بعد تجھے یہ پھول کبھی نہیں مل سکیں گے

آہ حجاج کرام۔ اب آپ کی واپسی کا وقت آگیا ہے۔ آج دل کھول کر حجرۂ رسول پر صلوٰۃ اور سلام عرض کر لو۔ آنسو بہانے والی آنکھوں کو کہہ دو کہ آج سیر ہو کر یہ نظارہ دیکھ لیں۔ پھر قسمت کی بات ہے موقع مل سکے یا نہ۔ آج جتنا رو سکو رو لو۔ اپنے دل کی حسرتیں مٹا لو۔

هٰذِهِ دَارُهُمْ وَاَنْتَ مُحِبٌّ     فَمَا بَقَاءُ الدُّمُوعِ فِي الْآمَاقِ

کہ یہ ان کا گھر ہے جن کے آپ شیدائی ہیں     آج آنکھوں میں آنسو رکھ کر کیا کرو گے

اب آپ زیارت مسجد نبوی و حجرہ شریف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور زیارات مدینہ منورہ سے فارغ ہو چکے ہیں۔ اب دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپکو

بخیر و عافیت اپنے اہل و عیال میں پہنچاتے۔ آپ واپسی کا طریقہ بھی سنت نبوی کے مطابق سن لیں۔

حاجی کے لئے سنت ہے کہ اپنی واپسی کی اطلاع اپنے گھر والوں کو بھیج دے۔ گھر والوں کے لئے خصوصاً اور دوسرے لوگوں کے لئے عموماً یہ سنت ہے کہ حاجی کے استقبال کے لئے جائیں۔ اور حاجی سے ملیں تو اس سے مصافحہ کریں اور اس کے لئے دعا کریں کہ "اللہ تیرے حج کو قبول فرمائے اور تیرے گناہ بخشے اور تجھے بہترین رزق عطا فرمائے" اور حاجی کے لئے سنت یہ ہے کہ ان کے لئے دعائے مغفرت کرے۔ کہ انشاء اللہ العزیز اس کی دعا ضرور قبول ہو گی بشرطیکہ اس کا حج اللہ تعالےٰ نے قبول کر لیا ہو[1]۔ جب آپ اپنے گھر کے نزدیک پہنچیں تو محلہ کی مسجد میں داخل ہو کر دو رکعت نفل پڑھیں۔ اور اس کے بعد استقبال کرنے والوں کے لئے دعا کریں۔ اور اس وقت اس عاجز کو بھی نہ بھولیں کہ یہ آپ کی دعائے خیر کا مستحق بھی ہے اور محتاج بھی اسکے بعد اپنے گھر تشریف لیجائیں

---

[1] حج قبول ہونے کی علامت یہ ہے کہ آدمی پہلے کی نسبت شریعت کا زیادہ پابند ہو جائے نماز باجماعت کی کوشش کرے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو اپنا معمول بنا لے۔ اس کی طبیعت میں پہلے کی نسبت حلم۔ تواضع اور صبر زیادہ ہو جائے۔

والسلام آپ کا خیر اندیش محمد سلیمان کیلانی عفی عنہ

(مطبوعہ اشرف پریس لاہور)

کتبہ محمد نذیر خوشنویس کیلانی

**مراۃ القرآن** مصنفہ حافظ عبدالحی صاحب۔ قرآن کریم کی عام فہم اور مستند اردو لغت۔ اس لغت میں ہر لفظ کا اس کے مادہ سے تعلق اور جہاں جہاں قرآن میں وہ لفظ استعمال ہوا۔ سب کو یکجا کر کے دکھایا گیا ہے۔ اردو زبان میں اس سے بہتر جامع، مختصر اور آسان لغت ابھی تک تیار نہیں ہوئی کتابت وطباعت عمدہ، ۲۰×۳۰ سائز ۵۰۴ صفحات قیمت -/-/۸

**دلاویز حمائل** (عکسی مصرا) پاکٹ سائز۔ کاغذ بائبل پیپر کی طرح باریک و بڑھیا۔ جدت پسند اصحاب کے لئے ایک نادر تحفہ ہے

قیمت قسم اول -/-/۳ قسم دوم ۰/-/۲

**لاکٹ حمائل** وزن ۳ ماشہ لمبائی ۱ انچ ۱۰ پاور کا شیشہ پڑھنے کے لئے ساتھ ہوگا۔ قیمت قسم اول معہ ڈبیہ سفید نکل وقبضہ وکنڈا -/-/۳ قسم دوم معہ ڈبیہ سفید نکل بغیر قبضہ وکنڈا ۰/۸/۲ قسم سوم صرف سادہ گتہ کی ڈبیہ ۰/۸/۱

**یک ورقی قرآن مجید** چارٹ سائز کے ایک صفحہ پر مکمل قرآن مجید جسے پڑھا بھی جا سکتا ہے۔ خواہ چارٹ کی صورت میں اس سے کمرہ مزین کیجئے یا تعویذ بنا کر حرز جان بنایئے۔ قیمت آرٹ پیپر پر برائے قطعہ -/۱۲/- باریک کاغذ پر برائے تعویذ -/۸/-

**برزخ اور عذاب قبر** مشہور منکر حدیث حافظ اسلم جیراجپوری (پرویز) ادارہ طلوع اسلام کے استاد) کے عذاب قبر سے انکار کا مدلل اور کامیاب جواب اس کے ہم عصر پروفیسر مولانا محمد سعدی

کی زبان سے    سائز ۲۰×۳۰/۱۶ ۸۸ صفحات قیمت -/-/۱۲

## حیاتِ ولی

مصنفہ مولانا رحیم بخش صاحب دہلوی۔ یہ کتاب قرآن کریم کے سب سے پہلے مترجم، ہند میں علم حدیث کے سب سے پہلے ناشر مشہور محدث حضرت شاہ ولی اللہ صاحب جیسی مقدس ہستی کی مفصل اور ایمان افروز سوانح حیات ہے ۲۰×۳۰/۱۶ تقریباً ۷۰۰ صفحات قیمت -/-/۶

## خواجہ معینُ الدّین چشتی

حضرت خواجہ صاحب غریب نواز کی ہستی محتاج تعارف نہیں یہ انہی کی مختصر سوانح حیات ہے ۲۲×۲۹/۱۶، ۳۲ صفحات (۵ ر کے ٹکٹ بھیج کر منگوایئے) قیمت ۴ر

## آئینۂ عالم

مصنفہ ارمان سرحدی۔ تاریخی، جغرافیائی، سائنسی اور علمی معلومات کا ایک نادر اور دلچسپ مجموعہ دنیا کے سات عجائبات، قدیم تاریخی یادگاریں۔ بعض ملکوں اور شہروں کے متعلق دلچسپ معلومات جانوروں پودوں اور جواہرات سے متعلقہ دلچسپیاں۔ سماوی و فضائی معلومات سائنس کے کرشمے، غرض کوزہ میں دریا بند ہے۔ بچوں کی عام واقفیت بڑھانے کے لیئے ان کو ضرور پڑھوایئے اور خود بھی پڑھیئے کیونکہ اس سے بہتر کتاب آپ کو نہیں ملے گی اندازاً دو سو صفحات سے زائد قیمت -/-/۲

## تصورِ مرزا

(مصنفہ خالد وزیر آبادی) انعامی مبلغ -/۱۰۰ روپیہ مرزائیت کے رد میں ایک دلچسپ اور کامیاب کتاب جو خاص شہرت حاصل کر چکی ہے۔ مگر آج کل نایاب ہو رہی ہے ۱۸×۲۲/۸ ۲۸۸ صفحات عہ/

ملنے کا پتہ: **مکتبۃ السّلام**۔ وسن پورہ لاہور

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا

# تکمیل حج

و

## زِیَارَۃُ الْحَرَمَیْنِ الشَّرِیْفَیْنِ

از

محمد سلیمان کیلانی عفی عنہ

ناشر

مکتبۃ السلام ۔ وسن پورہ ۔ لاہور

قیمت ۔۔۔ روپے